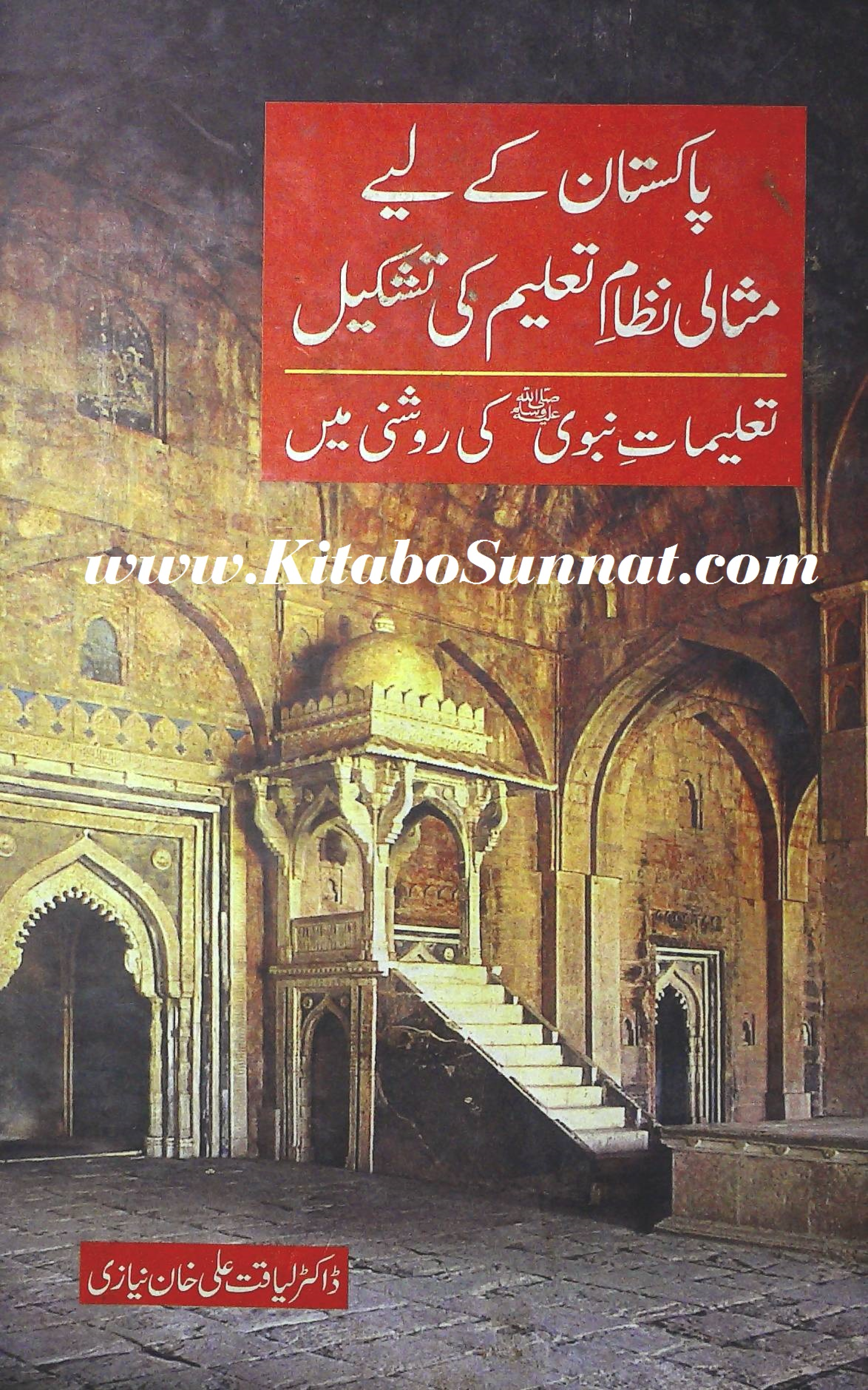

پاکستان کے لیے
مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل

تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے لیے
مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل

تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

370 Liaqat Ali Khan Niazi, Dr.
Pakistan Ke Liay Masali Nizam-e-Taleem Ki Tashkeel : Taleemat-e-Nabvi Ki Roshni Main / Dr. Liaqat Ali Khan Niazi. - Lahore : Sang - e - Meel Publications, 2002.
10, 200p.
Kitabiat : p. I- XXVIII
1. Taleem. 2. Taleemi Nizam. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

2002. فروری
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN 969-35-1338-X

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore, Pakistan. Phone 7667970
زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

فہرستِ مضامین

		صفحہ
حرفِ آغاز		
باب ۱:	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطورِ معلّمِ اعظم	(۱-۵)
باب ۲:	تعلیم، لغوی معنی، اقسام و مقاصد	(۶-۱۶)
باب ۳:	مکتب بطورِ دانش گاہ	(۱۷-۳۰)
باب ۴:	علم کی فضیلت، قرآن اور تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں	(۳۱-۵۱)
باب ۵:	عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم	(۵۲-۷۳)
	- دارِ ارقم	
	- درسگاہِ صُفّہ کا قیام	
	- صُفّہ نظام کا تقابلی مطالعہ (تاریخ کے آئینے میں)	
	- نصاب	
	- تعدادِ طلباء	
	- تعلیمِ بالغاں	
	- مخصوص اساتذہ کرام	
	- مضامین برائے خواتین	
	- تعلیمِ نسواں	
باب ۶:	حضور اکرم ﷺ کے طریقہ تعلیم و تدریس کی خصوصیات	(۷۴-۸۱)
	(i) آنحضورؐ کا تمثیلی انداز	
	(ii) طرزِ تحریر	
	(iii) مدتِ تعلیم	
	(iv) معلم کی شخصیت	
	(v) سزا دینے کا طریقہ	
	(vi) حضورؐ کی تدریس کے راہنما اصول	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۷ علوم وفنون کے ارتقاء اور ترویج میں مسلمانوں کی خدمات (۸۲۔۸۸)

باب : ۸ مسلمانوں کا نظامِ تعلیم، تاریخ کے آئینے میں (۸۹۔۹۶)

باب : ۹ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم (۹۷۔۱۰۰)

باب : ۱۰ پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لیے کاوشیں (۱۰۱۔۱۱۴)

- پاکستان ایجوکیشن کانفرنس 1947ء
- ایجوکیشن کانفرنس 1951ء
- تعلیمی کمیشن 1970ء
- نئی تعلیمی پالیسی 1972ء
- نیشنل ایجوکیشن پالیسی 1979ء
- نئی روشنی پروگرام
- 1992ء میں حکومت کی تعلیمی کاوشیں
- قومی تعلیمی پالیسی 1998ء
- پروگرام 2010ء
- سوشل ایکشن پروگرام
- سیون پوائنٹ ایجنڈا
- تعلیمی اصلاح بشمول تبدیلی نصاب کے لیے غیر سرکاری کاوشیں

باب : ۱۱ پاکستان میں تعلیمی مسائل (۱۱۵۔۱۶۱)

(۱) قومی زبان کا مسئلہ
(۲) نظامِ امتحانات
(۳) پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا مسئلہ
(۴) مخلوط تعلیم کا مسئلہ
(۵) دینی مدارس
(۶) غربت
(۷) کتب خانوں کی کمی
(۸) تعلیم کے بارے میں حکومتوں کا مجرمانہ تغافل
(۹) گھوسٹ (فرضی) سکول
(۱۰) طبقاتی امتیاز پر مبنی نظامِ تعلیم
(۱۱) خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹیوں کا قیام
(۱۲) معیارِ تعلیم میں تضادات
(۱۳) وسائل کا غلط استعمال
(۱۴) انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فقدان
(۱۵) ضلعی حکومتوں کا نظام اور تعلیم کا شعبہ (Devolution Plan)

باب : ۱۲ موجودہ حکومت کی تعلیمی اصلاحات (۱۶۲۔۱۶۵)

باب : ۱۳ معلمِ انسانیت ﷺ کا تعلیمی اسوہ حسنہ اور اس کی روشنی میں پاکستان میں مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل (۱۶۶۔۱۷۱)

باب : ۱۴ تجاویز (۱۷۲۔۱۹۳)

باب : ۱۵ حاصلِ کلام (۱۹۴۔۲۰۰)

فہرستِ کتب (i-xxviii)

❁❁❁❁❁

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پیارے بیٹے

محمد شاہ رُخ نیازی کے نام ——

وہ پھول جو ہمارے آنگن میں 1979ء میں کھلا تھا۔

درازیِ عمر اور نیک تمناؤں کے ساتھ

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

حرفِ آغاز

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہ
وَاللَّيْلُ دُجیٰ مِنْ وَّفْرَتِہ
اَزْکَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ
کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہ

(سَیّدنا حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

''صبح آپ ﷺ کی چمک سے روشن ہوئی اور رات آپ ﷺ کے گیسو کی وجہ سے چھائی۔ آپ ﷺ پاکیزہ ترین نسب والے اور بلند ترین حسب والے ہیں۔ تمام عرب والے آپ ﷺ کے خدام ہیں۔''

تمام تعریفیں اُس پاک پروردگار کے لیے ہیں جس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور اس میں رُوح پھونک کر اُسے دیگر مخلوقات سے برتر کیا اور زمین کو اور جملہ موجودات کو اُس کے لیے مُسخر کیا اور اس پر اپنے برگزیدہ بندے نبی بنا کر اُتارے۔

اور درود اُس ذاتِ بابرکات ﷺ کے لیے جس کی خاطر یہ دنیائے رنگ و بو تخلیق پائی اور جو وجہِ تخلیق کائنات ٹھہری۔ اُس ذاتِ گرامی ﷺ جیسا نہ کوئی تھا' نہ ہے اور نہ ہوگا۔ وہ وجودِ مسعود ﷺ جس نے ہمیں خُدا کی طرف بلایا اور اُس کی کتاب ہمیں دی اور ہمیں قلم دیا اور ہمیں علم دیا اور قرآن کی عملی تفسیر بن کر ہمارے درمیان زندگی گزاری۔

یہ حرف وصوت کا اور لفظ و معانی کا تسلسل اُسی فخرِ موجودات ﷺ سے ہے۔ اُسی مینارہ نور ﷺ کی لگن کی لَو ہم سے لکھواتی ہے لفظوں اور سطروں اور مقالوں اور کتابوں کے یہ ہمیشہ رہنے والے سلسلے۔ سب اُسی مصلحِ اعظم ﷺ کا ہے فکر بھی اور خیال بھی' لفظ بھی اور معنی بھی' بصارت بھی اور بصیرت بھی' تحقیق بھی اور دانش بھی۔ وہ محسنِ انسانیت ﷺ نہ چاہے تو کسی کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی لکھ سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میری حقیقت کیا۔۔۔ نبی آخر الزمان ؐ کا مقام و مرتبہ کہاں اور میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کہاں۔ یہ رحمۃ للعالمین ؐ کی دین ہے کہ انہوں نے لکھوایا۔ مجھ جیسے کو یہ توفیق بخشی کہ میں بھی محمد عربی ؐ کے سیرت نگاروں میں شمار ہوسکوں اور ھادیِ برحق ؐ کے نام لیواؤں میں نام لکھوا سکوں۔ بلاشبہ :

این سعادت بہ زورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدای بخشندہ

اور وسیلہ بنی وزارتِ مذہبی اُمور زکواۃ وعشر اسلام آباد جس نے سالہا سال سے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقوں کے لیے حصولِ سعادت کا یہ انتظام کر رکھا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں کے لیے تشویق کا باعث بنی ہوئی ہے۔

اس کتاب کی کمپوزنگ جناب محمد اویس قریشی نے انتہائی محنت سے کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں اپنی رفیقۂ حیات پروفیسر تسنیم نیازی صاحبہ کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے بڑی محنت سے پروف ریڈنگ کی۔ جناب شعیب احمد، ریسرچ آفیسر، لاہور میوزیم کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے بھی اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی۔

جناب نیاز احمد، پروپرائیٹر سنگ میل پبلی کیشنز کا احسان مند ہوں جنہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ علاوہ ازیں جناب افضال احمد، سنگ میل پبلی کیشنز کا بھی شکر گزار ہوں۔ ان دونوں حضرات کی رہنمائی سے سیرتِ پاک کی یہ کتاب شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بُلند کرے۔ آمین!

اللہ کرے میرے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرفِ قبولیت حاصل کریں اور مجھ گناہ گار کی مغفرت کا باعث بنیں۔ آمین!

میرے ٹوٹے ہوئے دل میں ہے مقام اُس کا

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

باب : ا

نبی اکرم ﷺ بطورِ معلّمِ اعظم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِىِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا **(الاحزاب : ۵۶)**

دانائے کُل، سید العالمین، سید المرسلین، بے نظیر و بے مثال رُسولِ مکرم، تاجدارِ مدینہ، تاجدارِ ازم، علم کے بحرِ زخار، معلمِ اعظم، مدینۃ العلم، رہبرِ اعظم، ناشرِ حکمت، ہادیِ اعظم، افصح العرب خطیب، ذی وقار شہری، صادق و امین تاجر، اولوالعزم مبلغ و داعیِ اعظم، کامیاب ترین داعیِ انقلاب، بے مثال مربّی و مزکّی، سپہ سالارِ اعظم، عظیم ترین مدبر و منتظم، لاثانی مقنن، شارحِ کتاب اللہ، عدیم النظیر منصف و قاضی، عظیم الشان معاشی و معاشرتی اسوہ، خلقِ عظیم، رسولِ رحمت، نبی اُمّی لقب، حضورِ ختمی مرتبت اور اعلیٰ ترین معلّمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ایک مکمل سیرت ہے۔

آپ ؐ بدرِ کامل ہیں جس کی ٹھنڈی روشنی تسکینِ جان بنی ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات علم کا ایک بحرِ بیکراں ہے جو انسانیت کو گوہر ہائے مطلوب سے نوازتی ہے۔ آپ ؐ کی شخصیت جامع کمالات و صفات ہے۔ الغرض آپ ؐ کی ذاتِ گرامی حیاتِ انسانی کے تمام ادوار کے لیے ایک مکمل نمونہ ہے۔ آپ ؐ کی ذاتِ اقدس ایک آفتابِ علم ہے جس کی نورانی کرنیں بنی نوع انسان کے دلوں کو منور کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہِ اُمم، شہنشاہِ کونین، فخرِ رُسل، خیر الوریٰ، شہِ بطحاؐ، معمارِ اقدارِ بشر، شہِ لولاکؐ، معلمِ کامل، معلمِ آخر الزمانؐ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ، آپ کا کردار اور طرزِ عمل ایک بہترین نمونہ ہے اور ایک عمدہ مثال ہے، ان لوگوں کے لئے جو معلم ہیں یا معلم بننا چاہتے ہیں۔

سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 21 تفسیر ضیاء القرآن میں یوں بیان کی گئی ہے:

"بلکہ یہ تو ایک نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر راہنمائی کرتا ہے اور ہر مرحلہ پر پیغام دیتا ہے اس پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات پر کاربند ہونا اس وقت تک آسان نہیں جب تک ایک عملی نمونہ ہمارے پاس نہ ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے صرف قرآن نازل کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کی تبلیغ کرنے کے لیے اپنے محبوب کو منتخب فرمایا تاکہ وہ ارشادات خداوندی پر خود عمل کر کے دکھائے اور ان پر عمل کرنے سے زندگی میں جو زیبائی اور نکھار پیدا ہوتا ہے اس کا عملی نمونہ پیش کرے تاکہ جو حق کے متلاشی ہیں وہ قرآنی تعلیمات کی عملی تصویر دیکھ کر اس کو اپنے سینہ سے لگالیں۔۔۔۔۔

یہی تمہاری زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے لیے ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ اس کے نقش قدم کو خضر راہ بنالو۔ اس کے دامن شفقت کو مضبوطی سے تھام لو، یقیناً منزل تک پہنچ جاؤ گے۔ حضورؐ کی ذات اقدس میں تمہارے لیے شان غم گساری ہے"۔

(ضیاء القرآن، جلد چہارم، صفحات ۳۴۔۳۳)

تفہیم القرآن میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 21 کی تفسیر ملاحظہ ہو:

"اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ہر معاملہ میں آپؐ کی زندگی کو اپنے لیے نمونے کی زندگی سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی سیرت و کردار کو ڈھالیں"۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۴، صفحہ ۸۱)

آپؐ کی سنت مبارکہ عالم انسانی کے فوز و فلاح کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم رحمت، برکت، ہدایت، شفا اور نور کا منبر ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ، اسوہ حسنہ اور فطرت سلیمہ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔

آپؐ کے تمام خصائل و شمائل برگزیدہ، عملی و تعلیمی ضابطہ حیات ہے۔

آپؐ نے اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر فرمائی۔ روحانی زندگی، عمرانی زندگی، معاشی زندگی، سیاسی زندگی، ثقافتی زندگی اور عسکری زندگی کے اُصول وضع فرمائے۔

بقول ڈاکٹر نصیر احمد ناصر:

"معلم انسانیت کی حیثیت سے آپؐ کی عظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحرا کے بدوی اور ان پڑھ شہری دیکھتے ہی دیکھتے عالم و فاضل اور مفکر و حکیم بن گئے۔ آپؐ نے مسجد نبویؐ سے جو شمع علم روشن کی تھی، اس کی روشنی آپؐ کے شاگردوں کے ذریعے اقصائے عالم میں پھیل گئی"۔

(ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، پیغمبر اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ ۴۲۸)

آپؐ نے انسانیت آموزی اور انسان سازی کے مشن کی تکمیل کے لیے تعلیم و تدریس کا فریضہ منتخب فرمایا۔ وہ لوگ بے حد خوش نصیب ہیں جنہیں معلمانہ عہدہ ملا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ عہدہ جلیلہ ہے جس پر اللہ نے انسانیت کی تعمیر و تربیت کے لیے معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کو مامور فرمایا۔ آج کے معلمین پر حضور ﷺ کی تعلیمی تحریک کو آگے بڑھانے کی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آج کے ہر معلم کو معلم اعظم ﷺ کے اُسوہ تعلیمی کو مشعل راہ بنانا پڑے گا۔

قرآن حکیم، کتب احادیث، کتبِ مغازی و سیر، کتبِ تواریخ، کتبِ تفاسیر کتبِ اسماء الرجال، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتبِ آثار و اخبار، کتبِ واقعات متعلقہ آثار قدیمہ، تعلیمی رسائل مثلاً رسالہ ابن عبدون، الجاحظ کا رسالۃ المعلمین، ابن سحنون کا آداب المعلمین، عربی کتبِ معلوماتِ عامہ، سفرنامے مثلاً یعقوبی کی کتاب البلدان، الرحلہ ابن جبیر وغیرہ، اصفہانی کی کتاب الاغانی، خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد اور ابن خلکان کی وفیات الاعیان وغیرہ، کتب حسبہ، (اساتذہ کے محاسبہ کے متعلق معمولات پر کتب)، بچوں کی تعلیم و تربیت سے متعلقہ امام غزالی کی کتاب الاحیاء اور دیگر ایسی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظام تعلیم کے بارے میں مکمل تفصیل ملتی ہے۔

اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت کو معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات مبارکہ و تعلیمی اسوہ حسنہ کی روشنی میں مسلم علماء کرام اور اکابرین نے اجاگر کیا ہے مثلاً دور قدیم کے مسلم علماء میں سے ابن جماعہ، ابن عبدون، الجاحظ، یعقوبی، ابن حوقل، ابن جبیر، ابن بطوطہ، خطیب بغدادی، سیوطی، قرشی، ابن خلدون، المقریزی، القلقشندی، القفطی اور دور جدید کے مسلم علماء مثلاً ڈاکٹر برھان احمد فاروقی، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، سید امیر علی، ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر احمد شلبی، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن اور مستشرقین مثلاً لیمنس (Lammens)، اسٹینلی لین پول، Stanley Lane - Poole، رچرڈ کوک، پامر، پروفیسر نکلسن، پروفیسر براؤن، پروفیسر

پی۔کے۔ حطی، اور اس قسم کے بے شمار اور ماہرین تعلیم نے اس موضوع پر گراں قدر کام کیا ہے۔

شیخ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے روح انسانی
نکتہ دلپذیر تیرے لیے
کہہ گیا ہے حکیم قاآنی

مغربی استعمار نے پچھلی تین صدیوں سے عالم اسلامی میں تباہی مچا رکھی ہے۔ یہاں حملے کی زد میں فکر و نظر، ایمان و ایقان، اخلاق و آداب اور تہذیب و تمدن، غرض ہر وہ چیز ہے جو ہماری شناخت ہے اور جس میں ہماری زندگی اور بقاء کا راز ہے۔ برطانوی فوجوں کو سرزمین پاک و ہند سے ایک دن رخصت ہونا پڑا، لیکن میکالے کے تعلیمی نظام نے جو اجتماعی اثرات ہمارے معاشرے پر چھوڑے ہیں وہ آج بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے اس سامراجی سازش کا پردہ یوں چاک کیا تھا کہ:

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اُسے پھیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲

تعلیم: لغوی معنیٰ، اقسام و مقاصد

لفظی طور پر تعلیم کے معنی ہیں: "معلومات کا جمع کر دینا" اور "مخفی صلاحیتوں کو نکھارنا"۔ اصلاً یہ لفظ معلومات فراہم کرنے اور متعلم کی مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے مفہوم میں آتا ہے۔

(The New International Webster's Comprehensive Dictionary,p.401)

John White اپنے مقالہ The Aims of Education میں رقمطراز ہے:

"The aim of education should be to promote the well-being of those being educated."

(Hand Book of Educational Ideas and Practices, p. 23)

تعلیم کا مفہوم اسلامی دائرے کے اندر تین اصلاحات کا جامع ہے یعنی تعلیم، تربیت اور تادیب۔ تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کو متوازن انداز پر نشو ونما دینا ہے۔ انسان کے مختلف پہلوؤں جسمانی، عقلی، علمی، لسانی، عمرانی اور دینی کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھانا ہے نیز صالحیت اور تکمیل تک ان کی رہبری کرنا ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد

انسانیت کی انفرادی و اجتماعی فلاح و بہبود ہے۔

بقول ڈاکٹر برھان احمد فاروقی:

"تعلیم قوموں اور تہذیبوں کو دوام و استمراء عطا کرنے کا علم ہے"۔

(تعلیم کا مسئلہ اور اُس کا حل، صفحہ ۱۹)

تعلیم بذات خود منزل نہیں بلکہ منزل کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ تعلیم کے ذریعے نظریہ حیات اور تمدن و ثقافت زیر تعلیم نسل تک پہنچتا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کا یہی خیال تھا کہ اسلام، ہماری زندگی اور تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے۔ امام غزالیؒ کے مطابق اسلامی نظریہ تعلیم کا مقصد تعمیر کردار ہے۔

اسلامی نظام تعلیم سے مراد تعلیم، نصاب اور نظم تعلیم میں محض اسلامی نظریے کا نفاذ نہیں ہے، بلکہ بہتر معیار، سہولتوں کی فراہمی، اُمت مسلمہ کی ضرورت کی تکمیل، سائنسی علوم وفنون میں اعلیٰ مہارت اور روزگار کے مواقع مہیا کرنا ہیں۔

علوم کی اقسام:

مروجہ علوم کی ترتیب یا درجہ بندی (Knowledge Taxonomy) کی اصطلاح میں، پہلی عالمی اسلامی تعلیمی کانفرنس منعقدہ مکة المكرمہ نے علوم کی دو اقسام کا ذکر کیا ہے:

(الف) یقینی، ہدایتی، یا الہامی علم (Revealed Knowledge): قرآن و سنت کا علم۔

(ب) امکانی، حسی یا عقلی علم (Acquired Knowledge): وہ علوم جن کے حاصل کرنے کا ذریعہ انسان کے حسی اور عقلی محرکات ہیں۔ مثلاً طبیعات، کیمیا، حیاتیات، ریاضی، شماریات، حیوانیات، ارضیات، فارمیسی، انجینئرنگ، ٹیکنالوجی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیکل سائنس، زرعی سائنس، کامرس، مینجمنٹ ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر سائنس، فلسفہ، نفسیات، تعلیمات، سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، نباتات، فلکیات، تاریخ، جغرافیہ، قانون، ابلاغ عامہ، لسانیات، علم کتابداری، ادبیات وفنون اور دیگر سوشل، فزیکل، نیچرل سائنسز وغیرہ، یہ امکانی علوم ہیں اور دنیاوی زندگی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

(ڈاکٹر مشتاق الرحمن صدیقی، تعلیم و تدریس مباحث و مسائل، صفحات ۶۲۔۶۱)

دینی اور دنیاوی علوم کا امتزاج:

اسلام میں تعلیم کی اہمیت کو جان لینے کے بعد ذہن میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ وہ کونسی تعلیم ہے، جس کی فرضیت کا اسلام نے اعلان کیا ہے اور وہ کونسا علم ہے جو اہل علم کو اتنا بلند مرتبہ عطا کرتا ہے؟

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کا بنیادی مقصد اسلامی شعور کو بیدار کرنا ہے اس کے لئے بنیادی چیز خدا شناسی اور زندگی کے نصب العین اور مقصد حیات سے مکمل آ گاہی ہے۔ اس شعور کے بیدار ہو جانے کے بعد اسلام ہر مفید اور جائز علم کو حاصل کرنے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ان علوم کے حصول کو فرض قرار دیتا ہے جو ملک و ملت کی ترقی اور بقاء کے لئے ضروری ہیں۔

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کی نوعیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہمارے دینی اور دنیاوی دونوں تقاضوں کو پورا کرنے والی ہو۔ ایک طرف وہ ہر فرد میں خدا خوفی اور اپنے فرائض سے عہدہ برا ہونے کے جذبات پیدا کر کے اسے سچا مسلمان بنائے اور دوسری طرف اسے مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے والا بنائے۔ دینی اور دنیاوی علوم کی تقسیم غلط ہے۔ جن علوم کو ہم دنیاوی

علوم کہتے ہیں اگر ان کا حصول نیک مقصد، اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی بقاء و سالمیت کے جذبہ کے تحت کیا جائے تو وہ دینی علوم کے حصول سے کسی درجہ کم نہ ہوگا۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے نونہالوں میں اسلامی تعلیمات کا صحیح شعور پیدا کر دیا جائے تاکہ وہ جس شعبہ میں بھی جائیں نیک نیتی سے ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں۔' پھر خواہ وہ کوئی علم بھی حاصل کریں وہ اس فضیلت کے مستحق ہوں گے جو اہل علم کے لئے وارد ہوئی ہے، ایسے نوجوان جہاں بھی جائیں گے ان کا وجود باعث رحمت ہوگا اور قوم کو ان پر بجا طور پر فخر ہوگا۔

سائنسی علوم نیک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں اس لئے اگر انہیں دین کے تابع اور مسلمانوں کی سربلندی سرفرازی اور ترقی کے لئے حاصل کیا جائے تو یہ عین دین ہوگا جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دینی مدارس میں فلسفہ، طب، ہندسہ، ہئیت اور جاہلی شعراء کے کلام کو اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ اس سے دین کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے حالانکہ ان کا دین سے براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ اگر دنیاوی علوم کو جن میں سائنس اور دیگر مروجہ علوم شامل ہیں محض دنیاوی اغراض کے لئے حاصل کیا جائے تو ان کا حصول مذموم اور مردود ہوگا۔

قرآن حکیم میں سائنسی علوم کو حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر مطالعہ کائنات کا درس دیا گیا۔ اسی طرح حدیث میں دانائی کو مومن کی گم شدہ میراث کہا گیا:

الْكَلِمَةُ الْحِكمة ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

(رواه أبو هريرة)

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، صفحہ ۱۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔فرض عین۔ دینی علوم :

فرض عین سے مراد ہے کہ اس کا حاصل کرنا ہر فرد پر لازم ہے۔
اس میں استثنیٰ یا رعایت کی کوئی صورت نہیں۔

ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ بنیادی عقائد کا علم رکھتا ہو۔ ارکان اسلام اور دیگر بنیادی امور سے واقف ہونا از بس ضروری ہے۔ اگر اسے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا پتہ ہی نہیں ہوگا تو ان کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہر فرد کو آگاہ ہونا چاہیے تاکہ ان کی سیرت کی عمدہ طریقہ پر تعمیر ہو سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اللَّهُمَّ أَغْنِنِي بِالْعِلْمِ، وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ، وَأَكْرِمْنِي بِالتَّقْوَى، وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ. **(رواه ابن النجار عن ابن عمر).**

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۲۹)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل چیزوں کے لیے دعا فرمائی:

(۱) علم
(۲) حلم
(۳) تقویٰ
(۴) عافیت

اسلامی تعلیم روحانی اور اخلاقی پاکیزگی اور طہارت عطا کرتی ہے اس لئے سب سے پہلے بچے کو یہ تعلیم دینا نہایت ضروری ہے تاکہ اس کے ذہن میں اسلام اور اسلام کی تعلیمات کی حقانیت پختہ اور راسخ ہو جائے اور اللہ پر غیر

متزلزل یقین پیدا ہو جائے۔ اس کی زندگی اسلامی عقائد پر استوار ہو' اس کی گفتار' اس کا کردار' اس کا اخلاق اور اس کے معاملات غرض زندگی کے ہر پہلو کی تشکیل اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہو سکے اور وہ اسلامی اخلاق کا عمدہ نمونہ پیش کرے۔

۲۔فرض کفایہ۔ جدید علوم :

فرض کفایہ سے مراد ہے کہ کسی علم کا حاصل کرنا قوم کے ہر فرد پر تو ضروری نہ ہو مگر پوری قوم میں سے کچھ افراد اسے ضرور حاصل کریں۔ فرض کفایہ میں علوم جدیدہ مثلاً سائنس' جغرافیہ' معاشیات' انجینئرنگ' ریاضی وغیرہ شامل ہیں۔ ان علوم کو یہ درجہ اس لئے دیا گیا ہے کہ آج کوئی قوم بھی ان کے بغیر دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہر قوم کی بقاء و سالمیت کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم نہایت ضروری ہے۔ ملک کی ترقی کے لئے ہر شعبہ میں اس کی ضرورت ہے۔

زراعت کو لیجئے وہ بھی ایک سائنس کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ ملک کو خوراک میں خود کفیل بنانے کے لئے ظاہر ہے ایسے ماہرین کی ضرورت ہے جو اس شعبہ میں قوم کی رہنمائی کر سکیں۔ ملک کی صنعتی ترقی میں ماہر انجینئروں اور ماہر کیمیا گروں کی ضرورت ہے۔ غرض کوئی شعبہ لے لیجئے' سب ہی میں ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ماہرین کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی صورت میں ان علوم پر توجہ نہ دینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر دفاع کا مسئلہ ہے آج دفاع (Defence) کے جتنے بھی ذرائع ہیں سب کے سب سائنس اور ایٹمی توانائی کے مرہون منت ہیں۔ کوئی ملک اپنے دفاع پر قادر نہیں تاوقتیکہ وہ ایٹمی طاقت حاصل نہ کرے۔ قرآن کریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

نے سورہ انفال کی آیت ۶۰ میں حکم دیا ہے کہ:

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ
وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ
وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ
اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾

تعلیم کے مقاصد:

اسلام میں تعلیم کے مقاصد، نصب العین کا تعین، حسن عمل، خود آ گاہی، نفع رسانی، اشاعت دین، تحقیق (Research)، سرفرازی اور بلندی، دینی اور دنیاوی کامیابی، حصول معاش میں آسانی اور معاشی و معاشرتی ترقی ہیں۔

علم کا بنیادی مقصد خدا شناسی ہے۔ علم کے بغیر اللہ کی معرفت مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ علم کے ذریعے ہی انسان خدا کی رضاجوئی کا طریقہ معلوم کر سکتا ہے۔ خدا شناسی کے بغیر جو علم بھی حاصل کیا جائے گا وہ چنداں مفید نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ علم نافع کے حصول کی دعا فرمائی کیونکہ اس سے خدا شناسی ہوتی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لا يُسْمَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَؤُلاءِ الأَرْبَعِ.

(رواه الترمذي عن ابن عمر).

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، صفحہ ۲۷)

فرض خدا شناسی اور عقائد کی حقیقت کو جان لینے کے بعد علم کی بدولت انسان اپنا نصب العین متعین کرتا ہے جس کے سبب اس کی سیرت پروان چڑھتی ہے۔ بے علم آدمی کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا اگر ہوتا بھی ہے تو بہت ہی پست۔

علم حاصل کرنے کا اہم مقصد حسن عمل ہے۔ علم کے بغیر عمل گمراہی ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْعَالِمُ وَالْعِلْمُ وَالْعَمَلُ فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا لَمْ يَعْمَلِ الْعَالِمُ بِمَا يَعْلَمُ كَانَ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ فِي الْجَنَّةِ، وَكَانَ الْعَالِمُ فِي النَّارِ.

(رواه الديلمي).

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، صفحہ ۱۰۷)

علم کا ایک بلند مقصد یہ بھی ہے کہ انسان کو اس سے اپنی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ معرفت اور خود آگاہی انسان کی اصلاح کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ ”جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔“ گویا خدا شناسی کے لئے خود شناسی ضروری ہے۔

وہ علم مفید ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔ اگر یہ خصوصیت علم میں نہیں تو بے کار ہے۔ جس علم سے صرف خواہشات نفسانی وابستہ ہوں اس سے انسانیت کو کم فائدہ پہنچتا ہے اس لئے اسلام کی نگاہ میں علم کا نفع رساں اور نتیجہ خیز ہونا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ

ترجمہ: اے اللہ! میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہیں۔

علم حاصل کرنے کا ایک مقصد اور فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی اسے دوسروں تک پہنچائے۔ بے علم نہ تبلیغ دین کر سکتا ہے اور نہ نیکی کا پرچار۔ جو علم سیکھ کر دوسروں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکھاتا وہ بخل کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

كَاتِمُ الْعِلْمِ يَلْعَنُهُ كُلُّ شَيْءٍ، حَتَّى الْحُوتُ فِي الْبَحْرِ، وَالطَّيْرُ فِي السَّمَاءِ. (رواه ابن الجوزي عن أبي سعيد).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۱۹)

معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عالم اور متعلم بھلائی میں شریک ہوئے ہیں:

الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيكَانِ فِي الْخَيْرِ، وَسَائِرُ النَّاسِ لا خَيْرَ فِيهِمْ.

(رواه الطبراني عن أبي الدرداء).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۷)

علم کا ایک مقصد تحقیق بھی ہے۔ بغیر تحقیق کے علم کا مقصد حقیقی یعنی اشیاء کے حقائق اور کسی چیز کے رموز کو جاننا پورا نہیں ہوتا۔ بغیر غور وفکر اور تحقیق کے کوئی علم بھی نتیجہ خیز اور مفید ثابت نہیں ہوتا۔ علم کی فضیلت ایک اور حدیث پاک میں ملاحظہ ہو:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْماً، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ.

(رواه ابن ماجة).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۲۵)

علم کی بدولت انسان کو دنیا اور آخرت میں سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور یہی علم قوم کی ترقی کا سبب ہوتا ہے۔

علم کے بغیر کوئی صحیح طریقہ پر نہ خدا کی اطاعت کرسکتا ہے اور نہ عبادت۔ دینی امور میں کامیابی کے لئے بھی اس کی اشد ضرورت ہے اور دنیاوی امور میں بھی علم چراغ راہ کا کام دیتا ہے۔

روٹی تو ہر آدمی کما لیتا ہے مگر صاحب علم اپنی روزی عزت اور وقار کے ساتھ کماتا ہے۔ علم و ہنر کے ذریعے انسان روزی کے نئے نئے طریقے تلاش کرتا رہتا ہے۔ اعلیٰ عہدوں پر اہل علم ہی فائز ہوتے ہیں۔

علم سے بہت سی تحقیقات کی جاتی ہیں جس سے مخلوق خدا کی فلاح و بہبود کے لئے سامان تیار کئے جاتے ہیں۔ علم کے ذریعے انسان نئے نئے ہتھیار اور آلات تیار کرتے ہیں جن سے اپنا دفاع کیا جاتا ہے۔ علم ہی انسان کے کمالات کو اُجاگر کرتا ہے۔

علم ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ انسان دنیا میں ترقی کرتا ہے۔ اسی علم کی بدولت انسان اپنی ہر مشکل پر قابو پا لیتا ہے۔ علم ہر جگہ انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ دنیا میں وہی قومیں عظمت کی بلندیوں کو پہنچتی ہیں جو علم کے میدان میں دوسروں سے سبقت لے جاتی ہیں۔

اہل علم کو آخرت میں اعلیٰ درجات سے نوازا جائے گا جو دوسرے انسانوں کو نصیب نہ ہوسکیں گے۔ چونکہ علم کے ذریعہ وہ خود عمل کرتا ہے اور دوسروں کو عمل کراتا ہے۔ اپنے اعمال و افعال سے پوری ملت کو زندگی بخشتا ہے۔ اسی وجہ سے عالم کا درجہ عابدوں سے بڑھ جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهِ: خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.

(رواه الديلمي عن علي).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۴)

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رات کو ایک لمحہ کے لئے علم حاصل کرنا ساری رات جاگنے سے بہتر ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا ۔ (الدَّارِمِی)

(مشکوۃ المصابیح' صفحہ ۳۶۱)

باب: ۳

مکتب بطور دانشگاہ

مکتب کے لغوی معنی ہیں لکھنے کی جگہ مگر عام اصطلاح میں مکتب سے مراد وہ جگہ یا مکان ہے جہاں بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس کے ہم معنی دوسرا لفظ مدرسہ ہے جس کے لغوی معنی ہیں پڑھنے کی جگہ۔ مکتب اور مدرسہ کے الفاظ تقریباً ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مکتب کے لفظ کا اطلاق تمام تعلیمی اداروں اور درس گاہوں پر ہوتا ہے چاہے وہ ابتدائی مدارس ہوں یا سکول یا کالج یا یونیورسٹی' سب اس میں شامل ہیں۔

تعلیم ایک عبادت ہے اس کے حصول کی جگہ یعنی درس گاہ واجب الاحترام ہے۔ اسلام ایک علمی اور عملی مذہب ہے۔ اس لئے اپنے ماننے والوں کو علم حاصل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ آخرت میں اہل علم کو بڑے بڑے انعامات عطا کرنے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ آنحضور ﷺ نے علم کو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ حقوق اللہ کی حفاظت ہو سکتی ہے اور نہ حقوق العباد کی ادائیگی۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ

(رواه أبو نعيم عن عمر).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۶۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور ارشاد نبویؐ ہے:

طَالِبُ العِلْم: طَالِبُ الرَّحْمَةِ، طَالِبُ العِلْمِ، رُكْنُ الإِسْلَامِ وَيُعْطَى أَجْرَهُ مَعَ النَّبِيِّينَ.

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۰)

یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کرامؓ علم کے پروانے اور شیدائی نظر آتے ہیں۔علم کی ایک ایک بات کے لئے ہزاروں میل کا سفر ان کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔آپ کا ارشاد ہے:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ؛ فَإِنَّ طَلَبَ العِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّ الْمَلائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضَاءً بِمَا يَطْلُبُ.

(رواه ابن عبد البر).

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۲۲)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ نے علم سیکھنے کے ساتھ ساتھ علم سکھانے کی بھی تلقین فرمائی ہے۔بانی اسلام نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی کا ہی سنگ بنیاد رکھا جو مسلمانوں کی درس و تدریس کا اہم ترین مرکز بنا اور یہی مسجد نبوی تھی جہاں حضورؐ نے لاکھوں صحابہؓ کو تعلیم و تربیت سے نوازا۔یہیں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی باکمال اور عالم و فاضل ہستیاں نمودار ہوئیں۔

خلافت راشدہ میں تعلیم:

خلافت راشدہ کے دور میں تعلیم کا رواج عام ہو چکا تھا۔درس و تدریس کا

سلسلہ جاری تھا۔جو صحابی جس علاقے میں پہنچ جاتا وہ وہیں سلسلہ تدریس شروع کر دیتا۔ان حلقہ ہائے درس قائم کرنے والوں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خاص طور پر مشہور ہیں۔ان صحابہ کرامؓ نے مختلف علاقوں مثلاً کوفہ' بصرہ' مکہ اور مدینہ میں اپنے اپنے حلقہ ہائے درس قائم کر رکھے تھے۔ان حلقوں میں قرآن اور حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔عورتوں میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقہ درس تھا۔بعض بڑے بڑے صحابہ اس حلقے کے فیض یافتہ تھے۔حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔اگرچہ باقاعدہ طور پر مکتب کا آغاز نہیں ہوا تھا تاہم ابتدائی تعلیم کے لئے چھوٹے چھوٹے مکتب قائم تھے جن میں تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف فنون کی بھی تربیت دی جاتی تھی۔

دورِ بنواُمیہ میں تعلیم:

بنوامیہ کے دور میں تعلیمی حلقوں نے بصرہ کو مرجع خلائق بنایا ہوا تھا۔تابعین نے اپنے اپنے حلقے قائم کر لئے تھے۔ان میں ابن سیرین جیسے بزرگوں کے حلقے خاص طور پر مشہور تھے۔

دورِ بنوعباس میں تعلیم:

بنوعباس کا دور اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ اس دور میں مختلف علاقوں میں مکتب کے نام سے الگ عمارتیں بھی قائم ہوئیں۔نظام الملک طوسی' سلجوقی وزیر اعظم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک مدرسہ جاری کیا جس کو مدرسہ مستنصریہ کہتے ہیں۔ بنو فاطمہ نے مصر میں الازہر کے نام سے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا۔ امیر احسن نے نیشا پور میں سعدیہ کے نام سے ایک مکتب قائم کیا۔ صلاح الدین ایوبی نے بھی مکتب کھول رکھے تھے جو درس و تدریس کا کام سرانجام دیتے تھے۔

قوموں کی تاریخ میں مکتب اور مدارس کو نہایت بلند مقام حاصل رہا ہے کیونکہ قوموں کے عروج و زوال میں بھی مکاتب اور معلمین کا نہایت اہم کردار ہوتا ہے۔ اچھے مکاتب ایک پسماندہ قوم کو بھی چند سالوں میں ترقی کی راہ دکھا سکتے ہیں۔ اگر تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ درس گاہیں ہی ایک قوم کی ترقی کا واحد ذریعہ ہیں۔ قوموں کا بناؤ اور بگاڑ سب سے پہلے درس گاہوں سے شروع ہوتا ہے۔ اگر درس گاہیں صحیح خطوط پر تعلیم دے رہی ہوں اور ملکی اور قومی مقاصد کی درست ترجمانی کر رہی ہوں تو اس قوم کے بچے آئندہ چل کر قوم و ملک کے خیر خواہ اور محافظ و معاون بنیں گے اگر درس گاہیں صحیح خطوط پر کام نہیں کرتیں تو وہی آگے چل کر قوم و ملک اور حکومت کی تباہی کا سبب ہوں گی۔

ایک مثالی مکتب کے فوائد:

ایک مثالی مکتب کے بے شمار فوائد ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ایک مثالی مکتب صفہ قائم فرمایا تھا وہ بے شمار خصوصیتوں کا حامل تھا۔ مکتب کا سب سے اہم کردار یہ ہے کہ یہاں قوم کے نونہالوں کو زیور تعلیم سے مزین کیا جاتا ہے اور جہالت کو دور کیا جاتا ہے کیونکہ اصلاح معاشرہ کے لئے جہالت کو دور کرنا اور علم کی اشاعت کرنا بنیادی ضرورت ہے۔ درسگاہوں کے بغیر تعلیم عام نہیں ہو سکتی۔

مدارس اور مکاتب کے بغیر علم کے حصول میں بے شمار دشواریاں پیش آتی

ہیں۔ ایک درس گاہ میں ہر شعبہ علم کے ماہرین، تجربہ گاہیں اور لائبریریاں موجود ہوتی ہیں۔ انفرادی طور پر ان تمام سہولتوں کا میسر آنا محال ہے اور ان کی عدم موجودگی میں تعلیم کو عام نہیں کیا جا سکتا۔

کسی قوم کی ترقی کا انحصار اس کے افراد کے تعلیم یافتہ ہونے پر ہے۔ مکتب ہی وہ جگہ ہے جہاں پر تعلیم کا فریضہ ادا ہوتا ہے۔ مکتب میں بچوں کی نہ صرف تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے بلکہ ان کی مختلف صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا جاتا ہے تاکہ وہ اچھے شہری ثابت ہو سکیں اور ان کا وجود ملک کے لئے مفید ثابت ہو۔ یہ تعلیمی ادارے ہی تو ہیں جہاں سے قوم کے لئے سائنس دان، سیاستدان، ڈاکٹر، انجینئر، ماہرینِ قانون، ماہرینِ تعلیم اور اعلیٰ منتظم پیدا ہوتے ہیں جو قوم کی کشتی کے ناخدا ہیں۔ قوم کی تعمیر و تشکیل میں اور اصلاح معاشرہ میں مکتب موثر ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ بڑی بڑی انقلابی تحریکیں مکتبوں سے ہی اٹھیں اور ان کے طلبہ نے بڑے بڑے انقلابی کام سرانجام دیئے۔

نشست و برخاست، طرز تخاطب، اخلاقی شائستگی، تہذیب و اخلاق، معاملات کی درستی، معاشرہ سے صحیح تعلق، بلند مقاصد کی لگن اور فرائض کا شعور اور ان کی ادائیگی کے صحیح اسلوب کی تربیت مکتب میں ہوتی ہے۔ یہ تمام چیزیں ایک بچے کی سیرت کی تعمیر میں بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ مکتب کا اہم فریضہ یہی ہے کہ وہ قوم کے نونہالوں کی سیرت کو خاص اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔ وہی مکتب قابل تعریف ہیں جو بچوں میں عزتِ نفس، عزم و ارادہ کی پختگی، دیانت، شرافت، محنت، راست کرداری اور بلند مقاصد کی لگن پیدا کرتے ہیں۔ اس خصوصیت کے بغیر مکتب کا وجود بیکار ہے۔ سورۃ تحریم کی آیت 6 میں ارشاد ربانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کی کردار سازی کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يُعَلِّمَهُ الْكِتَابَةَ، وَأَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ، وَأَنْ يُزَوِّجَهُ إِذَا بَلَغَ. (رواه ابن النجار).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۳۳)

ایک اور جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ. (رواه الحاكم).

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۴۸)

ہر معاشرے اور ہر سوسائٹی میں نظم وضبط کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ اگر کسی معاشرے میں نظم وضبط نہیں تو معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ ہر مکتب میں کچھ قواعد وضوابط ہوتے ہیں جن کی پابندی ہر طالب علم پر لازم ہوتی ہے۔ دوران تعلیم ہر بچہ نظم وضبط کا خوگر ہو جاتا ہے۔ آخر جب وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو وہ ایک با اصول اور منظم زندگی لے کر آتا ہے اور قوم وملک کے لئے ایک مفید شہری ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ اساتذہ قومی فریضہ سمجھ کر طلباء کو نظم وضبط کا عادی بنائیں۔

مکتب تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے زیر تعلیم طلبہ کی اخلاقی تربیت کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ بچے مکتب میں آکر بری باتوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور اپنے اساتذہ کی

نگرانی میں اچھے اخلاق اور پسندیدہ آداب کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً وقت کی پابندی' آداب مجلس وغیرہ بچوں میں مکتب کے ذریعہ سے خود بخود آجاتے ہیں۔ جو بچے مکتب کی بجائے گھر پر تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ ان صفات سے محروم رہتے ہیں۔ اخلاقی تربیت میں مکتب کا ماحول بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

مدرسے میں رہ کر بچہ اپنے اندر جمہوری اقدار پیدا کرسکتا ہے۔ اسے دوسروں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کی عادت با آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ حقوق وفرائض کی ادائیگی کی اہمیت بچوں کے دل میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ ایثار وقربانی کا جذبہ بھی مکتب میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کے بچوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے نیز اچھے اور بُرے انسانوں کی پہچان بھی مکتب کے ماحول میں ہوتی رہتی ہے۔

احساس ذمہ داری کا جذبہ بھی مکتب میں ہی پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہاں بچے کے اپنے ہم مکتب بچوں سے ہمیشہ مقابلہ رہتا ہے۔

مکتب تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے طلبہ کی جسمانی صحت کا بھی خیال رکھتا ہے۔ پڑھائی کے ساتھ کھیل کود کے مواقع بھی بہم پہنچاتا ہے۔ ہر بچے کی دلچسپی کے مطابق مختلف کھیلوں کا انتظام کرتا ہے۔ جس سے قوم کے نونہالوں کی جسمانی صحت فروغ پاتی ہے۔ آگے چل کر وہی لوگ ملک وقوم کے دفاعی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ گھر پر تعلیم حاصل کرنے والے بچے پڑھائی اور کھیل کود میں توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔

مکتب میں بچوں کو اخوت اور مساوات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تمام امیر وغریب والدین کے بچے ایک جیسا لباس پہنتے ہیں اور ایک جگہ بیٹھتے اٹھتے ہیں جس سے ان میں اخوت اور مساوات کے جذبات خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتب کسی سے کوئی ترجیحی سلوک نہیں کرتے ۔ مکتب میں اکٹھے رہنے سہنے سے آپس میں محبت' ہمدردی اور تعاون کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں ۔

ہر مکتب اپنے طلبہ میں خاص انداز فکر پیدا کرتا ہے ۔ نیز شعور کی پختگی اور ذہن کی ساخت کو خاص سانچے میں ڈھالتا ہے آخر وہ غیر شعوری طور پر بالکل غیر محسوس طریق سے ایک خاص زاویہ نگاہ کے علمبردار بن جاتے ہیں جب درس گاہ سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو ان کے سوچنے کا انداز بھی دوسروں سے مختلف ہوتا ہے ۔

ایک اچھے اور معیاری مکتب کا دارو مدار استاد اور شاگرد کے خوشگوار تعلقات پر مبنی ہے ۔ تعلیم کے خاطر خواہ نتائج کے لئے متوازن نصاب' اچھی عمارت اور پاکیزہ ماحول کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہ تین عناصر بھی اسی وقت مفید نتائج پیدا کر سکتے ہیں جبکہ استاد اور شاگرد اپنے حقوق و فرائض پہچانیں اور ان پر عمل پیرا ہوں ۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں استاد و شاگرد کے بارے میں مندرجہ ذیل حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں ۔

اپنے شاگردوں سے محبت و رفاقت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ معلمین اپنے شاگردوں کو حکمت آمیز پیرائے میں تعلیم دیں تاکہ طلبہ میں تعلیم کا شوق باقی رہے ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے کسی نے عرض کیا کہ حضرت! روزانہ وعظ فرمایا کریں ۔ فرمایا: میں تم کو تھکانا نہیں چاہتا اور میں تمہارا ایسا ہی خیال رکھتا ہوں جیسا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا خیال فرماتے تھے ۔

معلم کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے طلبہ میں طلب علم کا شوق پیدا کرے ۔ اگر یہ خصوصیت کسی استاد میں نہیں ہے تو اس کی تدریس سے خاطر خواہ نتائج مرتب نہیں ہوتے

استاد کا فرض ہے کہ وہ جو کچھ علم حاصل کرتا ہے وہ سب خلوص نیت کے ساتھ شاگردوں کو منتقل کر دے ۔ قرآن پاک نے علم کو دوسروں تک پہنچانا فرض قرار دیا ہے ۔ حدیث میں کتمانِ علم کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کی سزا دوزخ ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللہ صلعم مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ
کَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ النَّارِ۔
اَحْمَدُ وَابُوْدَاؤدَ وَ التِّرْمِذِیّ
وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ

(مشکوۃ المصابیح' صفحہ ۳۵۲)

استاد کو بچوں کی نفسیات سے باخبر ہونا چاہیے تاکہ وہ تدریس کا کام کامیابی سے کر سکے ۔

معلم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شاگردوں کی ذہنی استعداد کا پورا پورا لحاظ رکھے ۔ سید الکونین ﷺ کا ارشاد ہے:

"لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق بات کرو۔"

استاد کو چاہیے کہ وہ اپنے فن کا ماہر ہو اور اپنے مضمون پر اسے کامل عبور حاصل ہو ۔ اگر وہ اپنے فن کا ماہر ہوگا تو شاگرد خود بخود اس کی دل سے عزت و احترام کریں گے ۔

ایک استاد میں ایثار و قربانی کا جذبہ ہونا چاہیے تاکہ وہ طلبہ کے مفادات کو اپنے مفادات پر ترجیح دے سکے ۔

معلم کا فرض ہے کہ وہ نصابی تعلیم کے ساتھ اپنے شاگردوں کی اخلاقی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیت پر بھی توجہ دے۔ انہیں بری باتوں سے پرہیز کی تلقین کرے اور یہ بات تب ہی ممکن ہے کہ معلم خود بھی باعمل ہو اور اسلامی اخلاق سے مزین ہو۔ جہاں خدا نے حضورؐ کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا وہاں یہ بتایا کہ آپؐ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے صحابہ کی اخلاقی تربیت اور تزکیہ نفس بھی فرماتے ہیں اور دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: 151 میں ارشاد ربانی ہے:

كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا۟
عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا۟
تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾

”جس طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے۔“

معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔

معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہبی اعمال کی پوری طرح پابندی کرے کیونکہ طلبہ کے سامنے استاد ایک عملی نمونہ ہوتا ہے۔ درحقیقت متعلم کی عادات' عبادات اور اخلاق کی تشکیل میں استاد کا کردار والدین سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ مفکرین تعلیم نے معلم کو معمار قوم کہا ہے لہٰذا کسی قوم کے بنانے اور بگاڑنے میں استاد کا وافر حصہ ہوتا ہے۔

معلم کو چاہیے کہ وہ اپنی عادات اور اخلاق میں پختہ ہو اور ایک بااصول زندگی کا علمبردار ہو۔ اپنے اصولوں سے کسی حالت میں بھی انحراف نہ کرے چاہے

اسے کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔ کسی لالچ' دباؤ اور دھونس وغیرہ سے متاثر نہ ہو۔ کفایت شعاری' سادگی اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنائے۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے اپنے اخراجات کو آمدنی کی حد سے نہ بڑھنے دے۔ مخلوق سے اپنی خدمت کا معاوضہ طلب نہ کرے چونکہ انبیاء جو معلم اعظم ہوتے ہیں کبھی مخلوق سے اپنا معاوضہ طلب نہیں کرتے۔ نیز معلم کو چاہیے کہ تبلیغی اور اصلاحی جذبے سے سرشار ہو' اسے ہر وقت اصلاح امت کی فکر دامن گیر ہو نیز تمام امور مدرسہ میں وقت کی پابندی کا خیال رکھے تا کہ اس کے طلبہ اس سے ان تمام باتوں کا سبق سیکھیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں شاگرد کے فرائض ملاحظہ ہوں:

شاگرد کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ دل سے اپنے اساتذہ کا ادب و احترام کرے۔ اس کی ہر جائز بات کو تسلیم کرے اور اس پر حتیٰ الامکان عمل کرنے کی کوشش کرے۔ استاد کسی حیثیت کا بھی ہو اسے حقیر تصور نہ کرے۔ اسلامی تعلیمات میں استاد کو روحانی باپ کہا گیا ہے اس لئے استاد باپ سے بھی زیادہ عزت کا مستحق ہے۔

شاگرد کا دوسرا فرض ہے کہ وہ اپنے معلم کی پوری اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ ہمہ وقت ان کی رضا جوئی میں مشغول رہے۔ شاگرد کو چاہیے کہ وہ استاد کے نقش قدم پر چلے وہ جن باتوں کا حکم دے عمل کرے اور جن باتوں سے منع کرے رک جائے۔

شاگرد کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے اساتذہ کی خدمت کرے۔ شاگرد اپنی بساط کے مطابق استاد کی خدمت کرتا رہے۔ اس طرح اساتذہ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو جائے گی جو تفویض علم کے لئے ضروری ہے۔

شاگرد کو بڑا باادب ہونا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے استاد سے حسن ظن رکھے اور کسی حالت میں بھی بدظن نہ ہو۔ اگر استاد زیادتی بھی کرے تو بھی صبر وتحمل سے برداشت کرے اور حرفِ شکایت منہ پر نہ لائے۔ استاد کی سختی بھی خیر خواہی کے جذبہ سے ہوتی ہے۔

شاگرد کو چاہیے کہ عجز وانکساری کو اپنا شیوہ بنائے' کبھی تکبر نہ کرے۔ استاد سے ادب سے پیش آئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب علم استاد سے ادب سے پیش آئے اور طالب علم کو استاد کے سامنے اس طرح ہونا چاہیے جس طرح کہ مردہ زمین پر بارش ہوتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتی ہے۔

تعلیم وتعلم کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ شاگرد استاد کے سامنے چپ بیٹھے شور وغل نہ کرے۔ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ کے وقت حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا دو۔ جس سے معلوم ہوا کہ استاد کی تقریر کے وقت طالب علم کو بالکل خاموش رہنا چاہیے۔ عبداللہ بن مبارک کا قول ہے:

''علم نیت سے شروع ہوتا ہے پھر توجہ کے ساتھ سننا ہے' پھر فہم ہے' پھر حفظ ہے' پھر عمل ہے' پھر اس کی اشاعت ہے۔''

اگر استاد کسی سبب ناراض ہو جائے تو طالب علم کے لئے لازم ہے کہ وہ عذر خواہی کرے اور استاد کی ناراضگی کو دور کرنے کی تدبیر کرے۔ اس سلسلے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کا ایک نسخہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں لائے اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ جس پر رسول اکرمؐ کا چہرہ انور متغیر ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کو دیکھئے کہ ناخوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا:

''میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے سے پناہ مانگتا ہوں''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر استاد کسی بات پر غصہ کرے تو شاگرد کو صبر کرنا لازم ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے شاگرد کو اپنے معلم اور کم علم کو صاحب علم سے مناسب اور موزوں سوال پوچھنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا: آپ نے اتنا علم کس طرح حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا:

''یہ سب زیادہ سوال پوچھنے والی زبان سے اور عقل والے دل سے۔''

متعلم کو اپنے معلم سے غیر ضروری سوالات نہیں پوچھنا چاہئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔

شاگرد کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ طلب علم کے لئے کوشاں رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علی وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

آغْدُ عَالِماً، أَوْ مُتَعَلِّماً، أَوْ مُسْتَمِعاً، أَوْ مُحِبّاً، وَلا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ. (رواه البيهقي).

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۲۴)

شاگرد کو چاہیے کہ جو بات بھی سیکھے اس پر عمل کرے کیونکہ علم بغیر عمل کے وبال کا سبب ہوتا ہے۔ نیز علم کے فوائد بغیر عمل کے حاصل بھی نہیں ہوتے۔

شاگرد کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہم مکتب طلبہ سے عموماً اور ہم جماعت طلبہ سے خصوصاً خوش اخلاقی' ادب واحترام اور الفت ومحبت سے پیش آئے۔ کسی کو زبان اور ہاتھ سے کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد کو چاہیے کہ وہ کھانے پینے' سونے' بات کرنے میں' پڑھنے اور کھیل کود میں اعتدال سے کام لے کیونکہ آنحضورﷺ کا فرمان ہے:

خیر الامور اوسطھا

ترجمہ: یعنی بہترین کام میانہ روی کے ہوتے ہیں۔

تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ شاگرد کا فرض ہے کہ وہ کھیل کود و جسمانی ورزش اور سیر و تفریح سے اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کرے۔

طلبہ کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ بُری صحبت سے اجتناب کریں۔ بُری صحبت کے اثرات مستقبل کو بگاڑ دیتے ہیں۔ یہ چیز ان کے لئے تباہ کن ہوتی ہے۔ خصوصاً ذہن کی پختگی سے پہلے بُری صحبت کے اثرات زیادہ مضر اور مہلک ہوتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد جو اصحاب صفہؓ تھے ان مندرجہ بالا صفات کے مالک تھے۔ اسی لیے وہ علوم وفنون میں دنیا کے امام بنے۔

باب: ۴

علم کی فضیلت قرآن و تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں

قرآن حکیم اور احادیثِ مبارکہ میں علم کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی۔ سب سے پہلے قرآن کی روشنی میں علم کی فضیلت ملاحظہ ہو۔

قرآن میں علم کی فضیلت:

سورۃ علق کی آیات 1 تا 5 میں ارشاد ربانی ہے:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾

عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا تھا۔"

سورۃ العلق کی آیات 1-5 کی تفسیر فی ظلال القرآن میں ملاحظہ ہو:

"اس کے علاوہ ان آیات میں اسلام کا نظریہ تعلیم بھی واضح کیا گیا ہے' رب نے انسان کو تعلیم "قلم" کے ساتھ دی کیونکہ اس وقت بھی اور آج بھی انسان کی زندگی میں قلم اہم اور موثر ذریعہ تعلیم ہے اور اس حقیقت کو جس طرح ہم آج سمجھتے ہیں نزول قرآن کے وقت اس طرح نہ سمجھتے تھے' لیکن اللہ تعالیٰ تعلیم اور قلم کی قدر و قیمت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ لہٰذا آخری رسول کو آخری مشن سپرد کرتے وقت اللہ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا اور قرآن کی پہلی سورۃ میں یہ اشارہ کر دیا گیا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ جس رسول کو یہ ہدایت دی گئی وہ خط نہ لکھ سکتے تھے۔ لہٰذا اگر کوئی یہ کہے کہ یہ قرآن کسی انسان کی تصنیف ہے تو کوئی اُمی انسان یہ بات نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا یہ ایک حقیقت ہے جو وحی الٰہی نے بتائی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے' کہ قرآن کے نظریہ کے مطابق تعلیم کا سرچشمہ کیا ہے۔ یہ سرچشمہ ذات باری ہے۔ انسان نے آج تک جس قدر علم حاصل کیا ہے یا آئندہ کرے گا آج تک انسان پر اس کائنات کے جو اسرار کھلے ہیں وہ اللہ ہی کے فضل و کرم سے کھلے ہیں۔ انسانی زندگی اور انسانی نفس کے بارے میں جو اسرار کھلے ہیں وہ بھی اللہ کے فضل و کرم سے کھلے ہیں۔ اللہ ہی وہ واحد مصدر اور منبع ہے' جس کے سوا کوئی اور سرچشمہ علم و حکمت نہیں ہے۔

یہ پیراگراف جو ان لمحات کے آغاز میں نازل ہوا' جن میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عالم بالا کے درمیان رابطہ قائم ہوا' اس ایک ہی

پیراگراف کے اندر ایمانی تصور حیات کے اساسی اصول بیان کر دیئے گئے تاکہ "ہر حکم' ہر حرکت' ہر قدم' ہر عمل اور ہر کام اللہ کے نام اور اللہ کے احکام کے مطابق ہو گا' اللہ کے نام سے اقدام ہو گا' اللہ کے نام سے چلے گا' اللہ کے رخ ہو جائے گا اور انجام کار اللہ تک پہنچے گا"۔ اس لیے کہ اللہ ہی خالق ہے' وہی جاننے والا اور جان کاری دینے والا ہے' اسی سے آغاز ہے' اسی کی جانب سے نشو و نما ہے اور اسی کی طرف سے تعلیم و تربیت ہے' انسان سیکھتا ہے جو کچھ سیکھتا ہے وہ جانتا ہے جو کچھ بھی جانتا ہے لیکن سب علم و ہنر کا سرچشمہ ذات باری ہے جس نے پیدا کیا' علم کے ذرائع دیئے۔"

(سید قطب شہید' فی ظلال القرآن' صفحہ ۱۰۲۷)

سورۃ العلق کی آیات 1-5 کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

"یہ اس کا انتہائی کرم ہے کہ اس حقیر ترین حالت سے ابتدا کر کے اس نے انسان کو صاحب علم بنایا جو مخلوقات کی بلند ترین صفت ہے اور صرف صاحب علم ہی نہیں بنایا' بلکہ اس کو قلم کے استعمال سے لکھنے کا فن سکھایا جو بڑے پیمانے پر علم کی اشاعت' ترقی' اور نسلاً بعد نسل اس کے بقا اور تحفظ کا ذریعہ بنا۔ اگر وہ الہامی طور پر انسان کو قلم اور کتابت کے فن کا یہ علم نہ دیتا تو انسان کی علمی قابلیت ٹھٹھر کر رہ جاتی اور اسے نشو و نما پانے' پھیلنے اور ایک نسل کے علوم دوسری نسل تک پہنچنے اور آگے مزید ترقی کرتے چلے جانے کا موقع ہی نہ ملتا۔"

"یعنی انسان اصل میں بالکل بے علم تھا۔ اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہوا اللہ کے دینے سے حاصل ہوا۔ اللہ ہی نے جس مرحلے پر انسان کے لیے علم کے جو دروازے کھولنے چاہے وہ اس پر کھلتے چلے گئے۔ یہ بات ہے جو آیۃ الکرسی میں اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی گئی ہے کہ

ولا یحیطون بشی من علمه الا بماشآء۔

''اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو وہ خود چاہے'' (البقرہ ۔ ۲۵۵) جن جن چیزوں کو بھی انسان اپنی علمی دریافت سمجھتا ہے' درحقیقت وہ پہلے اس کے علم میں نہ تھیں' اللہ تعالیٰ ہی نے جب چاہا ان کا علم اسے دیا بغیر اس کے کہ انسان یہ محسوس کرتا کہ یہ علم اللہ اسے دے رہا ہے۔''

(سید ابوالاعلیٰ مودودی' تفہیم القرآن' جلد ۶' صفحات ۳۹۷۔۳۹۶)

اس پہلی وحی کو اسلامی نظام تعلیم کا سنگ بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے بعد احکام الٰہی کی تعلیم سخت مخالفتوں کے باوجود مکہ معظمہ میں بذریعہ تبلیغ دی۔ آپؐ نہ صرف اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیتے بلکہ لوگوں کی عملی تربیت بھی فرماتے۔ آپؐ کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ (ابن ماجہ' باب فضل العلماء)

سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر۲ میں ارشاد ربانی ہے کہ انسانوں کی ذہنی تربیت کرنا یا تزکیہ کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢﴾

''وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 کی تفسیر فی ظلال القرآن میں ملاحظہ ہو:

''وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا' جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے' حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اُمیوں مین خود انہی میں سے ایک رسول اٹھایا اور اسے کتاب دے کر انہیں بھی اہل کتاب بنا دیا۔ ان میں ایک رسول بنایا اور اس کی وجہ سے ان کا مقام و مرتبہ بھی بلند ہو گیا۔ انہیں اُمیت اور اُممیت سے نکالا۔ یعنی ان پڑھ ہونے کے بجائے تعلیم یافتہ بنا دیا اور عوامی قوم (گویم) ہونے کی بجائے ممتاز قوم بنا دیا۔ ان کے حالات بدل دیئے اور وہ پوری دنیا کے ممتاز لوگ بن گئے۔

ویزکیھم (۲:۶۲) ''ان کی زندگیوں کو پاک کرتا ہے''۔ اسلام جو کچھ انہیں سکھاتا تھا وہ تزکیہ اور تطہیر ہی تھی۔ ضمیر و شعور کی تطہیر' عمل اور طرز عمل کی تطہیر' خاندانی زندگی کی تطہیر' اجتماعی زندگی کی تطہیر اور نظریات کی ایسی تطہیر کہ تمام شرکیہ عقائد نکال کر صرف ایک عقیدہ توحید دے دیا۔ تمام باطل تصورات ختم کر کے صرف صحیح اور برحق عقیدہِ توحید عطا کر دیا۔ افسانوی افکار و عقائد کے بجائے واضح اور یقینی عقائد دے دیئے۔ اسی طرح اخلاقی طوائف الملوکی سے نجات دے کر ایمانی اخلاق کی سطح پر ان کو پہنچا دیا۔ معیشت سے ناپاک سودی نظام کی جگہ عادلانہ رزق حلال کا طریقہ بتایا۔ غرض ایک ہمہ گیر تطہیر کا انتظام کیا اور ایک فرد' ایک جماعت اور ظاہر و باطن سب کی تطہیر کر دی۔ انسان کو اس زمینی زندگی اور زمینی تصورات سے بلند کر کے ایک ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورانی مقام تک بلند کر دیا جو ربانی مقام ہے۔ اس مقام پر انسان کا معاملہ اللہ سے ہو گیا۔ یوں انسان اپنے آپ کو زمین کی ایک عاجز مخلوق سمجھنے کے بجائے ایک علوی مخلوق بن گیا۔

ویعلمهم الکتٰب والحکمة (۶۲:۲) ''اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔ یہ رسول ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے جس کی وجہ سے یہ اُمی بھی اہل کتاب ہو گئے۔ انہیں حکمت سکھاتا ہے اور اس پوری دنیا کے حقائق سے آگاہ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام اشیاء کی قیمت متعین کرنے میں صحیح اندازہ کرتے ہیں' ان کی روح صحیح فیصلے کرتی ہے۔ وہ صحیح عمل اختیار کرتے ہیں اور اس سے بڑی دانائی اور نہیں ہے۔''
(سید قطب شہید' فی ظلال القرآن' جلد ششم' صفحات ۳۷۳۔۳۷۲)

سورۃ الجمعة کی آیت نمبر 2 کی تفسیر تفهيم القرآن میں یوں بیان فرمائی گئی:

''قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات چار مقامات پر بیان کی گئی ہیں اور ہر جگہ ان کے بیان کی غرض مختلف ہے۔ البقرہ آیت ۱۲۹ میں ان کا ذکر اہل عرب کو یہ بتانے کے لیے کیا گیا ہے کہ آنحضورؐ کی بعثت' جسے وہ اپنے لیے زحمت و مصیبت سمجھ رہے تھے درحقیقت ایک بڑی نعمت ہے جس کے لیے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اپنی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ البقرہ آیت ۱۵۱ میں انہیں اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان حضورؐ کی قدر پہچانیں اور اس نعمت سے پورا پورا فیض حاصل کریں جو حضورؐ کی بعثت کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ آل عمران آیت ۱۶۴ میں منافقین اور ضعیف الایمان لوگوں کو یہ احساس دلانے کے لیے ان کا اعادہ کیا گیا ہے کہ وہ کتنا بڑا

احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اپنا رسول بھیج کر کیا ہے اور یہ لوگ کتنے نادان ہیں کہ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اب چوتھی مرتبہ انہیں اس سورہ میں دہرایا گیا ہے جس سے مقصود یہودیوں کو یہ بتانا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری آنکھوں کے سامنے جو کام کر رہے ہیں وہ صریحاً ایک رسول کا کام ہے۔ وہ اللہ کی آیات سنا رہے ہیں جن کی زبان' مضامین' اندازِ بیان' ہر چیز اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ فی الواقع وہ اللہ ہی کی آیات ہیں۔ وہ لوگوں کی زندگیاں سنوار رہے ہیں' ان کے اخلاق اور عادات اور معاملات کو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک کر رہے ہیں' اور ان کو اعلیٰ درجے کے اخلاقی فضائل سے آراستہ کر رہے ہیں۔ یہ وہی کام ہے جو اس سے پہلے تمام انبیاء کرتے رہے ہیں۔ پھر وہ صرف آیات ہی سنانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اپنے قول اور عمل سے اور اپنی زندگی کے نمونے سے لوگوں کو کتاب الٰہی کا منشا سمجھا رہے ہیں اور ان کو اس حکمت و دانائی کی تعلیم دے رہے ہیں جو انبیاء کے سوا آج تک کسی نے نہیں دی ہے۔ یہی سیرت اور کردار اور کام ہی تو انبیاء کا وہ نمایاں وصف ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ پھر یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ جس کا رسول برحق ہونا اس کے کارناموں سے اعلانیہ ثابت ہو رہا ہے اس کو ماننے سے تم نے صرف اس لیے انکار کر دیا کہ اللہ نے اسے تمہاری قوم کے بجائے اس قوم میں سے اٹھایا جسے تم اُمی کہتے ہو۔'' (سید ابوالاعلیٰ مودودی' تفہیم القرآن' جلد ۵' صفحہ ۴۹۷)

علامہ شبلی نعمانی' امام ابن رشد اور امام رازی فرماتے ہیں کہ آپؐ کی تعلیم کے یہ اصول تھے: عوام و خواص دونوں کی تعلیم و تربیت کرنا' لوگوں کے اخلاق درست کرنا اور ان کے نفس کا تزکیہ کرنا' عقائد اسلام کی تعلیم دینا اور ان تعلیمات پر عمل کر کے لوگوں کو بتانا۔ حضورؐ سے قبل علم عام طور پر مذہبی پیشواؤں کی اجارہ داری تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً ہندوستان میں پنڈتوں کی اور یورپ میں پادریوں کی یا صرف امراء پڑھنا لکھنا سیکھتے تھے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو ہر انسان کے لئے عام کر دیا ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ایک اور جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''جس کو ایسی حالت میں موت آ گئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے تو اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہے۔''

آپؐ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''اور جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہوتا ہے''۔

حضورؐ نے علم کو صدقہ جاریہ قرار دیا ۔ حضورؐ نے اس دعا کی ترغیب دی :

''رَبِّ زِدْنِي عِلْماً'' (القرآن)

حدیث نبویؐ میں علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا:

أَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ، فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، فَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَ اللهَ وَرَسُولَهُ.

(رواه الخطيب عن جابر).

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۲۶)

سورۃ توبہ کی آیت 122 میں ارشاد ہے :

﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا
فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾

سورۃ توبہ کی آیت نمبر 122 کی تفسیر تفہیم القرآن میں ملاحظہ ہو :

''یہاں اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ تعلیم عمومی کے جس انتظام کا حکم اس آیت میں دیا گیا ہے اس کا اصل مقصد عامة الناس کو محض خواندہ بنانا اور ان میں کتاب خوانی کی نوعیت کا علم پھیلانا نہ تھا بلکہ واضح طور پر اس کا مقصد حقیقی یہ متعین کیا گیا تھا کہ لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا ہو اور ان کو اس حد تک ہوشیار و خبردار کر دیا جائے کہ وہ غیر مسلمانہ رویہ زندگی سے بچنے لگیں ۔ یہ مسلمانوں کی تعلیم کا وہ مقصد ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرما دیا ہے اور ہر تعلیمی نظام کو اسی لحاظ سے جانچا جائے گا کہ وہ اس مقصد کو کہاں تک پورا کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام لوگوں میں نوشت و خواند اور کتاب خوانی اور دنیوی علوم کی واقفیت پھیلانا نہیں چاہتا۔

اس آیت میں لفظ لیتفقھوا فی الدین جو استعمال ہوا ہے اس سے بعد کے لوگوں میں ایک عجیب غلط فہمی پیدا ہو گئی جس کے زہریلے اثرات ایک مدت سے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم بلکہ ان کی مذہبی زندگی پر بھی بری طرح چھائے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے تو تفقہ فی الدین کو تعلیم کا مقصود بتایا تھا جس کے معنی ہیں دین کو سمجھنا' اس کے نظام میں بصیرت حاصل کرنا ۔ اس کے مزاج اور اس کی روح سے آشنا ہونا اور اس قابل ہو جانا کہ فکر و عمل کے ہر گوشے اور زندگی کے ہر شعبے میں انسان یہ جان سکے کہ کونسا طریق فکر اور کونسا طرز عمل روح دین کے مطابق ہے ۔ لیکن آگے چل کر جو قانونی علم اصطلاحاً فقہ کے نام سے موسوم ہوا اور جو رفتہ رفتہ اسلامی زندگی کی محض صورت (بمقابلہ روح) کا تفصیلی علم بن کر رہ گیا ۔ لوگوں نے اشتراک لفظی کی بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیا کہ بس یہی وہ چیز ہے جس کا حاصل کرنا حکمِ الٰہی کے مطابق تعلیم کا منتہائے تصود ہے۔ حالانکہ وہ کل مقصود نہیں بلکہ محض ایک جزو مقصود تھا۔ اس عظیم الشان غلط ہی سے جو نقصانات دین اور پیروان دین کو پہنچے ان کا جائزہ لینے کے لیے تو ایک کتاب کی وسعت درکار ہے۔ مگر یہاں ہم اس پر متنبہ کرنے کے لئے مختصراً اتنا اشارہ کیے دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کو جس چیز نے روح دین سے خالی کر کے محض جسم دین اور شکل دین کی تشریح پر مرتکز کر دیا' اور بالآخر جس چیز کی بدولت مسلمانوں کی زندگی میں ایک نری بے جان ظاہر داری' دین داری کی آخری منزل بن کر رہ گئی' وہ بڑی حد تک یہی غلط فہمی ہے''۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی' تفہیم القرآن' جلد دوم' صفحات ۲۵۲۔۲۵۱)

سورۃ توبہ کی آیت نمبر 122 کی تفسیر ضیاء القرآن میں ملاحظہ ہو:

''جس دین کا مقصد دل کی دنیا بدلنا ہو اور انسان کی زندگی کے کارواں کے لیے ایک بلند منزل متعین کرنا اور اس تک پہنچنے کی تڑپ پیدا کرنا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگوں کی کافی تعداد موجود ہو جو اس دین کے اسرار و رموز سے پوری طرح واقف ہوں جو اس کے اغراض و مقاصد کو اچھی طرح سمجھتے ہوں اور دوسروں کو سمجھانے اور ان کے دل نشین کرنے کی استعداد رکھتے ہوں۔ اس چیز کی اہمیت کے پیش نظر ان آیات کے درمیان جن میں جہاد کی ترغیب اور جہاد سے پیچھے رہنے والوں کی مذمت کی جا رہی ہے ایک ایسی آیت بیان فرمائی جس میں دین کے اس مقصد اعلیٰ کی طرف توجہ مبذول کرائی کہ مسلم آبادی کے وہ علاقے جو دینی اور علمی مرکزوں سے دور ہیں وہاں سے چند طالبان علم ان مرکزوں

میں آئیں اور عالمانِ دین کی خدمت میں کچھ عرصہ رہ کر دین کی صحیح سمجھ پیدا کریں اور جب فیضِ صحبت سے ان کے دلوں میں نور بصیرت پیدا ہو جائے تو پھر اپنے اپنے دور افتادہ وطنوں کی طرف لوٹ آئیں اور وہاں کے رہنے والوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کریں تاکہ امتِ مسلمہ کا ہر فرد اپنے دین کی روح سے واقف ہو اور اس کے احکام سے باخبر ہو تاکہ بے علمی کی وجہ سے ان کا رابطہ اسلام کے ساتھ کمزور نہ ہو جائے اور جہالت کے باعث مسلم سوسائٹی میں اخلاقی اور اعتقادی بے اعتدالیاں رونما نہ ہونے لگیں۔ من کل فرقة منهم طائفة (کہ ہر جماعت میں سے چند افراد) کے الفاظ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ ضروری نہیں کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اپنا گھر بار چھوڑ کر طلبِ علم میں مصروف ہو جائے کیونکہ اس طرح تو نظام اجتماعی درہم برہم ہو جائے گا۔ تجارت' زراعت' صنعت وغیرہ سب میں خلل واقع ہو جائے گا بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ ہر بستی سے چند افراد حصول علم دین اور تبلیغ و اشاعت کے کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں''۔

''ان لوگوں کے حصول علم کا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ وہ واپس آ کر اپنے علم و عرفان کی شمع سے ہر گھر میں اجالا کر دیں۔ جہاں کہیں اعتقادی اور عملی تاریکی کا سراغ پائیں اپنے نور کا رخ ادھر موڑ دیں۔ اسلام نے علم اور اس کی ترویج کے لیے جتنا اہتمام فرمایا ہے قرآن کے صفحات اور احادیث کے دفاتر اس سے لبریز ہیں اور انہی ارشادات کی برکت تھی کہ عرب کے گنوار اور جاہل دیکھتے دیکھتے اقوام عالم کے امام بن گئے جہاں ان کی عظمت کا جھنڈا گڑا وہاں سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ نکلے۔ کوہ و دمن میں جہاں کہیں وہ خیمہ زن ہوئے مسجد و مدرسہ کے بلند مینار معرفت کی تجلیاں بکھیرنے لگے۔ صاحب قرطبیؒ لکھتے ہیں۔ هذه الآية اصل في

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجوب طلب العلم: یہ آیت طلب علم کی فرضیت کی دلیل ہے۔"

(ضیاء القرآن' جلد دوم' صفحات ۲۶۶_۲۶۵)

سورۃ الزمر کی آیت نمبر 9 میں ارشاد ہے:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ
الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو
الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾

"بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو' آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہو' (اور اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے)"

سورۃ الزمر کی آیت نمبر 9 کی تفسیر ملاحظہ ہو:

"سچا علم دراصل معرفت الٰہی کا نام ہے۔ سچائی تک پہنچنے کا نام ہے اور ایسا علم انسانی بصیرت کو کھول دیتا ہے اور یوں ایک عالم ان حقائق تک رسائی حاصل کر لیتا ہے جو اس وجود میں ہوتی ہے۔ علم ان معلومات کا نام نہیں ہے جو ذہن میں جمع ہو جائیں اور جن سے کوئی سچا اصول اور کوئی سچی حقیقت ذہن نشین نہ ہو اور نہ محسوسات کے علاوہ کوئی حقیقت ذہن میں بیٹھی ہو۔"

یہ ہے صحیح راستہ' علم حقیقی اور اس حقیقت کا جو دل و دماغ کو منور کر دیتی ہے۔ یہی ہے اللہ کا مطیع فرمان ہونا' دل کا حساس ہونا اور آخرت کا خوف اور اللہ کے

فضل و کرم کی امیدواری اور یہ ہے اللہ کا خوف اور اللہ کے سامنے ڈرے اور سہمے رہنا۔ علم اور حقیقی علم یہی ہے اور اس طرح جو عقلیت پیدا ہوتی ہے وہ دیکھنے والی اور سننے والی اور جس چیز کو وہ پاتی ہے اس سے فائدہ اٹھانے والی ہوتی ہے اور یوں اس قسم کا علم ان مشاہدات کے پیچھے حقیقت عظمیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ انفرادی تجربات کو علم کہتے ہیں اور صرف ان چیزوں کو معلومات کہتے ہیں جو نظر آتی ہیں۔ ایسے لوگ معلومات جمع کرنے والے تو ہیں لیکن علماء نہیں۔"

(سید قطب شہید' فی ظلال القرآن' جلد پنجم' صفحہ نمبر ۷۰۸)

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 129 میں ارشاد ربانی ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

"اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے' انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے' یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔"

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 129 کی تفسیر کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ فرماتے ہیں:

"اس رسول ؐ کے تین فرائض گنوائے جا رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائے۔ دوسرا یہ کہ کتاب و حکمت سکھائے۔ تیسرا یہ کہ اپنے تصرف روحانی سے دلوں کے آئینوں کو جلا دے اور روشن کرے تاکہ حقائق و معارف ان میں جلوہ نما ہو سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس کو سمجھنے سے ایک بہت بڑے فتنے کا اصولی رد ہو جائے گا حکمت کہتے ہیں وضع الاشیاء علیٰ مواضعہا ۔ ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا ۔ یہاں الحکمۃ کا لفظ جو مذکور ہے اس سے مراد احکام قرآنی کی ایسی تفصیل اور ان کا ایسا بیان ہے جسے جاننے کے بعد انسان ان احکام کی ایسی تعمیل کر سکے جیسی قرآن نازل کرنے والے خدا کا منشاء ہے اور نبی کے فرائض میں صرف یہی نہیں کہ قرآن سکھا دے بلکہ اس کا صحیح بیان اور تفصیل بھی سکھائے تاکہ قرآن پر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل ہو سکے اور اسی حکمت یعنی بیانِ قرآن کو سنت نبوی کہا جاتا ہے۔ دوسری متعدد آیات میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حکمت قرآن یعنی اس کا بیان نبی کا ذاتی اجتہاد نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جاتی ہے مثلاً ارشاد ہے وانزل اللہ علیک الکتاب و الحکمۃ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ پر (اے نبیؐ) کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جیسے قرآن کی اطاعت فرض ہے اسی طرح صاحب قرآن کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو گیا جو سنت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی رائے خیال کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنا ضروری یقین نہیں کرتے۔"

(ضیاء القرآن' جلد اول' صفحات ۹۵۔۹۴)

سورۃ البقرہ کی آیت 129 کا ترجمہ تفہیم القرآن میں ملاحظہ ہو:

"اور اے رب' ان لوگوں میں خود انھیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو انھیں تیری آیات سنائے' ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے"۔

تفہیم القرآن کے مطابق:

"زندگی سنوارنے میں خیالات' اخلاق' عادات' معاشرت' تمدن' سیاست' غرض ہر چیز کو سنوارنا شامل ہے۔"

(سید ابوالاعلیٰ مودودی' تفہیم القرآن' جلد اول' صفحہ ۱۱۲)

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: 164 میں ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَٰفِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ
بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ
فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن
كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَٰحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

"آسمانوں اور زمین کی پیدائش' رات دن کا ہیر پھیر' کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا' آسمان سے پانی اُتار کر' مردہ زمین کو زندہ کر دینا' اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا۔ ہواؤں کے رخ بدلنا' اور بادل' جو آسمان اور زمین کے درمیان مُسخر ہیں' ان عقل مندوں کے لئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔"

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر: 18 میں ارشاد ربانی ہے:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَٰئِكَةُ وَأُولُوا
الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

"اللہ تعالیٰ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے' اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر: 164 میں ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

"بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے' یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

سورۃ النمل کی آیت نمبر: 42 میں ارشاد ربانی ہے:

فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

"پھر جب وہ آ گئی تو اس سے کہا (دریافت کیا) گیا کہ ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے' ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے۔"

سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر: 49 میں ارشاد ربانی ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

"بلکہ یہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں' ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں۔"

سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 33 میں ارشاد ربانی ہے:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا
مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾

"اے گروہ جنات و انسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔"

سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر: 11 میں ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا
فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ
وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

"اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کی فضیلت کے بارے میں الجصاص رقمطراز ہیں:

فان قیل فای الجهادین أفضل أجهاد النفس والمال أم جهاد العلم قیل له الجهاد بالسیف مبنی علی جهاد العلم و فرع علیه لانه غیر جائز أن یعدوا فی جهاد السیف ما یوجبه العلم فجهاد العلم أصل و جهاد النفس فرع و الاصل أولی بالتفضیل عن الفرع فان قیل تعلم العلم أفضل أم جهاد المشرکین قیل له اذا خیف معرة العدو و أقدامهم علی المسلمین و لم یکن بازائه من یدفعه فقد تعین فرض الجهاد علی کل أحد فالاشتغال فی هذه الحال بالجهاد أفضل من تعلم العلم لان ضرر العدو اذا وقع بالمسلمین لم یمکن تلافیه و تعلم العلم ممکن فی سائر الاحوال و لان تعلم العلم فرض علی الکفایة لا علی کل أحد فی خاصة نفسه و متی لم یکن بازاء العدو من یدفعه عن المسلمین فقد تعین فرض الجهاد علی کل أحد و ما کان فرضا معینا علی الانسان غیر موسع علیه فی التاخیر فهو أولی من الفرض الذی قام به غیره و سقط عنه بعینه

"اگر سوال کیا جائے کہ جہاد بالنفس والمال اور جہاد بالعلم دونوں میں سے کون سی چیز افضل ہے تو جواب یہ ہے کہ جہاد بالسیف کا دارومدار درحقیقت جہاد بالعلم پر ہے اور یہ جہاد اسی پر متفرع ہوا ہے۔ جہاد بالعلم اصل ہے اور جہاد بالنفس فرع ہے اور اصل فرع سے فائق ہوتی ہے۔

اگر یہ سوال یہ ہو کہ علم حاصل کرنا بہتر ہے یا مشرکین کے ساتھ جہاد کرنا بہتر ہے تو جواب ہے کہ اگر مشرکین واعداء کے حملوں اور چڑھ دوڑنے کا ڈر ہو اور حالت یہ ہو کہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی دفاع کرنے والا نہ ہو اور حالت یہ ہو کہ دشمن کے غلبے اور استیلاء کا خوف ہو تو جہاد مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں جہاد بالسیف جملہ اہل اسلام پر فرض ہو جاتا ہے اور سب سے افضل ہے کیونکہ اگر ایسی حالت میں دشمن کا غلبہ ہو جائے تو مسلمانوں کو زک پہنچنے کی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس علم کے حصول کا سلسلہ تو ہر طرح کے حالات میں جاری رہ سکتا

ہے۔ حصول علم فرضِ کفایہ اور جہاد بالسیف دشمنوں کے ہجوم کے آنے کی حالت میں جمہور مسلمین پر فرض عین ہے۔ جو فرض عین ہو اور تمام مسلمانوں پر مقتضائے حالات کی بنا پر واجب ہو وہ فرض کفایہ پر فوقیت رکھتا ہے۔"

(ابی بکر احمد بن علی الجصاص' احکام القرآن' الجزء الثالث' صفحات ۱۴۶ تا ۱۴۷)

تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں علم کی فضیلت:

حضور اکرم ﷺ نے علم کی قدر و قیمت بیان فرمائی۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص علم کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ.

(رواه الترمذي).

(بحوالہ: السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۸۹)

آپؐ نے فرمایا کہ میری طرف سے چاہے ایک ہی آیت ہو اُس کی تبلیغ کرو:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (رواه البخاري).

(بحوالہ: السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۸۹)

آپؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق سمندر کی مچھلیاں بھی عالم کے لیے دُعا کرتی ہیں:

مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبِحَارِ.

(عن جابر).

(بحوالہ: السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۴۹)

معلم اعظم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اُسے دین کی سمجھ دیتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال رسول الله ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۸۸)

آپ ﷺ نے علم کو اسلام کی زندگی سے تشبیہ دی:

الْعِلْمُ حَيَاةُ الإِسْلامِ، وَعِمَادُ الإِيمَانِ، وَمَنْ عَلِمَ عِلْماً أَتَمَّ اللهُ أَجْرَهُ، وَمَنْ تَعَلَّمَ فَعَمِلَ، عَلَّمَهُ اللهُ مَا لَمْ يَعْلَمْ. (رواه أبو الشيخ).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ جب تک گھر واپس نہ آئے خدا کی راہ میں ہے:

مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ.

(رواه الترمذي).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۵۸)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ (عالم) شیطان کے مقابلے میں ہزار عابدوں سے زیادہ ہے:

عَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهِ: خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.

(رواه الديلمي عن علي).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۴)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف اُس کے راستے کو آسان فرما دیتے ہیں:

مَا خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْتِهِ يَطْلُبُ عِلْماً، إِلاَّ سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ

(رواه الطبراني عن السيدة عائشة)

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۴۲)

حضور انور ﷺ نے طلب علم کو ہر مسلمان کا فریضہ قرار دیا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ. (رواه ابن عبد البر عن أنس).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۰)

نبی اکرم ﷺ نے طلب علم کو عبادت سے بھی افضل قرار دیا:

طَلَبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الصَّلاةِ، وَالصِّيَامِ، وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (رواه الديلمي).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۱۰۰)

حضور اکرم ﷺ نے علمائے اُمت کی فضیلت ان الفاظ مبارکہ میں بیان فرمائی:

خِيَارُ أُمَّتِي عُلَمَاؤُهَا، وَخِيَارُ عُلَمَائِهَا رُحَمَاؤُهَا، أَلا وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيَغْفِرُ لِلْعَالِمِ أَرْبَعِينَ ذَنْباً، قَبْلَ أَنْ يَغْفِرَ لِلْجَاهِلِ ذَنْباً وَاحِداً، أَلا وَإِنَّ الْعَالِمَ الرَّحِيمَ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ نُورَهُ قَدْ أَضَاءَ يَمْشِي فِيهِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، كَمَا يُضِيءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ. (رواه القضاعي عن ابن عمر).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۷۵)

آپ ﷺ نے ایک اور حدیث پاک میں علم کی فضیلت بیان فرمائی:

سَارِعُوا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، فَالْحَدِيثُ مِنْ صَادِقٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ. (رواه الرافعي).

(بحوالہ: السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' صفحہ ۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب :۵

عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم

نبی معلمؐ نے اہل علم پر واجب ٹھہرایا کہ وہ علم کی اشاعت کریں۔ آپؐ نے کتمان علم کو حرام قرار دیا۔ ابلاغ علم کا یہی احساس تھا جس نے آپؐ کو مختلف طریقوں پر آمادہ کیا تھا مثلاً آپؐ کے پاس وفود آتے آپؐ انہیں اسلام کی تعلیم دیتے' اپنے رفقاء میں سے بعض کو معلم و مبلغ بنا کر بھیجتے' خطوط ارسال فرماتے' خود مختلف قبائل اور افراد تک پہنچتے' اپنے امراء اور قاضیوں کو بھیجتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ نے تبلیغ کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ رسول اکرمؐ نے ان تبلیغی مساعی کے ساتھ جس امر کا اہتمام کیا وہ نشرِ علم تھا۔

ایک معلم کے لئے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول کریمؐ بھی معلم ہیں۔ آپؐ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے جہالت کے خلاف جہاد کیا اور علم کو عام کیا۔ آپؐ نے اپنی امت کو علماء کے احترام اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سرتاپا تعلیم تھی' ایسی تعلیم جو علام الغیوب کی طرف سے آ رہی تھی۔ جس طرح قرآن پاک کا نزول آپؐ کی زندگی کے تئیس برسوں پر پھیلا ہوا ہے' اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم و تعلم کی مشغولیت بھی تئیس برس پر مشتمل ہے۔ اب حضور اکرم ﷺ سے قبل عربوں کی تعلیمی حالت کا

ذکر کیا جائے گا۔

زمانہ جاہلیت کی تعلیمی حالت کے متعلق بہت کم مواد دستیاب ہے۔ لاکھوں کتابیں ہلاکو خان وغیرہ نے بغداد' قرطبہ اور دیگر مقامات پر تباہ کر دیں وگرنہ ہمیں اس بارے میں کچھ مواد مل جاتا۔ تاہم قبل از اسلام شاعری سے ہمیں بہت کچھ پتہ چلتا ہے۔ سچ کہا گیا:

"الشعر دیوان العرب"

پروفیسر آر۔اے نکلسن Prof. R.A. Nicholson تحریر کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کی شاعری اُس دور کی تاریخ کا ایک بنیادی ماخذ ہے۔

(A Literary History of the Arabs, pp.30-31)

گو عرب ایک امی قوم تھی تاہم اس دور کی عربی زبان کی لغات' محاورات' اور ادبی کمالات' قواعد صرف و نحو کے استحکام اور بلند پایہ شاعری دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ردیفوں کی نُدرت' قوافی کی جدت' گہری اور معنی خیز رعایتوں اور ترکیبوں کی تازہ کاری' تنوع اور فنی پختگی اس دور کے ادبی ذوق کی عکاس ہے۔ عربی نثر میں بے شمار خطبے' تقریریں' ضرب الامثال' کہانیاں' کاہنوں اور حکموں (پنچوں) کے فیصلے اس دور کے عربوں میں بلاغت اور حسن ذوق کی غمازی کرتے ہیں۔ عرب کے لغوی معنی ہیں اس شخص کے جو اپنا مطلب واضح طور پر بیان کر سکے۔ عرب باقی دنیا کو عجم یعنی گونگے کہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنے عہد نبوی کا نظام تعلیم' میں ابن قتیبہ کی کتاب عیون الاخبار (جلد ۴' صفحہ ۱۰۳) کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ مکہ کے قریب رہنے والے قبیلہ ہذیل کی ایک عورت ظلمہ جب بچی تھی تو وہ ایک مدرسہ جایا کرتی تھی۔ اس کا سب سے دلچسپ مشغلہ یہ تھا کہ وہ دواتوں میں قلم ڈال اور نکال کر کھیلا کرتی تھی۔"

(عہد نبوی کا نظام تعلیم' صفحات ۱۱۷۔۱۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دور جاہلیت میں عرب میں مدرسے بھی تھے جہاں بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کرتے تھے۔

عہد جاہلیت میں عکاظ کے میلے میں ادبی محفلیں اور شعر و شاعری کا مقابلہ' مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف میں لٹکائے جانے والے سبع معلقات' مکہ مکرمہ کے ایک سکالر ورقہ بن نوفل کا توریت اور انجیل کو عربی میں منتقل کرنا' مکہ مکرمہ کے دارالندوہ میں خاندانی اجتماع اور پیشہ ور قصہ گو حضرات کا اکٹھ اور مدینہ منورہ کے یہودیوں کا قائم کردہ بیت المدارس اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ دور جہالت کے عربوں میں ادبی اور تعلیمی ذوق تھا۔ قبل از اسلام کے عربوں میں دو اور نکات توجہ طلب ہیں۔ یہ وہ طریقے تھے جن سے اہل عرب اپنے بچوں کی تربیت کرتے۔ پہلا طریقہ یہ تھا کہ نوزائیدہ بچوں کو اہل مکہ دیہاتوں میں بھیج دیتے تاکہ وہ خالص زبان سیکھیں۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ جب تجارتی کاروان بیرون ملک جاتے تو معمر حضرات کے ساتھ نوعمر بچوں کو تجارت کی تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا جاتا۔ قرآن میں مختلف مقامات پر قرطاس (کاغذ)' قلم' ن (دوات) مرقوم' مسطور' مستطر' مکتوب' تملی' کاتب' مداد (سیاہی) اسفار' زبر' کتب' صحف وغیرہ کے الفاظ اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں علم سے عربوں کا تعلق رہا۔

دارارقم:

مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا سب سے پہلا تبلیغی مرکز 'دارارقم' تھا۔ یہ مکان ارقم بن ارقم کا تھا جو کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶ نبوی کے آخر تک یہاں اشاعت اسلام اور نومسلموں کی تربیت کا کام انجام فرماتے رہے۔

'دارارقم' سے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مکان جو 'داب الحجر' میں واقع تھا' سب سے پہلی تربیت گاہ کہا جا سکتا ہے۔ دارارقم کے بعد شعب ابی طالب بھی تربیت گاہ کہی جا سکتی ہے جہاں محرم ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اہل بیت محصور رہے۔

درسگاہِ صُفّہ کا قیام:

مسجد نبویؐ میں حضور اکرمؐ نے صُفّہ کو بطور اقامتی جامعہ Residential (University) قائم فرمایا۔

یثرب کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیم قرآن کے لئے بھیجا۔ حضرت ابوامامہ اسد بن زرارہ نے اپنا مکان دیا۔ لہٰذا یثرب میں سب سے پہلے مدرسہ کی بنیاد پڑی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ دس ماہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا۔ یثرب میں یہ دوسری تربیت گاہ کہی جا سکتی ہے۔

مسجد نبویؐ میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ہجرت مدینہ سے دو سال قبل بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر مدینہ کے بارہ افراد نے اسلام قبول کیا تو حضور اکرمؐ نے ان کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ایک تربیت یافتہ معلم بھیجا تاکہ وہ انہیں قرآن اور دین اسلام کی تعلیم دے سکے۔ (بحوالہ: سیرت ابن ہشام، صفحہ ۴۸۹)۔

علاوہ ازیں قبل از ہجرت کے زمانہ میں کاتبین وحی کا تقرر بھی اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ حضور اکرمؐ نے قرآن کو محفوظ کرنے کے لیے انہیں مقرر فرمایا۔

ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی اور مدینہ منورہ میں ناخواندگی کو دور کرنے کے لیے ذاتی طور پر نگرانی فرمائی۔ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش نویس معلم حضرت سعید بن العاصؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو لکھنے اور پڑھنے کے لیے مقرر فرمایا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الکتانی الشیخ عبدالحیٔ ' نظام الحکومۃ النبویہ ' جلد ا ' صفحہ ۴۸)۔

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

يصح أن يستدرك هنا من المعلمين جماعة فمنهم أبو عبيدة بن الجراح أخرج أحمد في مسنده عن انس قال لما وفد اهل اليمن على رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا ابعث معنا رجلا يعلمنا السنة والاسلام فأخذ بيد أبي عبيدة بن الجراح فقال هذا امين هذه الامة وسيره الى الشام اميرا فكان فتح اكثر الشام على يده ٬

''معلمین میں سے ابوعبیدہ بن الجراح بھی شامل ہیں۔ احمد نے اپنی مسند میں حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جب اہل یمن کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ: ہمارے ساتھ کوئی معلم ارسال کر دیجیے جو ہمیں اسلام اور سنت سکھائے تو آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ آپ کے معلم ہیں۔ اس اُمت کے امین ہیں اور پھر ان کو ازاں بعد شام کا امیر بنا کر بھیجا اور شام کا اکثر علاقہ ان کے ہاتھ فتح ہوا۔''

(عبدالحیٔ الکتانی ' نظام الحکومۃ النبویہ ' صفحہ ۴۳)

آپؐ نے جنگ بدر میں گرفتار ہونے والے ساٹھ یا ستر قیدیوں کو جو فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ مدینہ منورہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں۔ فروغ علم کے لیے حضور اکرمؐ کا یہ کارنامہ دنیا کی تاریخ میں انوکھا ہے۔ تاریخ عالم میں

اس کی مثال نہیں ملتی۔

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

في الروض الانف للسهيلي في الكلام على غزوة بدر ص ۹۲ من الجزء الثاني قال كان من الاسارى يوم بدر من يكتب ولم يكن من الانصار يومئذ احد يحسن الكتابة فكان منهم من لا مال له فيقبل منه أن يعلم عشرة من الغلمان الكتابة ويخلي سبيله فيومئذ تعلم الكتابة زيد بن ثابت في جماعة من غلمان الانصار .

''امام سہیلی نے اپنی کتاب روض الانف صفحہ ۹۲ میں غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اچھی طرح کتابت کر سکتے تھے اور اس وقت انصار میں اچھا لکھنے والے لوگ کم تھے۔ ان کاتبوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو قلاش تھے چنانچہ ان سے قول لیا گیا کہ وہ دس دس بچوں کو کتابت سکھا دیں تو ان کو بدون فدیہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ان دنوں میں زید بن ثابتؓ نے انصاری لڑکوں کی معیت میں ان کاتبوں سے کتابت سیکھی تھی۔''

(عبدالحیٔ الکتانی ' نظام الحکومۃ النبویہ ' صفحہ ۴۸)

آپؐ نے صُفّہ میں حضرت عبادہ ابن الصامت کو لوگوں کو املاء سکھانے اور قرآن حکیم کی تعلیم کے لیے مامور فرمایا۔

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذكر ابن عبد البر في الاستيعاب في ص ٣٩٣ من مطبعة الهند عبد الله بن سعيد بن العاصي فقال أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يعلم الناس الكتابة بالمدينة و كان كاتبا محسنا . وفي سنن أبي داوود عن عبادة بن الصامت قال علمت ناسا من اهل الصفة الكتابة والقرآن .

"حافظ ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب الاستیعاب ص ۳۹۳ مطبوعہ الھند میں عبداللہ بن سعید بن انصاری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: حضرت رسول مقبول ﷺ نے ان کو مدینہ منورہ کے باشندوں کو کتابت سکھانے کا حکم دیا تھا۔ آپؓ بہت اچھے کاتب تھے۔ سنن ابی داود میں عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سعید نے فرمایا کہ میں نے اہل الصفہ میں سے بہت سے لوگوں کو تحریر (کتابت اور قرآن مجید سکھایا)۔"

(عبدالحیٔ الکتانی 'نظام الحکومۃ النبویہ' صفحہ ۴۸)

صُفّہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ قرآن حکیم کی سورتیں بھی حفظ کروائی جاتی تھیں۔ علم تجوید بھی سکھایا جاتا اور دیگر اسلامی علوم بھی۔ نبی اکرم ﷺ خود صفہ کی نگرانی فرماتے اور طلباء کی غذا کا انتظام فرماتے۔ طلباء فارغ اوقات میں روزگار میں مصروف ہو جاتے۔ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی۔ ایک وقت میں ان کی تعداد ستر بھی تھی۔ مقامی طلباء کے علاوہ دور دراز کے قبائل کے طلباء بھی نصاب کی تکمیل کے لیے آتے۔ حضور اکرم ﷺ کسی تربیت یافتہ معلم کو بھی قبائلی وفود کے ساتھ اسلام کی تعلیم کا بندوبست کرنے کے لیے عارضی طور پر روانہ فرماتے۔ بیرِ معونہ کے واقعہ میں ستر قاریانِ قرآن کو شہید کر دیا گیا جو تعلیم و تربیت کے لیے نبی کریم ﷺ نے ارسال

فرمائے تھے۔ صُفّہ کے علاوہ عہدِ نبویؐ میں مدینہ منورہ میں کم از کم نو مساجد اور بھی تھیں جہاں تعلیم و تربیت کا کام ہوتا۔ حضور اکرمؐ مسجد قبا بھی خود تشریف لے جاتے اور وہاں کی مسجد کے مدرسے کی ذاتی طور پر نگرانی فرماتے۔ حضور اکرمؐ نے یہ حکم بھی جاری فرمایا کہ لوگ اپنے ہمسایوں سے تعلیم حاصل کریں۔ (بحوالہ: کتانی 'نظم الحکومۃ النبویہ' جلد ا' صفحہ ۶۱)

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

وكان عليه السلام يامر الناس ان يتعلموا الفقه والقرآن من جيرانهم فقد ترجم في الاصابة لابزا الخزاعي فخرج عنهُ انه عليهِ السلام خطب الناس فاثنى على طوائف من المسلمين خيرا ثم قال ما بال اقوام لايتعلمون من جيرانهم ولا يتفقهون وعزاه لابن السكن واسحاق ابن راهوية وقد ساق الحديث مطولا الحافظ نور الدين الهيثمي في مجمع الزوائد تحت باب تعليم من لايعلم ثم قال عن علقمة بن سعد بن عبد الرحمان بن ابزا عن ابيه عن جده قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فأثنى على طوائف من المسلمين خيرا ثم قال ما بال اقوام لايفقهون جيرانهم ولا يتفقهون ولا يتعظون والله ليعلمن قوما جيرانهم ويفقهونهم ويعظونهم ويامرونهم وينهونهم وليتعلمن قوم من جيرانهم ويتفقهون ويتعظون او اعاجلنهم العقوبة

"آنحضور ﷺ فرماتے تھے کہ لوگ فقہ اور قرآن اپنے پڑوسیوں سے سیکھیں۔ الاصابہ میں ابن الخزاعی کے حالات مذکور ہیں اور صاحب الاصابہ نے ان سے تخریج کی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے خطبہ ارشاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور مسلمانوں کے کچھ گروہوں کی بڑی تعریف کی پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ فقہ سیکھتے ہیں۔ یہ بحث حافظ نور الدین الھیثمی نے مفصل مجمع الزوائد میں باب لاعلم کو تعلیم دینے کے باب میں بیان کی ہے پھر فرمایا علقمہ بن سعید بن عبدالرحمان بن ایزا نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے اور فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور مسلمانوں کے گروہوں کی تعریف کی اور پھر فرمایا کیا بات ہے کہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو فقہ نہیں سکھاتے اور نہ خود سیکھتے ہیں اور نہ وعظ و نصیحت حاصل کرتے ہیں اور پھر فرمایا: بخدا لوگ اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دیں گے اور ان کو فقہ سکھائیں گے اور وعظ نصیحت بھی کریں گے اور لوگ اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں سے علم حاصل کریں گے ورنہ ان پر جلد سزا نازل ہوگی۔''

(عبدالحئی الکتانی 'نظام الحکومۃ النبویہ' صفحہ ۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن جب رسول اکرم ﷺ مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے دو قسم کے لوگ دیکھے۔ کچھ لوگ نوافل پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ فقہ کی تعلیم میں مصروف تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''دونوں ہی لوگ اچھا کام کر رہے ہیں البتہ ایک کام زیادہ اچھا ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپؐ اس حلقے میں شامل ہو گئے جہاں درس ہو رہا تھا'' (بحوالہ: ابن عبدالبر' کتاب العلم' صفحہ ۲۵)۔

حضور اکرمؐ شخصی طور پر بھی اعلیٰ تعلیم دیتے۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام ایسے درسوں میں شمولیت فرماتے۔ صفہ میں درس کے حلقوں کا آپؐ بھی اکثر و بیشتر معائنہ فرماتے۔ ایک مرتبہ مسجد نبویؐ میں قضا و قدر پر مباحثہ ہو رہا تھا۔ آپؐ نے یہ مباحثہ سنا تو اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے۔ غصے کی وجہ سے آپؐ کا چہرہ اقدس

تمتما رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اَنار کا رس آپؐ کے رخساروں اور پیشانی مبارک پر نچوڑ دیا گیا ہو۔ آپؐ نے اس موضوع پر بحث مباحثے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بہت سی سابقہ امتیں اسی مسئلہ میں الجھ کر گمراہ ہو گئی تھیں۔ یہ واقعہ ترمذی شریف میں درج ہے۔

حضور اکرمؐ کی یہ تعلیمی پالیسی تھی کہ صرف وہی لوگ مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیں جو قرآن و سنت کے زیادہ سے زیادہ ماہر ہوں۔ اس طرح خواندگی میں تیزی سے ترقی ہوئی۔ اس دور میں پیشہ ور کاتب بھی ہوا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ شریف میں مردم شماری بھی کروائی۔ حضور اکرمؐ نے ۲۵۰ سے زائد تبلیغی خطوط بھی مختلف سربراہان حکومت کو روانہ فرمائے۔ اب آپؐ کی حکومت دس لاکھ مربع میل کے علاقے پر پھیل چکی تھی۔ خطوط پر مہر لگانے کا رواج بھی جناب نبی کریم ﷺ سے شروع ہوا۔ آپؐ کا حکم تھا کہ کاغذ کو موڑنے سے پہلے اس کی سیاہی کو ریت سے خشک کر لیا کرو اور لفظ 'س' کو بغیر تین شوشوں کے نہ لکھا کرو' نیز کاتب کو لکھتے ہوئے اگر رکنا پڑے تو قلم اپنے کان میں رکھ لے۔

(بحوالہ: کتانی 'نظام الحکومۃ النبویۃ' جلد اول' صفحہ ۱۲۵)۔

عہد نبویؐ میں تخصص (Specialization) کا بھی دور آ گیا۔ آپؐ علم تجوید یا تقسیم ترکہ کے حساب کے لیے طلباء کو مخصوص صحابہ کرامؓ کی طرف روانہ فرماتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلموں کو معاوضہ قبول کرنے سے منع فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو صفہ میں ایک شاگرد نے ایک کمان دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ تحفہ قبول کرنے سے روک دیا۔ (ابوداؤد' جلد ۲' صفحہ ۱۲۹)۔

حضور اکرمؐ نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا بھی حکم دیا چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ 'فارسی' حبشی' عبرانی اور رومی (یونانی) زبانیں سیکھ گئے تھے۔ جہاں تک نصاب کا تعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو قرآن حکیم کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ کی ریاضی، طب، علم ہیئت، علم تجوید قرآن اور علم الانساب کی بھی صُفّہ میں تعلیم دی جاتی تھی۔ حدیث میں یہ بھی حکم صادر ہوا کہ استاد کی عزت کی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ احادیث میں حکم ہوا کہ نماز پڑھنے کا طریقہ بچپن ہی سے بچوں کو سکھایا جائے اور جب وہ سات برس کی عمر کے بعد نماز نہ پڑھیں تو انہیں سزا دی جائے۔ (ابن حنبل و ترمذی)

صُفّہ نظام کا تقابلی مطالعہ (تاریخ کے آئینے میں):

نام مدرسہ	تاریخ	بانی معلم	مضامین جو پڑھائے جاتے تھے یا دیگر تفصیل
قدیم عراقی مدرسے	3-4 ہزار سال قبل از مسیح	نامعلوم	خوشخطی سکھائی جاتی تھی۔ یہ کورس 6-8 سال کا ہوتا تھا۔
قدیم مصری مدرسے	3-4 ہزار سال قبل از مسیح	نامعلوم	خوشخطی سکھائی جاتی تھی۔ یہ کورس 6-8 سال کا ہوتا تھا۔
قدیم عبرانی مدرسے	قدیم ادوار	نامعلوم	امیر اور غریب بچوں کے لیے تعلیم کا انتظام تھا۔
قدیم چینی مدرسے	500 سال قبل از مسیح	کنفیوشس	ہر دیہات اور شہر میں سکول ہوتا تھا۔
قدیم ہندوستانی مدرسے (پرشاد)	200 سال قبل از مسیح	نامعلوم	صرف برہمن پرشاد نامی مدرسوں میں 12 سال کی عمر تک تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ریاضی، فلکیات، شعرو شاعری اور فلسفہ جیسے مضامین پڑھائے جاتے۔
قدیم یونانی مدرسے		سقراط (Socrates)	Athens (ایتھنز) شہر علم کا گہوارہ تھا۔ تعلیمی نصاب میں کھیلوں کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ نیز جسمانی تربیت، یونانی ہیروز اور دیوتاؤں کا علم، موسیقی، شعرو شاعری، آرٹ، ریاضی، خوشخطی جیسے مضامین پڑھائے جاتے۔
افلاطون کی اکیڈمی	300 سال قبل از مسیح	افلاطون (Plato)	افلاطون نے سقراط کے مکالمے محفوظ کر لیے۔
ارسطو کی لائسیم (Lyceum)	300 سال قبل از مسیح	ارسطو (Aristotle)	ارسطو اور افلاطون کے تعلیمی اداروں میں فلسفہ، ریاضی، موسیقی، لسانیات اور ادب پڑھایا جاتا تھا۔

Schools of Rhetoric (خطابت کے لئے مخصوص مدرسے)	300 سال قبل از مسیح	ارسطو افلاطون	یہاں طلباء کو فن خطابت سکھائی جاتی۔ فلسفہ اور لٹریچر پڑھایا جاتا۔ سیاست میں آنے کے لئے امراء اپنے بچوں کو قانون، خطابت اور فلسفہ کی تعلیم دلواتے۔
(الف) قدیم رومی مدرسے (Ludus) نیز (ب) گرائمر سکول (Grammar Schools)		رومیوں نے قائم کیے //	املاء اور ریاضی جیسے مضامین شامل نصاب تھے۔ طلباء ریاضی کی مشقوں کے لیے اور جمع تفریق کے لیے اپنے پاس کنکر رکھتے تھے۔ طلباء کو جسمانی سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔ یہ سیکنڈری سکول تھے۔ یونانی زبان کی تعلیم، لاطینی گرائمر اور لاطینی لٹریچر پڑھایا جاتا۔ فلسفہ، تاریخ، شعرو شاعری اور جغرافیہ بھی پڑھایا جاتا۔
کیتھڈرل سکول		قرون وسطی عیسائی مشنری	قرون وسطی میں عیسائی مشنری نے یہ سکول قائم کئے۔
شارلیمان کا مدرسہ		فرانس کا بادشاہ (شارلیمان)	شارلیمان نے اپنے محل میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس نے ہر دیہات میں مدرسے کھلوائے۔ اسی دور میں معلم اعظم حضرت محمد ﷺ دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔
Melanchthon کا مدرسہ (جرمنی)	15-16 صدی	Me Lanchthon (1497-1560)	بائبل پڑھائی جاتی تھی۔
14-پرائمری سکول Wurttemberg جرمنی	1559	رومن کیتھولک چرچ نے قائم کئے	ہر دیہات میں ایسے سکول قائم ہوئے۔ نیدر لینڈ اور سکاٹ لینڈ میں بھی ایسے مدرسے قائم ہوئے۔
15-Dame سکول انگلینڈ	16 صدی		خواتین خانہ باورچی خانہ میں بچوں کو معمولی فیس لے کر پڑھاتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16۔ایلیمنٹری لیٹن گرائمر سکول Elementary School	1647ء		امریکہ کی ریاست Massachusetts میں 50 خاندانوں کے لیے ایسے سکول کھولے گئے ۔ایسے سکولوں میں ایک استاد ہوتا تھا۔1947ء امریکہ کی مندرجہ بالا ریاست میں 100 خاندانوں کے لیے ایسے سکول کھولے گئے ۔ ان سکولوں میں جغرافیہ' تاریخ ' معاشیات' ریاضی اور جدید زبانیں پڑھائی جاتی تھیں مثلاً فرانسیسی اور اطالوی زبانیں۔اس کے علاوہ دو اور مضامین بھی پڑھائے جاتے ۔ (1)Surveying (2)Shorthand
Pestalozzi-17 کا مدرسہ	18/19صدی	Heinrich Pestalozzi (1746-1827)	اس نے اپنے مدرسوں میں کھیل کود اور دیگر دلچسپ ذرائع سے بچوں کو تعلیم دینے کا آغاز کیا۔
Realgymnasium-18 نامی مدرسے	18صدی		یہ مدرسے جرمنی میں شروع ہوئے۔ان مدرسوں میں سائنسی علوم پڑھائے جاتے تھے۔
اکیڈمی Academy	1750ء	بینجامن فرینکلن	امریکی صدر Benjamin Franklin نے اکیڈمی کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔اس نے طلباء کے لیے اپنی مادری زبان میں تعلیم کو پسند کیا۔علاوہ ازیں نیچرل سائنسز' میکانکس ' ڈرائنگ' جدید تاریخ اور دیگر ممالک کے بارے میں معلومات جیسے مضامین پڑھائے جاتے تھے۔
Common School (امریکہ)	18/19صدی	امریکہ کے مفکر Daniel Webster	سکول میں جو کتب نصاب کا حصہ تھیں ان میں شجاعت' محنت' کفایت شعاری اور دیانت داری کی تعلیم دی جاتی تھی۔
کنڈرگارٹن Kindergarten	1873	فریڈرک فروبل	جرمن ماہر تعلیم Friedrich Froebel (1782-1852)نے کنڈرگارٹن مدرسے کا تصور پیش کیا۔کھلونوں اور گیتوں کے ذریعے اور کھیل کود کے ذریعے ان بچوں کو تعلیم دینے کا تصور دیا۔
چینی سکول	1900 کے بعد		روائتی چینی سکول مغربی طرز پر قائم ہوئے۔
لاطینی امریکہ کے مدرسے	دور جدید		ان مدرسوں میں Spanish پڑھائی جاتی ہے۔

فلپائن کے مدرسے	دور جدید		Philippines میں 80 مقامی بولیاں مستعمل ہیں لہذا انگریزی کے علاوہ ان کی سرکاری زبان Tagalog پڑھائی جاتی ہے۔
اسرائیل کے مدرسے	دور جدید		اسرائیل میں 200 زبانیں بولی جاتی ہیں لہذا سرکاری زبان عبرانی (Hebrew) سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔
Progressive Schools	بعداز 1950ء	John Dewey 1859-1952	اس معلم نے امریکہ میں ایسے سکولوں کا تصور پیش کیا جہاں طلباء سبق پڑھنے کی بجائے کام کاج کرکے تعلیم حاصل کریں۔
Open Schools	1960		امریکہ میں اس نظام کے ذریعے سے گروپس کی شکل میں طلباء کو کئی اساتذہ تعلیم دیتے ہیں۔
Magnet Schools	1960		ایسے مدرسوں میں آرٹس یا سائنس کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔

ماخذ: (Arthur W. Foshay and Kathlyn Gay, (Education,) Article, In The New Book of Knowledge, vol. 5,P 74-92)

اب درسگاہ صفہ کے بارے میں تفصیل ملاحظہ ہو:

نام مدرسہ	تاریخ	بانی معلم	مضامین جو پڑھائے جاتے یا دیگر تفصیل
درسگاہ صفہ	بعد از ہجرت مدینہ	حضرت محمد ﷺ	تفصیل درج ذیل ہے:
نصاب تعلیم:			(i) حفظ قرآن (سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں) ۔ (ii) فن قرات و تجوید قرآن (iii) غیر زبانوں کی تعلیم مثلاً عبرانی 'سریانی 'فارسی' رومی' قبطی' حبشی' (حضرت زید بن ثابتؓ ماہر السنہ تھے) ۔حضرت عبداللہ ابی زبیرؓ بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ (iv) فنون سپہ گری (نشانہ بازی' تیر اندازی' پیراکی' گھڑدوڑ کے مقابلے ۔جنگی مشقیں (v) علم الطیور (Ornithology) (vi) زرعی علوم مثلاً (Agronomy) (vii)۔علم ہیئت' علم انساب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد طلباء:	کل تعداد 400 تھی۔ بعض اوقات 70 یا 80 تک بھی رہی ۔ تعلیم عام اور لازمی تھی۔
تعلیم بالغاں:	کاروباری صحابہ کرامؓ فرصت کے وقت تعلیم حاصل کرتے ۔
مخصوص اساتذہ کرام:	فن قرآت: حضرت ابی بن کعبؓ علم المیراث: حضرت زید بن ثابتؓ۔
تعلیم نسواں:	مجالس وعظ و تعلیم کے لیے معلّمہ: حضرت عائشہؓ۔
مضامین برائے خواتین:	دینی مضامین، چرخہ کاتنا، گھریلو صنعتیں۔

مآخذ: (ڈاکٹر محمد حمید اللہ: عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، صفحات ۵-۲۰۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درسگاہِ صُفّہ کے ذریعے جو نظام تعلیم دنیا کو دیا اس میں حسب ذیل خصوصیات تھیں:

(۱) امیر اور غریب کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔

(۲) اللہ کی اطاعت، رسول اللہؐ کی پیروی، احتسابِ آخرت، تکمیلِ اخلاق اور تبلیغِ اسلام جیسے مقاصد اس نظام تعلیم کا حصہ تھے۔

(۳) یکساں نصاب، مفت تعلیم، اساتذہ کی مکمل کفالت، دین و دنیا کی یکجائی اور پاکیزہ ترین تعلیمی ماحول درسگاہِ صُفّہ کے عناصر ترکیبی تھے۔

صُفّہ کے بارے میں عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

فیمن کان یعلم ذلك بالمدینة والنبي صلی الله علیه وسلم بها ذکر ابو الفرج ابن الجوزي في کتابه مشکل الصحیحین عبادة بن الصامت فقال کان یعلم اهل الصفة القرآن (والصفة) دکة في ظهر المسجد النبوي کان یاوي الیها المساکین والیها ینسب اهل الصفة (ز قلت) وترجم في الاصابة

لوردان جد الفرات بن یزید بن وردان فذکر عن الواقدي ان النبي صلی الله علیه وسلم اسلمهُ الی ابان بن سعید بن العاصي لیمونهُ ویعلمهُ القرآن واخرج ابن عساکر عن بن ثعلبة قال لقیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یارسول الله ادفعني الی رجل حسن التعلیم فدفعني الی أبي عبیدة بن الجراح ثم قال دفعتك الی رجل یحسن تعلیمك و ادبك انظر فضائل ابي ثعلبة الخشني من کنز العمال (ز قلت)

"مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے دور میں ابوالفرج ابن الجوزی کے کتاب الصحیحین میں موجود قول کے مطابق عبادۃ بن الصامت درس وتدریس کا کام انجام دیتے تھے اور اہلِ صُفّہ کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جہاں مساکین صحابہ بیٹھا کرتے تھے۔ صفہ کی طرف نسبت اہلِ صفہ ہے (زقلت) الاصابہ میں وردان جو الوردان بن یزید بن وردان کے دادا تھے کے حالات مذکور ہیں۔ مولفِ اصابہ نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کو ابان بن سعید بن العاصی کے سپرد کیا تھا تاکہ وہ ان کو قرآن مجید پڑھائیں۔ ابن عساکر نے ثعلبہ سے نقل کیا ہے کہ میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! مجھے کسی اچھے پڑھے لکھے آدمی کے سپرد کر دیں تو آپؐ نے مجھے ابوعبیدہ بن الجراح کے سپرد کر دیا اور فرمایا: میں نے تجھے ایسے آدمی کے سپرد کیا ہے جو تمہاری اچھی تعلیم وتربیت کر دے گا۔ کنز العمال میں ابی ثعلبہ بن الخشنی کے فضائل ملاحظہ کریں۔"

(عبدالحیٔ الکتانی، نظام الحکومۃ النبویہ، صفحات ۴۰ تا ۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم نسواں:

معلم اعظمؐ نے اپنی تعلیم کو صرف مردوں کے طبقہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ آپؐ نے خواتین کے طبقے کو بھی استفادے کا موقع دیا۔ خواتین نے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی وقت ملنا چاہیے تو آپؐ نے ان کے لئے علیحدہ وقت مقرر فرمایا اور ان کے مسائل کو بغور سنتے اور جواب دیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفتے میں ایک دن خواتین کے لئے خصوصی طور پر مقرر فرمایا (بحوالہ: صحیح بخاری، کتاب العلم)۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ خواتین نے حضورؐ سے مطالبہ کیا تو آپؐ نے ایک جگہ کا تعین فرمایا اور وہاں انہیں تعلیم دی۔ خواتین آپؐ سے سوال کرتیں اور آپؐ انہیں جواب عطا فرماتے۔ خاص اوقات میں مجلس منعقد ہوتی اور آپؐ خواتین کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"انصار خواتین بہت اچھی ہیں کہ انہیں دینی بصیرت حاصل کرنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت سے خواہش ظاہر کی کہ وہ آپؐ کی ایک بیوی کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دیں۔ (بحوالہ کتانی، نظام الحکومۃ النبویۃ، جلد اول، صفحات ۵۵-۴۹)۔ حضرت عائشہؓ کو فقہ، ادب، شاعری، طب اور دیگر اسلامی علوم میں بڑا عبور تھا۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے: "آدھا علم عائشہؓ سے سیکھو۔" قرآن حکیم نے بھی ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ وہ دوسروں کو تعلیم دیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد ہے:

"اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیات اور رسولؐ کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں اُن کا ذکر کرتی رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا اخبردار ہے۔"

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کے پاس کوئی لونڈی ہو تو وہ اسے تعلیم دے

اور اچھی تعلیم دے اور اُس کی تربیت کرے اور اچھی تربیت کرے، پھر اُس کو آزاد کر کے نکاح کرے تو اُسے دُگنا ثواب ملے گا (ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، صفحہ ۲۶)۔

حضورؐ کے اس طرز عمل سے دو نتیجے نکلتے ہیں:

(1)۔ اسلامی نظام تعلیم میں عورتوں کی تعلیم کا انتظام علیحدہ ہونا چاہیئے۔

(2)۔ عورتوں کا نصاب بھی مختلف ہونا چاہیئے کیونکہ ان کی عملی زندگی مردوں سے مختلف ہے۔ دور حاضر کی عالمی تہذیب نے جو بُرے اثرات ڈالے ہیں ان میں ایک مخلوط نظام تعلیم اور نصاب کی یکسانیت ہے۔ اب یہ مسلم سوسائٹی کے راہنماؤں پر منحصر ہے کہ وہ اسلامی نظام معاشرت کے استحکام کے لیے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

حفصہ بنت عمرؓ، ام کلثوم بنت عقبہ، عائشہ بنت سعد، کریمہ بنت مقداد اور سب سے بڑھ کر الشفاء بنت عبداللہ عدویہ جنہوں نے حضرت حفصہؓ کو بھی پڑھایا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ وہ آنحضرتؐ سے شادی کے بعد بھی حفصہؓ کو پڑھاتی رہیں ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ پڑھ سکتی تھیں لیکن انہیں لکھنا نہیں آتا تھا۔ (بحوالہ: فتوح البلدان، بلاذری، ص ۴۵۸)

ہم اس بات پر متفق ہیں کہ قرونِ وسطیٰ میں مسلم لڑکی کو گھر پر ہی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہی خیال ابن سحنون کی تصنیف آداب المعلمین کے دیباچہ میں ظاہر کیا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"اکثر و بیشتر باپ اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتا تھا جیسا کہ عیسیٰ بن مسکین (متوفی ۲۷۸ھ) نے کیا، جو ظہر کے وقت تک اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے اور اس کے بعد اپنی بیٹیوں اور بھتیجوں اور پوتیوں اور نواسیوں کو قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے"۔

(بحوالہ: ڈاکٹر احمد، اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (مقالہ)، صفحہ ۲۲-۱۰۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر نے اپنی تصنیف الاصابہ فی تمیز الصحابہ' میں اسلام کے قرون اولیٰ پندرہ سوتینتالیس محدث خواتین کے سوانح حیات جمع کیے ہیں ۔ النووی نے اپنی کتاب' 'تہذیب الاسماء' میں الخطیب البغدادی نے تاریخ بغداد میں اور السخاوی نے الضوء اللامع میں بہت سا حصہ ان خواتین کے حالات کے لیے وقف کیا ہے ۔ جنہوں نے علم وفضل میں کمال حاصل کیا ۔ (بحوالہ: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (مقالہ) صفحہ ۱۰۹)

خدمتِ خلق کے وہ فرائض' جو اس تہذیب یافتہ دور میں صلیب احمر کے ادارے سرانجام دیتے ہیں' اکثر اسلامی لڑائیوں میں خواتین اسلام انجام دیا کرتی تھیں ۔ جب فتح خیبر کے لیے اسلامی افواج تیاری کر رہی تھیں' امیہ بنت قیس الغفاریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مع ایک جماعتِ خواتین حاضر ہوئیں اور افواج کے ساتھ چلنے کی اجازت چاہی تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور دیگر ممکن خدمات انجام دیں ۔ آنحضرتؐ نے اجازت دے دی اور انہوں نے یہ فرائض انجام دیے ۔ (بحوالہ: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (مقالہ)' صفحہ ۱۱۳)

عبدالحئی الکتانی نے تعلیم نسواں کے بارے میں دلچسپ بحث کی ہے:۔
ایک جگہ فرماتے ہیں:

ثم ذكر أن عمر بن الخطاب قال في حق النساء : جنبوهن الكتابة ولا تسكنوهن الغرف واستعينوا عليهن بلا فإن نعم تضر بهن ومر علي على رجل يعلم امرأة الخط فقال لا ترد الشر شرا ورأى بعض الحكماء امرأة تتعلم الكتابة فقال افعى تسقى سما ولله در السبامي حيث يقول :

ما للنساء وللكتا ... بة والعمالة والخطابة
هذا لنا ولهن منا ... أن يبتن على جنابة

ثم أورد القلقشندي أن جماعة من النساء كن يكتبن ولم ير أن احدا من السلف أنكر عليهن ذلك فقد روى أبو جعفر النحاس بسنده الى الحسن أن عائشة كانت تكتب في مكاتبتها بعد البسملة : من المرأة عائشة بنت أبي بكر حبيبة حبيب الله .

"پھر مولف (کتاب) نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے خواتین کے بارے میں فرمایا کہ ان کو کتابت سکھانے سے گریز کرو اور ان کو بالا خانوں میں اقامت گزیں کرو۔

حضرت علیؓ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو کسی خاتون کو لکھنا سکھا رہے تھے تو آپؓ نے فرمایا! اور شر کا اضافہ نہ کرو۔ کسی دانشمند نے ایک خاتون کو تحریر (کتابت) سیکھتے ہوئے دیکھا اور کہا اژدھا کو مزید زہر پلایا جا رہا ہے۔ سبامی نامی شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

عورتوں کا کتابت' عمالت اور خطابت سے کیا واسطہ۔ یہ ہمارا حصہ ہے اور ان کا ہماری طرف سے صرف یہ ہے کہ وہ ہمارا دل بہلائیں۔

ازاں بعد القلقشندی نے بیان کیا ہے کہ خواتین کی ایک جماعت لکھا کرتی تھی سلف نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ ابوجعفر النحاس (نحوی) نے حضرت حسین تک اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ اپنے خطوط میں بسم اللہ کے بعد لکھا کرتی تھیں۔

"خاتون عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر اللہ کے حبیب کی حبیبہ کی جانب سے"۔

(عبدالحئی الکتانی' نظام الحکومۃ النبویہ' صفحہ ۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

قال في الاستيعاب والاصابة: الشفاء أم سليمان بن أبي حتمة قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم علمي حفصة رقية النملة كما علمتها الكتابة خرج ذلك عنها أبو داوود عن الشفا قالت دخل علي النبي صلى الله عليه وسلم وأنا عند حفصة فقال ألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتها الكتابة قال الخطابي في معالم السنن في هذا الحديث دليل على أن تعلم النساء الكتابة غير مكروه ه

''الاستیعاب اور الاصابہ میں مذکور ہے کہ آنحضورﷺ نے الشفاء اُم سلیمان بن ابی حتمہ سے فرمایا: آپ حفصہؓ (اُم المومنینؓ) کو کشیدہ کاری سکھائیں جس طرح آپ نے ان کو کتابت (لکھنا) سکھایا ہے۔ ابوداؤد نے اس حدیث کی تخریج حضرت شفاءؓ سے کی ہے۔ شفاءؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ حضرت حفصہؓ کے ہاں تشریف لائے جبکہ میں وہاں تھی اور فرمایا: آپ حفصہؓ کو کشیدہ کیوں نہیں سکھاتیں جس طرح کہ آپ نے ان کو لکھنا سکھایا ہے۔ امام الخطابی نے معلم السنن میں بیان کیا ہے کہ اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ خواتین کو کتابت سکھانا غیر مکروہ (جائز) ہے۔''(عبدالحیٔ الکتانی 'نظام الحکومۃ النبویہ' صفحات ۵۰ تا ۴۹)

عبدالحیٔ الکتانی فرماتے ہیں:

قول عصرينا الشاعر المصري المشهور وهو الشيخ مصطفى صادق الرافعي:

ياقوم لم تخلق بنات الوري — للدرس والطرس وقال وقيل
لنا علوم ولها غيرها — فعلموها كيف نشر الغسيل
والثوب والابرة في كفها — طرس عليه كل خط جميل

''مصطفیٰ صادق الرفاعی (دور حاضر کے مصری شاعر) کا قول درج ذیل ہے: اے لوگو! خواتین کو درس و تدریس اور قال وقیل کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ ہمارے لئے علوم اور ہیں اور ان کے علوم اور ہیں۔۔۔انہیں سینا، پرونا اور دھونا سکھائیں۔ ان کے ہاتھ میں سوئی دھاگا اور کپڑا اچھا لگتا ہے۔''(عبدالحیٔ الکتانی 'نظام الحکومۃ النبویہ' صفحات ۵۵)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۶

حضور اکرم ﷺ کے طریقہ تعلیم و تدریس کی خصوصیات

جب عہد نبویؐ میں مملکت اسلامیہ دس لاکھ مربع میل تک پھیل گئی تو ایک وسیع تعلیمی نظام قائم کرنا لازم ہوگیا۔ چنانچہ مدینہ منورہ سے بڑے بڑے مقامات پر تربیت یافتہ معلمین روانہ کیے جاتے اور صوبائی گورنروں کو بھی حکم ہوتا کہ وہ اپنے صوبوں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کریں۔ یمن کے گورنر حضرت عمرو ابن حزم کو آپؐ نے ہدایت نامہ جاری فرمایا کہ وہ قرآن، حدیث، فقہ اور اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں کو اس بات کی نرمی سے ترغیب دو کہ وہ دینیات کی تعلیم حاصل کریں" (ابن حنبل)۔

گورنروں کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ لوگوں کو وضو، جمعہ کا غسل، باجماعت نماز، روزہ اور حج بیت اللہ کے احکام بتائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوبہ یمن میں ایک صدر ناظرِ تعلیمات بھی مقرر فرمایا۔ اسے حکم تھا کہ وہ مختلف اضلاع کا دورہ کرے اور وہاں کی تعلیم اور تعلیمی اداروں کی نگرانی کرے (تاریخ طبری، صفحات ۳۔1982)۔

الغرض، معلم اعظمؐ نے ہمیشہ علم نافع کے لیے دعا فرمائی:

اللھم انی اسئلک علماً نافعاً و رزقاً طیباً و عملاً متقبلاً۔

(ابن عبدالبر، کتاب العلم، صفحہ ۸۴)

حضور ﷺ کا تمثیلی انداز:

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی مجلس میں اپنے ساتھیوں سے پوچھا: بھلا وہ کون سا درخت ہے، جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے؟ مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ مختلف جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے، کسی نے کوئی درخت بتایا اور کسی نے دوسرا۔ مگر آپؐ نے ان سب کا انکار کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپؐ ہی بتا دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

اس تمثیلی سوال سے آپؐ یہ بتانا چاہتے تھے کہ کھجور کا درخت ایک ایسا درخت ہے جس میں سراسر بھلائی ہی بھلائی ہے۔

غرض اس بلیغ مثال میں حضور ﷺ نے تعلیمی نصب العین، نصاب اور طریق تعلیم کی بڑے احسن اور لطیف انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔

(بحوالہ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیق، تعلیم و تدریس، مباحث و مسائل" (مقالہ) نبی اکرم ﷺ کی حکمت تدریس کا ایک منور گوشہ: تمثیلی و استعاراتی اسلوب، صفحات ۸۲۔۱۸۱)

طرز تحریر:

بعض روایات سے درسگاہ صُفّہ کے طلباء کی تحریر اور کتابت کے نمونے بھی معلوم ہوتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد لکھنا سیکھا، میرا خط بچھوؤں کی شکل کا ہوتا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ نے ان الفاظ میں اپنے طرز تحریر کی تصویر کھینچی ہے جسے ہم دیکھے بغیر بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے خط کی تمثیل بچھو سے دی ہے۔ بچھو کی شکل جانی پہچانی ہے۔ یعنی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو منقطع کرتے ہوئے خطوط اور نصف دائرے (بحوالہ: مولانا خلیل حامدی، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں، صفحہ ۱۴۰)۔

مدت تعلیم:

درسگاہ صُفّہ کے بارے میں جو معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں ان میں سے ایک اس درسگاہ کی مدت تعلیم ہے۔ حضرت حارثؓ بتاتے ہیں کہ میں نے تین سال میں قرآن سیکھا اور دو سال میں وحی۔ یا آپؐ نے اس کے برعکس فرمایا یعنی دو سال میں قرآن، تین سال میں وحی۔ وحی سے مراد نوشت و خواند ہے۔ (بحوالہ: مولانا خلیل حامدی، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں، صفحہ ۱۴۰)

معلم کی شخصیت:

معلم کی شخصیت مثالی ہونی چاہیئے۔ ایک حدیث شریف میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ملتا ہے:

حدیث جبرائیلؑ میں جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے، معلم کی ظاہری شائستگی اور وقار کی تاکید کا اشارہ ملتا ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ایک آدمی آیا، جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے۔ سفر کی کوئی علامت اس پر دکھائی نہ دیتی تھی۔ ہم میں سے کوئی اسے نہ جانتا تھا۔ وہ آ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آنحضورؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنی ہتھیلیاں آنحضورؐ کی رانوں پر رکھ دیں اور کہنے لگا۔ ”اے محمدؐ! مجھے اسلام کی خبر دو“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ آپ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور رمضان کے روزے رکھیں

اور بیت اللہ کا حج کریں اگر استطاعت ہو“۔ اس شخص نے کہا: ”آپؐ نے درست کہا“۔ (اس طرح اس نے اور بھی متعدد سوال کیے اور آپؐ نے ان کے جوابات دیئے) ہمیں تعجب تھا کہ یہ شخص خود ہی سوال کرتا ہے اور پھر خود ہی آنحضورؐ کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعد وہ چلا گیا۔ حضورؐ کافی دیر تک خاموش رہے اور پھر فرمایا: ”عمرؓ! جانتے ہو یہ سائل کون تھا“؟ میں نے عرض کیا ”اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں“۔ فرمایا: ”یہ جبرائیلؑ تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔“

(بحوالہ مولانا خلیل حامدی، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں، صفحہ ۱۴۰)

سزا دینے کا طریقہ:

درسگاہِ صُفّہ کے بارے میں تاریخ کچھ معلومات ہمیں فراہم کرتی ہے۔ تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ اس مدرسہ میں بچوں کو جسمانی سزا دینے کا طریقہ ناپسندیدگی سے دیکھا گیا اور اس طریقے کے استعمال پر بچوں کے سرپرستوں نے معلمین پر سخت تنقید کی ہے۔ مقریزی کا بیان ہے کہ درسگاہ صفہ کا ایک کمسن طالب علم جو اُن قیدیوں کے پاس زیر تعلیم تھا اپنے مدرسہ سے روتا ہوا گھر واپس چلا گیا۔ باپ نے پوچھا: ”کیوں کیا ہوا“؟ لڑکے نے جواب دیا: ”میرے معلم نے مجھے مارا ہے“۔ باپ نے کہا: ”معلوم ہوتا ہے کہ یہ (قیدی) معلم بچے سے بدر کا انتقام لے رہا ہے“۔ اس کے بعد باپ نے بطور احتجاج اپنے بچے کو قیدی معلم کے پاس جانے سے روک دیا۔ یہ اگرچہ نہایت معمولی سا واقعہ ہے لیکن جو شخص اس کا گہرا مطالعہ کرے گا، اسے معلوم ہوگا کہ جدید طریقہ تعلیم میں بھی تدریس کے لیے جسمانی سزا کو مستحسن تصور نہیں کیا جاتا۔

(مولانا خلیل حامدی، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں، صفحات ۱۳۸۔۱۳۷)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس کے رہنما اصول:

آپؐ کے مؤثر تدریس کے لیے جو رہنما اُصول ہمیں سیَر و احادیث کی کتب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ملے ہیں ان کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ دورِ جدید کے اساتذہ کرام حضور اکرمؐ کے طریق تعلیم و تدریس سے فائدہ اٹھا کر تعلیمی عمل کو مؤثر اور بامقصد بنا سکتے ہیں۔ اب تفصیل ملاحظہ ہو:

(۱) آپؐ نے اپنی تعلیمی تحریک کا آغاز حمدِ ربِ جلیل سے کیا۔ خطابت یا دعوت دین حق کو ایک مذہبی فریضہ قرار دیا۔ یہ ادب و احترام قلبِ انسانی پر گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔

(۲) معلم کے لیے اچھی، باوقار اور بلند آواز ضروری ہے۔ آپؐ کی آواز وہاں تک پہنچتی تھی جہاں کسی اور کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔

(۳) آپؐ نے جامع، عمدہ اور سہل اندازِ گفتگو اختیار فرمایا۔

(۴) آپؐ نے ہمیشہ فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، شستگی اور شائستگی سے کام لیا۔

(۵) آپؐ کے طریقہِ تدریس کی ایک خوبی اختصار پسندی بھی تھی۔ خطبات مبارکہ مختصر اور جامع ہوتے۔ آپؐ طوالت کو ناپسند فرماتے۔

(۶) آپؐ کے خطبات مبارکہ میں رقت انگیزی اور اثر انگیزی ہوتی۔

(۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کے دوران کوئی ہلکی پھلکی بات سے دلچسپی کو زندہ رکھتے۔

(۸) آپؐ سامع اور مخاطب کے معیار کا خیال رکھتے۔ آپؐ بدوی، شہری، قاری، امی وغیرہ سے ان کے معیار کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اپنی گفتگو مبارک کو عمدہ مثالوں اور روز مرہ کے مشاہدات سے سجاتے۔

(۹) آپؐ سامع کی سہولت کے لیے سادہ اور مانوس لہجہ استعمال فرماتے۔

(۱۰) جب آپؐ تلامذہ سے خطاب فرماتے تو انہیں آدابِ زندگی سے روشناس فرماتے۔

دوران تدریس لطیف ترین اور نرم ترین انداز اختیار فرماتے۔ آپؐ کے کلام میں عاجزی اور انکساری ہوتی۔ چنانچہ بطور معلم آپؐ کی بڑی خصوصیت آپؐ کی تواضع اور انکسار تھا۔

(۱۱) آپؐ مخاطب کی بولی اور ان کے لہجے میں گفتگو فرماتے۔ آج نظام تعلیم میں یہ متنازع مسئلہ ہے کہ تعلیم کس زبان میں ہونی چاہئے؟ یہ درست ہے کہ دوسری اقوام کی زبانیں سیکھنا بہت مفید ہے اور بعض علوم کو ان زبانوں میں حاصل کرنا بھی مناسب ہے لیکن بنیادی تعلیم اس زبان میں ہونی چاہیئے جس میں مخاطب زیادہ بہتر طریقے پر سمجھ سکتا ہو۔ عرب اگرچہ عربی زبان ہی بولتے تھے لیکن ان کے مختلف قبائل اور علاقوں میں لہجوں (Dialects) کا اختلاف پایا جاتا تھا۔ آنحضورؐ سے علم حاصل کرنے کے لئے مختلف قبائل اور افراد آتے تو آپؐ ان سے ان کے لہجے میں گفتگو فرماتے، خطیب بغدادی نے اپنی سند سے عاصم الاشعری کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اکرمؐ کو مخصوص لہجے میں بات کرتے سنا۔ اس سے مخاطب میں اپنائیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(۱۲) جب آپؐ گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تاکہ سامع پوری طرح مستفید ہو اور اگر ضرورت پڑتی تو آپؐ بات کو دہراتے تاکہ سمجھنے میں کمی نہ رہ جائے۔

رسول اکرمؐ جب گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے ٹھیک طرح سمجھ لیا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ بات کرتے اور اگر کوئی گننے والا گنتی کرے تو شمار کر سکے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے۔

(۱۳) آپ تلامذہ میں تجسس اُبھارنے کے لیے سوال کرتے یا ادھوری بات کہہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ کراتے تاکہ لیکچر میں دلچسپی برقرار رہے مثلاً:

(i) سب سے بڑا سخی کون ہے؟

(ii) تجسس کے لیے تین بار فرماتے : ہلاک ہوا' ہلاک ہوا' ہلاک ہوا ....

(iii) بہادر وہ ہے جو ....

(۱۴) آپؐ نے بطور معلم صبر و قناعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ بے لوث خدمت کی اور بحیثیت معلم کفار کے ہر ظلم اور زیادتی کو برداشت کیا۔

(۱۵) آپؐ کا خطبہ شریف نہایت سادہ ہوتا۔ خطبہ دیتے وقت آپؐ کے دستِ مبارک میں عصا ہوتا تھا۔ ارشادِ نبویؐ ہے:

حَمْلُ الْعَصَا عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ وَسُنَّةُ الأَنْبِيَاءِ.

(رواه الديلمي).

(رواہ' الدیلمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ (تالیف) السید احمد الہاشمی' صفحہ ۶۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے۔ اکثر کھڑے ہو کر خطاب فرماتے۔ آپؐ کا ارشاد فی البدیہہ ہوتا۔ کلام کو مؤثر بنانے کے لیے سوالیہ انداز اختیار فرماتے۔ دوران خطابت و تدریس جوشِ بیان کا یہ عالم ہوتا کہ آنکھیں سُرخ ہو جاتیں۔ آواز میں جوش ہوتا۔ انگلیاں اُٹھتی جاتی تھیں گویا کسی فوج کو جنگ کے لیے اُبھار رہے ہوں۔ جوشِ بیان میں جسد مبارک جھوم جھوم جاتا تھا۔ لباس کی وضع قطع اور ہاتھوں کو حرکت دینے سے پٹھوں کے چٹخنے کی آواز آتی تھی۔ کبھی مٹھی بند کر لیتے کبھی کھول دیتے تھے"۔ (ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد' تربیت اساتذہ' صفحہ ۱۹۲)۔

حضور اکرمؐ دوران تدریس اپنا شاندار کردار' بے داغ ماضی اور اصول حق پرستی کی امداد بھی لیتے تھے مثال کے طور پر: "اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے

پیچھے ایک فوج تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم مان لو گے"؟

الغرض معلم اعظمؐ دوران تدریس اعضاء و جوارح کی حرکات و سکنات' اشارات و کنایات' ایجاز و اطناب' تقدیم و تاخیر' تکرار و تاکید' ترغیب و تربیت تبشیر و تہدید اور انداز و استفہام کے تمام اسلوب استعمال فرماتے تھے۔ آپؐ عظیم ترین قادر الکلام معلم تھے۔ اگر پاکستان کے معلمین معلم اعظمؐ کے ان تدریسی اصولوں پر عمل پیرا ہوں تو وہ حضور اکرمؐ کی تعلیمی تحریک کی داعیانہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کر کے ایک کامیاب ترین معلم بن سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۷

علوم وفنون کے ارتقاء اور ترویج میں مسلمانوں کی خدمات

حضور اکرمؐ کی تعلیمات کے نتیجے میں نئے نئے علوم کی بنیاد پڑی مثلاً فقہ، اصول فقہ، حدیث، عربی زبان کی گرائمر، علم التفسیر، علم المیراث، علم الرجال، علم تاریخ، علم سیاحت، علم زراعت، علم معاشیات، علم سیاسیات، علم عمرانیات، تاریخ نگاری، طب، فلسفہ، کیمیا، طبیعات، فلکیات، ریاضیات، جغرافیہ اور آرٹ اور فن تعمیر سے متعلقہ امور اور علوم وغیرہ۔ بقول رابرٹ بریفو:

"اسلام کی تعلیمات کی وجہ سے یورپ میں تحریک احیائے علوم پیدا ہوئی۔"

ملاحظہ ہو:

(Robert Briffault, The Making of Humanity)

اسلام کی تعلیمات کی بدولت مسلمانوں میں ایک وسیع علمی تحریک پیدا ہوئی۔ طبی علوم اور طبی تحقیقات کی وجہ سے انسانی فلاح و بہبود کا کام بطرز احسن ہوا۔ اسلامی تعلیمات نے مسلمانوں اور عام لوگوں کی توجہ ادویات کی تیاری، حفظان صحت کی ترقی اور نئے ہسپتالوں کے قیام کی طرف مبذول کرائی۔ اس میں طب نبوی کا بڑا حصہ ہے۔

خلفاء نے بڑے بڑے کتب خانے قائم کیے۔ خلفاء کتابوں اور معلموں کے حصول کے لئے قسطنطنیہ اور ہندوستان کی طرف سفر کرتے۔ جب خلفاء سفر یا کسی مہم پر نکلتے تو اہل علم کا ایک گروہ اور کتابوں سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطار ان کے ہمراہ ہوتی۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مکتب ہوتا جہاں اوقاف کے انتظام کے تحت غریب طلباء کو بلا امتیاز نسل اور مذہب وظائف ملتے۔ یہ علمی تحریک بارہویں صدی میں زیادہ تر مسلم سپین کے ذریعے یورپ تک پھیلی جہاں علم صرف خانقاہوں تک محدود تھا۔ یہی علمی تحریک سولہویں صدی میں یورپ کی نشاۃِ ثانیہ کا سبب بنی۔

علوم کے ارتقاء میں مسلمانوں کی خدمات:

علوم کے ارتقاء اور ترویج میں مسلمانوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اس کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

تفسیر:

نبی اکرمؐ نے قرآن کی بطور مفسر اول کے تفسیر بیان فرمائی۔ ابن عباسؓ مفسر قرآن کہلائے۔ ان کی تفسیر ابن عباسؓ تفسیر لٹریچر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ طبری، زمخشری، بیضاوی، رازی، ابن کثیر، سیوطی، جصاص وہ مفسرین ہیں جنھوں نے تفسیر لٹریچر میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ دور جدید میں رشید رضا کی تفسیر المنار اور سید قطب شہید کی فی ظلال القرآن قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حدیث:

آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں باقاعدہ طور پر حدیث وسنت کی تدوین کا کام بہت کم ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے حدیث کی حفاظت بذریعہ حفظ کی۔ حضورؐ کے دور میں سعد بن عبادہ الانصاری کا صحیفہ، سمرہ بن جندب کا رسالہ، مصحف ابن عباسؓ، صحف ابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہریرہؓ اور الصحیفہ الصادقہ ضبط تحریر میں لائے گئے ۔ تیسری صدی میں صحاح ستہ کی تدوین ہوئی اور بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، النسائی اور ابن ماجہ کے مجموعے قلم بند ہوئے ۔ اس طرح حدیث لٹریچر کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ۔

فقہ:

قرآن حکیم اور سنت اسلامی فقہ کے بنیادی سرچشمے ہیں ۔ خلفائے راشدینؓ کے دور میں اسلام کی توسیع ہوئی ۔ اس کے بعد بنوامیہ اور عباسیہ کا دور آتا ہے ۔ دوسری صدی ہجری میں اور تیسری صدی ہجری میں فقہ نے خوب ترقی کی ۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام محمد ادریس شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ نے مختلف مکاتب فقہ کے ذریعے دین اسلام اور شریعت کی تشریح و توضیح کی ۔ امام جعفر صادق نے قرآن حکیم، حدیث اور اجماع پر فقہ کی بنیاد ڈالی ۔ فقہائے اسلام مثلاً امام سرخسیؒ، ابن جوزیؒ وغیرہ نے بھی فقہ میں بہت کام کیا ۔

تاریخ نویسی:

مسلمان تاریخ نویسوں نے بڑی ہی ٹھوس بنیادوں پر علم تاریخ کی شاندار عمارت قائم کی ۔ مسلمانوں نے اپنی مخصوص دینی ثقافت، قومی مزاج اور فطری عمل و ذہانت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اخبار مع اسناد جمع کرنا شروع کیں یعنی احادیث پر کام ہوا ۔ اس کی وجہ سے اسماء الرجال کا علم معرض وجود میں آیا ۔ تاریخ نویسی میں ابن خلدون جیسے سکالر پیدا ہوئے ۔ آپ کا المقدمہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے ۔

طب:

حضور اکرمؐ نے بطور روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی طبیب کے طب نبویؐ کی

بنیاد ڈالی ۔ عباسی دور میں ہارون الرشید نے بیت الحکمت قائم کیا ۔ مامون نے (813ھ-833ھ کے دوران) علم طب کا سائنسی بنیادوں پر مطالعہ کروایا ۔ ابن سینا، رازی، ابوالقاسم الزہراوی، ابن رشد اور ابن ماجہ نے گراں قدر طبی تحقیقات سرانجام دیں ۔ ابن رشد کی 52 کتب کا ترجمہ یورپی زبانوں میں ہوا ۔ بوعلی سینا کی القانون فی الطب اسلامی طب کا خلاصہ ہے ۔

فلسفہ:

مسلمان فلاسفر قدیم و جدید فلسفہ کے درمیان ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ مسلمان فلاسفہ یعقوب کندی، ابونصر فارانی، ابن مسکویہ، ابن سینا، امام غزالی، ابن رشد، ابن باجہ اور ابن طفیل نے علم الکلام کی داغ بیل ڈالی ۔ انہوں نے مابعد الطبیعات سے متعلقہ علوم پر قرآن اور سنت کی روشنی میں بحث کی اور وحی کی حقانیت کو ثابت کیا ۔

کیمیا:

مسلمان کیمیا دانوں میں سب سے پہلا کیمیا دان خالد بن یزید تھا ۔ اس کی جانب ایک کتاب منسوب ہے جسے فردوس الحکمت کہا جاتا ہے، الرازی، ابن سینا اور جابر بن حیان مشہور کیمیا دان تھے ۔ مسلمانوں نے کیمیائی آلات بھی دریافت کیے ۔

طبیعات:

مسلمانوں نے میکانیات کے سلسلے میں بڑا کام کیا ۔ احمد بن موسیٰ بن شاکر نے نویں صدی کے نصف آخر میں مختلف مشینیں ایجاد کیں ۔ اس کی کتاب، کتاب الحیل (860ء) میکانیات پر دنیا کی اولین کتاب قرار دی جا سکتی ہے ۔ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے برتن ایجاد کیے جن سے آلات موسیقی جیسی آوازیں آتی تھیں ۔ اس نے رہٹ ' ترازو اور ساعت آبی (آبی گھڑیوں) پر کُتب لکھیں ۔ نویں صدی کا مشہور عالم ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق الکندی 260 کتابوں کا مصنف تھا ۔ اس نے موسیقی پر بھی بڑا کام کیا۔

فلکیات :

اس علم کا مطالعہ دوسری صدی ہجری بمطابق آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا۔ یعقوب بن طارق اور ابراہیم بن حبیب الغرازی نے ہندوؤں کی کُتب کا ترجمہ کیا۔ اسلامی فلکیات کا روشن ترین دور کا آغاز المامون کی خلافت میں ہوا۔ المامون کے دور میں فلکی حساب دانوں میں محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا نام بہت مشہور ہے ۔ البیرونی ' ابن الہیثم ' رازی ' ابن طفیل ' ابن رشد مشہور ماہرینِ فلکیات اور منجم تھے ۔ مسلمانوں نے اجرام فلکی پر تحقیقات کیں اور بے شمار رصد گاہیں قائم کیں جس سے بعد میں یورپ نے استفادہ کیا۔

ریاضیات :

مستشرقین یورپ نے مسلمانوں کی ریاضی میں خدمات کا اعتراف کیا ہے ۔ مسلمانوں نے اگرچہ یہ علم یونانیوں اور ہندوؤں سے حاصل کیا لیکن اس میں قابل قدر اضافے بھی کیے ہیں ۔ ابواسحٰق ' ابراہیم بن حبیب عباسی دور کا مشہور عالم تھا جس نے یونانیوں کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ مامون الرشید کے دور میں موسیٰ بن شاکر کو ریاضی کا امام سمجھا جاتا تھا۔ جیومیٹری میں اس کی تصنیف قیمت الزاویہ بڑی اہم ہے ۔ محمد بن موسیٰ خوارزمی نے الجبرا کو متعارف کروایا۔ کندی' رازی' ابن الہیثم ' البیرونی ' عمر خیام' نصیر اللہ طوسی' بہاؤ الدین عاملی اور شمود پاشا مشہور ریاضی دان تھے ۔

جغرافیہ :

مسلمانوں نے ہندی' ایرانی اور یونانی جغرافیائی معلومات کو عربی میں منتقل کیا ۔ خلیفہ المنصور کے دور میں زیادہ تر کام اس شعبہ میں ہوا ۔ الاصطخری' محمد بن حوقل' ابوعبداللہ محمد بن احمد اور المسعودی مشہور جغرافیہ دان گزرے ہیں ۔ گیارہویں صدی عیسوی میں عربوں نے علم جغرافیہ میں کمال حاصل کیا ۔ عرب جغرافیے میں البیرونی نے جو اضافہ کیا اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے ۔

آرٹ اور فن تعمیر :

مشرق اور مغرب مین مسلمانوں کی تعمیر کردہ عمارتیں آج بھی جدید دنیا سے تحسین حاصل کر رہی ہیں ۔ البتہ مصوری اور مجسمہ سازی کو کفر و شرک کی علامت سمجھ کر مسلمانوں نے اسے ہمیشہ قابل نفرت اور حرام سمجھا ۔ تاہم عباسی اور اندلسی خلفاء نے فنون لطیفہ کی حوصلہ افزائی کی ۔ چنانچہ اسلامی دنیا مین ادب اور سائنس کے پہلو بہ پہلو مصوری اور مجسمہ سازی کا کام بھی ہوتا رہا ۔ وزراء اور امراء کے مکان تصویروں اور مجسموں سے مزین کیے جاتے تھے ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کی تصاویر بنانے سے منع فرمایا۔ لہٰذا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے مساجد' مقبروں اور محلات کی آرائش میں تزئین کی خاطر خط طغرا کا استعمال کیا ۔ قرآن کی پوری پوری سورتیں' میناروں' گنبدوں' دیواروں اور محرابوں پر خط طغرا میں کھودی گئیں ۔ عباسی اور اندلسی خلفاء نے موسیقی کی سرپرستی کی ۔ موسیقی پر کئی کتابیں تحریر کی گئیں ۔ بارہویں صدی عیسوی کے وسط میں آلات موسیقی پر بہت کام کیا ۔ موسیقی ذریعہ معاش بنی ۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے فن تعمیر کے بڑے بڑے شاہکار معرضِ وجود میں آئے ۔ عمارات میں کاشی کاری' نقاشی' پچی کاری' وغیرہ مسلمانوں کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوئی ۔ مسلم فن تعمیر اپنا خصوصی مزاج رکھتا ہے ۔ مغلوں کے فن تعمیر میں جہانگیر کا مقبرہ، نور جہاں کا مقبرہ، جامع مسجد دہلی، تاج محل آگرہ (جو عجائبات دنیا میں سے ہے) مقبرہ شاہ جہاں اور شاہی مسجد فن تعمیر کے لحاظ سے عمدہ ہیں ۔ یہ عمارات مسلم فن تعمیر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں ۔

باب ۸:

مسلمانوں کا نظام تعلیم

(تاریخ کے آئینے میں)

حضرت عمرؓ کے دور مبارک کے بارے میں پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں :

"حضرت عمرؓ نے اساتذہ کی باقاعدہ تنخواہیں اور وظیفے مقرر فرمائے اور ہر مسجد ایک مکتب اور ہر میدان ایک تعلیم گاہ بن گیا ۔ پہلی چار صدیوں میں تعلیم کا یہی نظام رائج تھا ۔ یہ نظام اتنا مستحکم اور ہمہ گیر تھا کہ گھر گھر تعلیم پھیل رہی تھی اور ہر قسم کی ہمہ رس اور ہمہ گیر تعلیم موجود تھی ۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں اس دور کے پانچ لاکھ علماء کے مفصل حالات ملتے ہیں" ۔

(نظام تعلیم، نظریہ، روایت، مسائل، صفحہ ۲۹)

بعد کے ادوار میں تیونس کی جامع زیتون اور مصر کی جامع ازہر ہیں ۔ مساجد کے علاوہ خانقاہوں میں بھی لاکھوں طلبہ کو مفت تعلیم دی جاتی تھی ۔ پانچویں صدی کے اوائل کے دور میں سب سے پہلا مدرسہ سلطان محمود غزنوی کے دور کا ہے جو سرکاری گرانٹ اور وقف املاک سے چلتا تھا ۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنی مملکت میں بے شمار مدرسے قائم کیے ۔ دوسرا اہم مدرسہ دولت سلجوقیہ کے مشہور وزیر اعظم نظام الملک طوسی (متوفی : ۴۸۵ھ) کا قائم کردہ مدرسہ بنی امیہ، بغداد ہے ۔ یہاں امام غزالی جیسے صدر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسین تعلیم دیتے تھے۔ مفت عوامی تعلیم کا ایک ایسا نظام قائم ہوا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابوالقاسم 'تاریخ فرشتہ' جلد ا' حالات سلطان محمود غزنوی)

بقول ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد:

"یہ عناصر عہد خلافت راشدہ سے لے کر نو آبادیاتی دور کے آغاز سے قبل تک مراکش سے انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی مسلم دنیا میں کبھی منتشر نہ ہوئے۔ انگریزوں' فرانسیسیوں' ولندیزیوں اور دوسری یورپی اقوام نے آخری نسلوں کو اپنے زیر دام لانے اور انہیں مختلف خدمات پر لانے کے لئے نظام تعلیم کو بدلا۔ ایک طرف تعلیم کی فیس مقرر کی جس سے مسلم دنیا ۱۲ سو سال نا آشنا رہی۔ دینی تعلیم کو نصاب سے فارغ کر کے مسلمانوں کو علیحدہ دینی مدارس قائم کرنے پر مجبور کیا' تعلیمی اداروں کو طبقات میں تقسیم کیا۔ ورنیکلر ادارے الگ' ہائی سکول کہیں عام' کہیں مشنری' کہیں پبلک اور کہیں شہزادگان کے لئے معاشرے اور انتظامیہ میں مقام و مرتبہ الگ۔ ایک کے لئے حاکمیت دوسرے کے لئے محکومیت۔ یہ نظام تعلیم متحدہ قوم کو پارہ پارہ کرنے اور اسے مختلف معاشرتی' معاشی اور تہذیبی دائروں میں تقسیم کر کے باہم متصادم کر دینے والی پالیسی پر مبنی تھا۔ ادھر دینی مدرسہ مسلکوں میں تقسیم ہو کر ایک طرف نئی تہذیب اور اس کے وابستگان سے نبرد آزما ہوا اور دوسری طرف دیندار مسلمانوں کو باہم لڑانے اور ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کرنے کا ذریعہ بنا۔ یوں قوم کے اجزاء منتشر ہوتے چلے گئے اور ان میں افکار و نظریات کا بعد بھی بڑھتا چلا گیا۔

حصول آزادی کے بعد قوم کو تقسیم کرنے والے اس طبقاتی نظام کے خاتمے اور دین و دنیا کی یکجائی کے تصور پر مبنی پرانے نظام کو عہد جدید کے

تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے بحال کر دینے کی ضرورت تھی۔ لیکن ایک طرف مفاد یافتہ طبقے نے اور دوسری طرف اپنی زبان و تہذیب کے ذریعہ نو آبادیاتی نظام کے تسلط سے دلچسپی رکھنے والی بین الاقوامی قوتوں نے مروجہ نظام کا تحفظ کیا۔ دین اور دنیا کے دائرے بھی برقرار رہے اور طبقاتی دائروں کی حاکمیت اور محکومیت بھی قائم رہی بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ مزید بڑھتی اور مستحکم ہوتی گئی۔ گوروں کی جگہ کالے حاکم آ گئے۔ جس قوم نے سیاسی محاذ پر فتح حاصل کی تھی وہ تہذیبی اور تعلیمی محاذ پر شکست کھا گئی اور ہندوؤں کے ذات پات کے نظام کی طرح اس کے ہاں بھی اونچی اور نیچی ذاتیں قائم ہو گئیں۔ وہ نسلی بنیادوں پر تھیں یہ تعلیمی اور معاشی و معاشرتی بنیاد پر استوار ہو گئیں"۔

(تربیت اساتذہ' صفحہ ۲۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے ادوار میں اسلامی علوم وفنون کی ترقی خلفائے راشدینؓ' اُموی اور عباسی دور میں ہوتی رہی لیکن اسلامی تہذیب و ثقافت اور علوم وفنون کا شاندار دور عباسیوں کا عہد حکومت (۱۲۵۸ء۔۷۵۰ء) تھا۔

ہارون الرشید (۸۰۹۔۷۸۶ء) کے دور میں شاندار علمی کارنامے سرانجام دیئے گئے۔ ہارون الرشید نے علوم وفنون کی سرپرستی کی۔ دوسری زبانوں کی علمی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا اور عربی تراجم کے شعبہ میں توسیع ہوئی۔ مامون الرشید (۸۳۳ء۔۸۱۳ء) کا دور علمی ترقی کے حوالے سے سنہری دور ہے۔ اُس کے عہد میں دارالحکمت کی علمی ضیا پاشیاں بدستور جاری رہیں۔ سپین میں مسلمانوں کا عہد حکومت (۱۴۹۲ء۔۷۵۶ء) بھی علمی لحاظ سے بڑا اہم ہے۔

پندرہویں صدی عیسوی کے وسط تک یورپ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ چنانچہ اس دور کو قرون وسطیٰ بھی کہا جاتا ہے اور قرون مظلمہ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(The Dark Ages)۔

اس دور میں علم کی روشنی اگر کہیں نظر آتی تھی تو اس کا سرچشمہ اسپین میں مسلم تہذیب کے قائم کردہ تعلیمی ادارے تھے جن میں وسعت قلب ونظر کا درس ملتا تھا یا وہ خانقاہیں تھیں جہاں بائیبل اور عیسائیت کے بنیادی اخلاق و کردار اور رسم و رواج کی تعلیم دی جاتی تھی۔

پندرہویں صدی عیسوی کے دوران تحریک احیائے علوم (Renaissance) شروع ہوئی جس کا مقصد یونانی علوم کی تلاش وتحصیل تھا۔ یورپ میں اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ گروہ کلیسائی تنظیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے یونانی علوم کی تلاش وتحصیل کا شغل کلیسائی تنظیم کے اعلیٰ عہدیداران نے ہی اختیار کیا اور انہیں کی سرپرستی میں اس تحریک نے وسعت اختیار کی۔ یونانی معاشرہ اپنے دور تہذیب میں دیوتا پرستی اور الحاد میں ڈوبا ہوا تھا اس لئے جن علوم نے اس معاشرے میں فروغ پایا ان میں بھی یہ بنیادی خصوصیات در آئی تھیں۔

سولہویں صدی تک الحادی رجحانات اتنے مضبوط ہو چکے تھے کہ انہوں نے خود کلیسائی تنظیم کے اندر ایک تحریک اٹھا دی جسے تحریک اصلاح کلیسا کہا جاتا ہے۔ ظاہر میں تو یہ عیسائیت' بطور ایک مذہبی رہنما کی اصلاح کی تحریک تھی مگر جن محرکات نے اسے اٹھایا اور پروان چڑھایا ان میں پادریوں کی غلط کاریوں کے ساتھ ساتھ سیاسی' معاشی اور اقتصادی عوامل بھی موجود رہے۔ اس تحریک نے عیسائیت کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کے نتیجے میں جو کشمکش شروع ہوئی وہ بنیادی طور پر عیسائیت اور لادینیت کی کشمکش تھی۔

جب برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی قوت کمزور اور انگریزوں کی سیاسی قوت مستحکم ہو رہی تھی تو یکے بعد دیگرے کئی تحریکیں برپا ہوئیں جن کا مقصد غیروں کی غلامی

کے مقابلے میں مسلمانوں کا تشخص قائم رکھنا تھا۔ اس سلسلے کی آخری تحریک' جنگ آزادی 1857ء تھی۔ یہ تحریکیں ناکام ہوتی رہیں اور برصغیر کے مسلمان محرک' متحرک اور صاحب علم افراد سے محروم ہوتے چلے گئے۔ اس کشمکش میں مسلمانوں کا نظام تعلیم تہہ و بالا ہو کر رہ گیا۔

چنانچہ علی گڑھ کالج وجود میں آیا جو بعد میں یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر گیا اور ہندوستان میں مدرسہ دیو بند بھی قائم ہوا۔ بعد میں انہیں دو نمونوں کے مطابق اور بہت سے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ علی گڑھ نمونے پر قائم ہونے والے ادارے انگریزی نظام تعلیم ہی کا جزو تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ ان میں دینیات بطور ایک مضمون تدریس شامل تھا اگرچہ وہ امتحانی مضمون نہ تھا۔ دیو بند نمونے پر قائم ہونے والے ادارے دینی مدارس کہلائے۔

دینی مدارس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے دینی تشخص کو قائم رکھنا تھا جو دو طرفہ یلغار کی زد میں تھا۔ ایک طرف عیسائی مشنری ادارے تھے جو فاتح قوم سے منسلک ہونے کی وجہ سے احساس برتری رکھتے تھے اور جن کو سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔

علی گڑھ کالج قائم کرنے والوں کا بیان کردہ مقصد یہ تھا کہ مسلمان مغربی علوم کی تعلیم حاصل کریں' انگریزی زبان سیکھیں تاکہ انگریزوں کے ساتھ تعاون کر سکیں' انگریزوں کی ملازمتیں حاصل کر سکیں اور انگریزوں کی مسلم دشمنی سے نجات حاصل کر سکیں۔

دیو بند تصور کے تحت ادارے بھی اسی دور میں وجود میں آئے۔ ان کا مقصود یہ تھا کہ چونکہ انگریز حکمرانوں سے چھٹکارا پانا فی الحال ممکن نہیں اس لیے انگریزی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب کی دستبرد سے جو کچھ بچایا جا سکتا ہے بچا لیا جائے اور انگریزی حکومت سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے۔ اس مقصد سے وہی نصاب جو مسلم معاشرے کی اٹھارہویں صدی کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا تھا بعینہ اختیار کر لیا گیا۔ یہ ایک دفاعی نقطہ نظر تھا۔ (بحوالہ: ڈاکٹر عبدالرشید' پاکستان میں تعلیم کا ارتقاء' صفحات ۳۰_۲۱)

بقول علامہ اقبال:

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ بازمانہ بسازی بخود نمی سازی
دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی

(کلیات اقبال' صفحہ: ۶۸۵)

دینی مدرسوں کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی سکھانا نہ کہیں

اس کے برعکس جدید نظام تعلیم مذہب سے دور لے جاتا ہے:

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

(کلیات اقبال' صفحہ ۲۰۹)

علامہ اقبال کے نظریہ تعلیم کے بارے میں کچھ کہنا مناسب ہوگا۔ انہوں نے سائنسی علوم وفنون سیکھنے کی تلقین کی۔ علامہ اقبالؒ نے اہل کلیسا کے نظامِ تعلیم کی

مخالفت کی:

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف!

(کلیات اقبال' صفحہ ۵۴۸)

آپ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اسی قرآن میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پروین کا اسیر
تھا جو ناخوب' بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

(کلیات اقبال' صفحہ ۴۷۸)

علامہ اقبالؒ نے سائنس کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"There is no doubt that the theories of science constitute trustworthy knowledge, because they are verifiable and enable us to predict and control the events of Nature. But we must not forget that what is called science is not a single systematic view of Reality. It is a mass of sectional views of Reality--Fragments of a total experience which do not seem to fit together."

(The Reconstruction of Religious Thought in Islam, p. 33)

علامہ اقبالؒ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"But inner experience is only one source of human knowledge. According to the Quran, there are two other sources of knowledge: Nature and History; and it is in tapping these sources of knowledge that the spirit of Islam is seen at its best. The Quran sees signs of the Ultimate Reality in the sun, the 'moon' the lengthening out of shadows, 'the variety of human colour and tongues,.... in fact the whole of nature as revealed to the sense-perception of man. And the Muslim's duty is reflect on these signs and not to pass by them 'as if he is deaf and blind, for he 'who does not see these signs in this life will remain blind to the realities of the life to come."

(The Reconstruction of Religious Thought in Islam, p.102)

باب ۹:

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا فاتحانہ داخلہ پہلی صدی ہجری یعنی ساتویں صدی عیسوی میں ہوا۔اس کے بعد مزید ترقی ہوئی اور یہاں تک ہوئی کہ کتب رجال میں ایسے متعدد علماء اور محدثین اور ادیبوں کے نام ملتے ہیں جنھوں نے حجاز وعراق کے علماء سے سند قبولیت حاصل کی تھی۔

اس برصغیر میں اسلامی حکومت کی بنیاد سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین محمد غوری کی مجاہدانہ مساعی کی مرہونِ منت ہے لیکن ایک علمی فاتح البیرونی اس سے قبل آچکا تھا جس نے خود سنسکرت کی تعلیم حاصل کی اور یہاں کے پنڈتوں سے ربط وضبط پیدا کر کے اس ملک کے علوم کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کی بنیاد ڈالی[1]۔بقول فرشتہ، محمود غزنوی کے جانشین شہاب الدین مسعود کے عہد میں بکثرت مساجد کی بنیاد پڑی اور ان کے ساتھ مدارس کا بھی انتظام کیا گیا۔شہاب الدین محمد غوری کی فتوحات کے بعد اجمیر میں متعدد مدارس قائم کیے گئے اور غالباً یہی اس ملک کی قدیم ترین اسلامی درسگاہیں ہیں۔

اس قدیم عہد میں مدارس کے لئے الگ عمارتیں بنانے کا دستور نہ تھا اور عموماً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کام مساجد سے لیا جاتا تھا۔ مساجد کے علاوہ بزرگانِ دین کی خانقاہیں بھی مدارس کا کام دیتی تھیں۔ اور ان خانقاہوں کے لئے جو اوقاف حکومت کی طرف سے مقرر تھے ان کی آمدنی طلباء کے وظائف اور تعلیم کے اخراجات پر صرف کی جاتی تھی۔

اس برصغیر کے فاتحین کی زبان فارسی تھی۔ نظام تعلیم کچھ اس قسم کا تھا کہ قرآن پاک کی تعلیم کے علاوہ ابتدائی جماعتوں میں لکھنا پڑھنا' حساب کتاب اور خوش نویسی کی تعلیم دی جاتی۔ یہ گویا ابتدائی تعلیم تھی۔

اعلیٰ تعلیم سے شوق رکھنے والے طلباء بڑے بڑے شہروں میں مشہور اساتذہ فن کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل تعلیم کرتے تھے۔ یہاں فارسی و عربی کی اعلیٰ تعلیم ہوتی تھی۔

ابوالفضل نے "آئین اکبری" میں اپنے زمانے کا نصاب تعلیم یہ بتایا ہے: اخلاقیات' ریاضیات' زراعت' اقلیدس' مساحت' ہیئت' رمل' قواعد مال' آئین سلطنت' طب' طبیعیات' الٰہیات اور تاریخ۔

محمد تغلق کے عہد میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدرسے تھے۔

خلجی دور میں نہ صرف تعلیم نسواں کا انتظام تھا بلکہ خواتین کو مختلف حرفے بھی سکھائے جاتے تھے۔

عہد مغلیہ میں تعلیمی ترقی بڑی درخشاں ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر نے بھی: "اپنے حدود مملکت میں بے شمار مکاتب و مدارس قائم کیے"۔

علاوہ ازیں خزانہ شاہی سے مدارس' علماء اور معلمین کو خواہ وہ مسلمان یا ہندو ہوں وظائف دیے جاتے تھے۔

عالمگیر کی وفات کے بعد ہی سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہو گیا تھا اور اشاعت تعلیم کے لیے حکومت کی سرپرستی میں کسی قدر کمی واقع ہو گئی تھی۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی بنگال میں اسی ہزار مدرسے تھے یعنی اوسطاً ہر چالیس افراد کے لیے ایک مدرسہ

موجود تھا۔ اسی طرح مسٹر آرنلڈ اپنی تعلیمی رپورٹ ۱۸۵۳ء میں رقم طراز ہیں کہ پنجاب کا تعلیمی میدان مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ اگرچہ زوال سلطنت کے باعث تعلیم کی سرپرستی حکومت کی طرف سے ایسی نہ تھی جیسے کہ عہد عالمگیر تک رہی لیکن دہلی میں شاہ ولی اللہ اور ان کے ورثا نے تعلیم و تبلیغ کا کام بطور خود جاری رکھا۔ دوسری طرف لکھنؤ میں علمائے فرنگی محل عالمگیر کے عہد سے مسند درس سنبھالے ہوئے تھے۔ وہاں سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

خاندان ولی اللہ سے قبضہ یافتہ تین اصحاب یعنی مولانا محمد قاسم نانوتوی' مولانا محمد یعقوب نانوتوی اوز مولانا رشید احمد گنگوہی نے دارالعلوم دیو بند کی بنیاد ڈالی اور اس طرح اسلامی تعلیم اور دینی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔

وسط اٹھارویں صدی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوا' لیکن کمپنی نے قدیم طریقہ تعلیم میں کوئی ترمیم نہیں کی۔

کمپنی کو مغل تاجدار کی طرف سے حقوق دیوانی ۱۷۶۵ء میں حاصل ہوئے۔

چونکہ ملک کی زبان فارسی تھی اور عدالتوں میں فقہ اسلامی کے مطابق فیصلے ہوتے تھے۔ لہٰذا کمپنی نے اسی قدیم طرز تعلیم کے مطابق ۱۷۸۱ء میں کلکتہ مدرسہ قائم کیا اور پھر ۱۷۹۴ء میں سنسکرت کالج قائم ہوا۔

ملک میں جدید انگریزی تعلیم کی تاریخ ۱۷۹۷ء سے شروع ہوتی ہے جب سر چارلس گرانٹ نے اشاعت تعلیم پر ایک رسالہ لکھ کر کمپنی کے ڈائریکٹروں کے سامنے پیش کیا اس رسالہ کا لب لباب یہ تھا کہ ابتداء میں ذریعہ تعلیم ہندوستانی زبان ہو اور بتدریج انگریزی کو رواج دیا جائے۔

چنانچہ اسی کمیٹی کی سفارش پر ۱۸۲۴ء میں سنسکرت کالج اور ۱۸۲۹ء میں دہلی کالج برائے عربی و فارسی قائم ہوئے اور بعد ازاں آگرہ میں بھی ایک کالج قائم کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کالجوں میں انگریزی تعلیم کی جماعتیں بھی کھول دی گئیں۔

انگریزی کی جماعت میں شرکت اختیاری تھی۔ ہندوؤں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا مسلمان اس سے عموماً گریزاں رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے نے اپنی کوشش سے انگریزی تعلیم کا اجراء منظور کرایا کہ اس نے لکھا تھا:

"انگریزی تعلیم حکومت کا فرض ہے انگریزی زبان ہندوستانیوں کے لیے مغرب کے ترقی یافتہ اور وسعت پذیر علوم کا دروازہ کھول دے گی اور ایک زمانہ آئے گا کہ ہندوستان مغربیت کا جامہ اختیار کرے گا اور یہ قوی امید ہے کہ ایک ایسا طبقہ پیدا ہوگا جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی مگر خیالات اور تمدن میں انگریز ہوگا"۔

۱۸۳۴ء میں عدالتوں سے فارسی کو خارج کیا گیا اور ۱۸۴۹ء سے حکومت کی پالیسی میں تبدیلی ہوئی کہ ملازمتوں میں انگریزی دان امیدواروں کو ترجیح دی جانے لگی۔

یہ حالات تھے کہ رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ نے مسلم قوم کو زندہ رکھنے کے لیے سرسید احمد خاں کی صورت میں فرشتہ رحمت بھیجا اور علی گڑھ تحریک کا آغاز ہوا' اور اس تحریک کی بدولت مسلمانان برصغیر نے نہ صرف یہ کہ ہر شعبہ علمی میں ترقی کی بلکہ ایک اسلامی حکومت سرسید کے دو قومی نظریہ کی بنا پر قائم کر دی' یعنی پاکستان وجود میں آیا۔ (بحوالہ: ڈاکٹر احمد شلبی' تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ' صفحات زتا م)

تقسیم برصغیر کے وقت ہمارا نظام تعلیم تین طرح کے اداروں کا مجموعہ تھا یعنی اُردو ذریعہ تعلیم کے مدرسے جن میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں طرح کے ادارے شامل تھے' چیفس کالج اور اس طرح کے دوسرے جاگیرداروں' نوابوں اور سرمایہ داروں کے مدرسے جن میں انگریزی ذریعہ تعلیم تھی اور مشنری ادارے جن میں عیسائیت کی مذہبی تعلیم بھی نصاب کا لازمی حصہ تھی۔ پاکستان بننے کے بعد ایسے تعلیمی ادارے قائم رہے۔

(بحوالہ: ڈاکٹر وحید قریشی' تعلیم کے بنیادی مباحث' صفحہ ۱۹۲)

شومئی قسمت اب بھی یہی تعلیمی نظام قائم ہے۔

باب: ۱۰

پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لیے کاوشیں

نصاب میں قومی ضروریات کی عکاسی ہوتی ہے۔ بقول پروفیسر مسلم سجاد:

"نصاب دراصل فرد کو معاشرے میں کسی کردار کے ادا کرنے کے لیے تیار کرتا ہے"۔

(پاکستان میں تعلیم اسلامائزیشن (مضمون)' مجلّہ تعلیم: ۶ مسلم منصور خالد' صفحہ ۱۷)

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہر سطح پر یہ آواز بلند کی گئی کہ ہمارے بیرونی حاکم کا دیا ہوا تعلیمی نصاب فرسودہ ہے لہٰذا نصاب میں اہم اور بنیادی تبدیلیاں لازمی امر بن گئی ہیں۔ پاکستان کی تمام حکومتوں نے نظام تعلیم کو نظریاتی' معاشرتی' معاشی اور قومی اُمنگوں سے ہمکنار کرنے کی کاوشیں کیں۔ تعلیم کی ترقی اور ترویج میں مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے عہد میں مختلف تعلیمی کمیشن مقرر کیے اور تعلیمی کانفرنسیں منعقد کیں۔ کئی تعلیمی پالیسیاں بنائی گئیں۔ نصاب کو بھی بہتر بنانے کے لیے کاوشیں کی گئیں۔

The New International Webster's Comprehensive Dictionary کے مطابق نصاب کے حسب ذیل معانی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"Curriculum is a regular or particular course of study, as in a College. All such courses of study in a college" (The New International Webster's Comprehensive Dictionary, Trident Press International, Chicago, 1996, page 37)

ہر قوم اپنے نصابِ تعلیم کا کچھ حصہ اپنی قومی ہیئت ترکیبی، تاریخ اور اپنے ملک کے خدوخال کے لیے وقف کرتی ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو اپنے قومی تشخص سے واقفیت ملتی رہے اور وہ بحیثیت قوم اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کرتی رہیں۔ پاکستانی قوم کا مسئلہ یہ رہا ہے کہ آزادی کے فوراً بعد قومی تشخص سے متعلق مسائل پر ایک مخصوص نقطہ نظر عائد کر دیا گیا جس پر معروضی تجزیہ و تحقیق کے دروازے بند کر دیے گئے۔

(بحوالہ: ارشد محمود، تعلیم اور ہماری قومی الجھنیں، مشعل (ناشر)، لاہور، ۱۹۹۹ء، صفحہ ۹۷)

نصاب پر تنقیدوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا مختلف اوقات میں حکومت نے جو تعلیمی کمیشن مقرر کیے انہوں نے بھی نصاب کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات سے اتفاق کیا کہ نصاب میں تبدیلیاں ناگزیر ہیں کیونکہ ایک طویل مدت سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جبکہ بیسویں صدی میں علم خصوصاً سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم میں ایک انقلابی ترقی ہوئی ہے اور مغربی ممالک میں مختلف علوم میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ نتیجتاً ٹیکسٹ بک بورڈ قائم ہوئے، نئے نصاب مرتب کیے گئے اور مختلف صوبوں کے ماہرینِ تعلیم کو کہا گیا کہ وہ نئے نصاب کے مطابق کتابیں لکھیں۔

(بحوالہ: پروفیسر منیر احمد خان، تعلیمی نصاب کے مسائل، (مضمون، قومی تعلیمی بحران، نگارشات (ناشر)، لاہور، ۱۹۹۳ء، صفحہ ۴۵)

پاکستان میں سیاسی تبدیلیاں:

اب پاکستان کی سیاسی تاریخ کے مختلف ادوار ملاحظہ ہوں:

(i) 1947-1956ء:

پاکستان کی تاریخ کا یہ دورِ اول ہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد اگرچہ جمہوری اقدار کو قائم کیا گیا اور جمہوری ادارے بھی قائم ہوئے مگر قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد قوم عظیم قیادت سے محروم ہو گئی اور ان کے عظیم تصورات حقیقت نہ بن سکے۔

(ii) 1956-1958ء:

یہ دوسرا دور پاکستان کی تاریخ میں ایوب خان کے مارشل لاء کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔

(iii) 1958-1962ء:

ہماری تاریخ کا تیسرا دور ہے۔ ایوب خان اس دور میں پاکستان کے سربراہ رہے۔

(iv) 1962-1969ء دور چہارم:

یہ ہماری تاریخ کا چوتھا دور ہے۔ اس دور میں ایوب خان ہٹا دیے گئے۔

(v) 1970 سے 1971ء:

یہ پاکستان کی تاریخ میں انتہائی کرب کا دور ہے جس میں ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد اندرونی خلفشار اور مشرقی و مغربی پاکستان میں سیاسی تضادات کے نتیجے میں 1971ء میں سقوط ڈھاکہ کا عظیم سانحہ رونما ہوا۔

(vi) 1973ء-1977ء:

۱۹۷۳ء میں ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم بنے اور ملک کو نیا آئین دیا جو ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء سے نافذ العمل ہوا۔ ملک میں جمہوریت کو مضبوط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کی گئی۔

(vii) 1977-88ء:

یہ جنرل ضیاء الحق کا دور ہے۔ اس دور میں عوام کو دوبارہ مارشل لاء کا سامنا کرنا پڑا۔

(viii) 1990 تا 1993ء۔ 1996ء اور 1999ء:

بینظیر بھٹو اور پھر نواز شریف آئے۔ 1990ء تا 1993ء، 1996ء اور 1999ء میں مسلسل حکومتیں بنتی اور بگڑتی رہیں اور سیاسی بحران آتے رہے۔

اکتوبر 1999ء میں جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کی باگ ڈور سنبھالی۔

ان سیاسی ادوار میں حکومت وقت نے تعلیم کی طرف کیا توجہ دی اور نصاب میں کیا تبدیلیاں لائیں اب اس کی تفصیل واضح ہو۔

پاکستان کی تمام حکومتوں نے نظام تعلیم کو نظریاتی، معاشرتی، معاشی اور قومی امنگوں سے ہمکنار کرنے کی کاوشیں کیں۔ تعلیم کی ترقی اور ترویج میں مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے عہد میں مختلف تعلیمی کمیشن مقرر کیے اور تعلیمی کانفرنسیں منعقد کیں۔ کئی تعلیمی پالیساں بنائی گئیں۔ نصاب کو بھی بہتر بنانے کے لیے کاوشیں کی گئیں۔ ان کاوشوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

(i) پاکستان ایجوکیشن کانفرنس (۱۹۴۷ء): مفت پرائمری تعلیم کے لیے ہدف مقرر کیا۔

(ii) ایجوکیشن کانفرنس (۱۹۵۱ء): ہدف مقرر ہوا کہ ۱۹۶۷ء تک پرائمری تعلیم عام ہو۔ نیز پرائیویٹ سیکٹر زیادہ سکول کھولیں۔

(iii) تعلیمی کمیشن (۱۹۵۹ء): ایوب خان نے ۱۹۷۴ء تک یعنی پندرہ سال کے اندر پرائمری تعلیم عام کرنے کا ہدف دیا۔

(iv) تعلیمی کمیشن (۱۹۷۰ء): صدر یحییٰ خان نے ایک تعلیمی کمیشن بٹھایا اس کے سربراہ ائیر مارشل نور خان تھے۔

انہوں نے نئی تعلیمی پالیسی ۱۹۸۰ء تک پرائمری تعلیم عام کرنے کا ہدف دیا۔

(v) نئی تعلیمی پالیسی (۱۹۷۲ء): یہ پالیسی ذوالفقار علی بھٹو نے دی۔ ۱۹۷۹ء تک لڑکوں کو اور ۱۹۸۴ء تک تمام بچیوں کو مفت پرائمری تعلیم دی جائے گی یہ تھا اس پالیسی کا ہدف۔ یہ بھی طے پایا کہ نصاب اور درسی کتب کی مکمل نظر ثانی ہو گی۔

(vi) نیشنل ایجوکیشن پالیسی (۱۹۷۹ء): صدر ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ ۱۹۹۲ء تک لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم پرائمری سطح پر عام ہو گی۔ مسجد سکول اور محلہ سکول قائم کیے گئے۔ اسلامیات کو لازمی مضمون قرار دیا گیا۔

(vii) نئی روشنی پروگرام: محمد خان جونیجو نے "نئی روشنی پروگرام" دیا۔ جس کے ذریعے تعلیم بالغاں کو فروغ دینے کی کاوش کی گئی۔

(viii) حکومت کی تعلیمی کاوشیں: ۱۹۹۲ء۔

1992ء میں میاں محمد نواز شریف کے عہد میں وزیر تعلیم فخر امام نے پر جوش اعلان کیا کہ 2002ء تک شرح خواندگی 70 فیصد کر دی جائے گی۔ دیہاتی علاقوں میں معیار تعلیم شہری علاقوں کے مساوی کر دیا جائے گا۔ طلبہ کو کمپیوٹر کے عہد کے تقاضوں کا چیلنج قبول کرنے کے لائق مناسب تربیت دی جائے گی۔ تعلیم کے ذریعے اسلامی معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظام نافذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ امتحانات کے طریقے میں اصلاحات کی جائیں گی۔ نیا نصاب بنایا جائے گا اور درسی کتب کو جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے تقاضوں کے مطابق کیا جائے گا۔

(بحوالہ: سارہ ڈائجسٹ، معلومات پاکستان نمبر، (مرتبین) احمد روف خان، شاہ جہاں، (مضامین) تعلیم، اعلیٰ تعلیم، احمد روف خان پبلیشرز، لاہور اگست ۱۹۹۹ء، صفحات ۲۶۱۔۲۶۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ix) **نیشنل پالیسی (۱۹۹۸ء) :** خواتین کے لئے اس پروگرام کے مطابق علیحدہ یونیورسٹیاں قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ نیز میڈیکل اور ٹیکنیکل تعلیم کو عام کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

(x) **۲۰۱۰ء پروگرام :** اس پروگرام کے معمار اقبال احسن تھے۔ انہوں نے کمپیوٹر کی تعلیم کو عام کرنے کا پروگرام دیا۔ نیز فنی تعلیم کے فروغ کے لئے 2010ء پروگرام تشکیل دیا۔

(xi) **سوشل ایکشن پروگرام :**

اب سوشل ایکشن پروگرام ملاحظہ ہو :

سوشل ایکشن پروگرام فیز II-(2000-1997) سے متعلق ہے جس کے لئے 498.8 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس پروگرام میں بھی ابتدائی تعلیم میں اضافہ، صحت اور دیگر سماجی بہبود کے پروگرام پیش نظر ہیں۔ خواتین کی تعلیم پر بڑا زور دیا جا رہا ہے کیونکہ خواتین کی شرح تعلیم بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ پرائمری ایجوکیشن ڈیویلپمنٹ پروگرام کے ساتھ ساتھ گرلز پرائمری تعلیم ڈیویلپمنٹ پروگرام بطور خاص شروع کئے گئے۔ تیسرے فیز میں انشاء اللہ ایشیاء ڈیویلپمنٹ بنک کے تعاون سے 105 ملین یو ایس ڈالر خرچ کر کے سیکنڈری سکول میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو بہتر بنایا جائے گا۔ مزید برآں ایشیاء ڈیویلپمنٹ بینک نے ٹیکنیکل ایجوکیشن پراجیکٹ کے لئے 78.051 ملین یو ایس ڈالر کی امداد دی ہے۔ ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ پروگرام کے تحت 100 سیکنڈری سکولوں میں کلاس نہم و دہم کے طلبہ کی تعلیم کا انتظام کر دیا گیا۔

(بحوالہ : سیارہ ڈائجسٹ، معلومات پاکستان نمبر، (مرتبین) احمد روف خان، شاہ جہاں، (مضامین) تعلیم، اعلی تعلیم، احمد رؤف خان پبلیشرز، لاہور اگست ۱۹۹۹ء، صفحات ۲۶۷۔۲۶۶)

(xii) **سیون پوائنٹ ایجنڈا :**

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے سیون پوائنٹ ایجنڈا دیا۔ تعلیم کا تو ذکر نہیں البتہ موجودہ حکومت نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم عام کرنے کے لیے بھرپور کاوشیں شروع کر دی ہیں اور یونیورسٹیوں اور کالجوں کے نصاب میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کو شامل کیا گیا ہے۔

مقام افسوس ہے کہ ہم اپنے نصاب کو نظریہ پاکستان، جدید دور کے تقاضوں اور اسلام کے نظام تعلیم کے مطابق نہ ڈھال سکے۔ اسلامی نظام تعلیم کی نہج اسلامی تہذیب پر استوار ہوتی ہے۔ تعلیم کے یہ مقاصد نصاب تربیت اور پیش نظر ترتیب کو واضح کرتے ہیں، جو ہمیں اسلامی نظام تعلیم میں اپنانی ہیں۔

(بحوالہ : ڈاکٹر انیس احمد، علوم اسلامیہ : چار سالہ آنرز پروگرام، (مضمون) (علوم اسلامیہ آنرز چار سالہ پروگرام کا ابتدائی نصابی خاکہ، مجلہ تعلیم، (مدیراں) مسلم سجاد و مسلم منصور خالد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، صفحات ۹۵۔۹۴)

پاکستان میں سیاسی تبدیلیاں اور نصاب کا تنقیدی جائزہ :

۱۹۴۷ء کی تعلیمی کانفرنس کی روداد اور چھ سالہ منصوبے کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں رخ درست تھا اور منزل کا شعور بھی تھا۔ کانفرنس نے اسلام کا تعلیمی نظریہ تسلیم کیا اور پورے نظام تعلیم میں اسلامی نظریہ حیات کو جاری کرنے کے لئے اقدامات تجویز کرنے کی قرارداد منظور کی۔

اس مقدمے میں یہ بھی کہا گیا۔ ''موجودہ نظریاتی بحران میں پاکستان کو ایک نئے نظام کا علمبردار بن کر سامنے آنا ہے۔ اسلامی نظریے کی بنیاد پر تشکیل پایا ہوا نظام ہی پاکستان کو یہ مقام دلا سکتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدانوں کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

(۱) اساتذہ کی اصلاح وتربیت

(۲) نصاب کی اصلاح' اس طرح کہ ہم اسلامی نظریہ حیات کو اختیار کریں اور دنیاوی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک سے کسی طرح بھی کم نہ ہوں''۔

لیکن عملی طور پر کیا ہوا؟

ثانوی تعلیم کا ایک منصوبہ کراچی بورڈ کے صدر نے پیش کیا' جس میں نظریہ اسلام کا کہیں ذکر نہ تھا لیکن موسیقی کو بطور مضمون متعارف کروایا گیا۔

''موتمر عالم اسلامی'' کو عربی تعلیم کا مرکز بنانے کے لیے چار لاکھ روپے دیے گئے' لیکن فنون لطیفہ کے لیے بھی ۱۹ لاکھ روپے رکھے گئے۔

۱۹۵۲ء میں ''کمرشل ایجوکیشن کمیٹی'' نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہ رپورٹ اسٹیٹ بنک کے پہلے گورنر جناب زاہد حسین نے لکھی تھی۔ اس رپورٹ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ قرارداد مقاصد منظور کر کے ہم نے اپنے اوپر یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ مطالعے کے نصاب اس طرح مرتب کیے جائیں کہ ہماری تعلیم میں' اسلامی جذبہ جاری وساری ہو۔''

''نصاب میں اصل اہمیت قرآن پاک کے بعد نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو دی جائے' ثانوی مدارس میں انؐ کی حیات طیبہ اس طرح پڑھائی جائے کہ انؐ کا مقصد اور وہ اصول جن کے لئے انہوںؐ نے جدوجہد کی' ذہن نشین ہو جائیں''۔

یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ یہ رپورٹ صدا بہ صحرا ثابت ہوئی اور نصاب میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔

اس دور میں عمل کا اندازہ ان باتوں سے ہو سکتا ہے:

۱۹۵۴ء کے مشاورتی بورڈ کے اجلاس میں وزیر اعظم نے کہا: ''۱۹۴۷ء کی کانفرنس کی نظام تعلیم کو اسلامی بنانے کی سفارش پر توجہ دی گئی ہے اور مرکزی وصوبائی حکومتوں نے مذہبی تعلیم کو نصاب میں شامل کر لیا ہے''۔

عیسائی مشنری اسکولوں کے اکابرین نے اس تجویز اور نظام تعلیم کو اسلامی بنانے کی مخالفت کی۔

اسلامیات کا پیریڈ مسلمانوں کے اس ملک میں جس نشیب وفراز سے گزرا ہے' وہ ایک دلچسپ تاریخی کہانی ہے۔ لاہور بورڈ کی ثانوی تعلیم پر رپورٹ نے اسے صرف دسویں تک لازمی رکھا اور اصل کام یہ دکھایا کہ اسے غیر امتحانی کر دیا۔ صفحہ ۹۵ پر اس کے لیے یہ دلیل درج ہے''۔

اگر مذہبی تعلیم کو آخر کار امتحانی مضمون بنانا قابل عمل ہو تو بھی اس کو فی الحال امتحانی بنانا مطلوب نہیں ہے۔ اسی طرح نہ یہ مطلوب ہے اور نہ اسے مانا جائے گا۔ (گویا یہی ایک رکاوٹ ہے!) کہ اسے اسکول کے نصاب سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ اس لیے صرف دو راستے رہ جاتے ہیں۔ (۱) اسے غیر امتحانی مضمون بنا دیا جائے (۲) اسکول کے اپنے امتحان میں اس میں پاس ہونا ضروری ہو''۔

۱۹۵۸ء تک کے دور کے کچھ دوسرے نمایاں پہلو ملاحظہ ہوں۔ ملک کی اسی فیصد دیہی آبادی کے لیے کسی خصوصی زرعی تعلیم کا تذکرہ نہیں ملتا حالانکہ نصاب کو تبدیل کرنا چاہیے تھا۔

۱۹۵۹ء میں ''قومی تعلیمی کمیشن'' نے رپورٹ پیش کی۔ یہ شریف رپورٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اہل پاکستان کی بدقسمتی تھی کہ یہ رپورٹ دینی وملی نقطہ نگاہ سے مایوس کن اور مغربی سیکولر ذہن کی آئینہ دار تھی اور ایک سوچی سمجھی کوشش تھی۔ تاہم اسلامیات آٹھویں تک لازمی رکھی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنون لطیفہ، موسیقی اور رقص کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ سفارش کی گئی کہ ہر استاد کو اس کی تربیت دی جائے، بالخصوص موسیقی اور مصوری کی۔ دینی مدارس کے بارے میں اشاروں میں یہ تجویز موجود ہے کہ انہیں ختم کر دیا جائے۔ طالبات کی تعلیم کے بارے میں خالص مغربی نظریہ پیش کیا گیا ہے، یعنی ان کو ہلکی اور بھاری موٹر گاڑیوں اور ٹرک چلانے کی تربیت دی جانی چاہیے۔ کردار کی تعمیر پر ایک چھ صفحے کا الگ باب ہے، لیکن اس میں ایک جگہ بھی لفظ اسلام نہیں آیا ہے۔ یہ رپورٹ تین سالہ ڈگری کورس کی وجہ سے طلبہ کے ملک گیر احتجاج کا سبب بنی اور صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی حکومت کو یہ کورس واپس لینا پڑا۔

طلبہ احتجاج کے نتیجے میں طلبہ کو مطمئن کرنے کے لیے حکومت نے جسٹس حمود الرحمٰن کی سرکردگی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے پورے ملک کا دورہ کیا، ہر جگہ ملاقاتیں کیں اور ایک مفصل رپورٹ پیش کی۔ نظامِ تعلیم کا نظریہ اور مقصد اس کمیشن کا موضوع نہیں تھا۔ تاہم طلبہ کے حوالے سے درس گاہوں کے انتظامات اور دیگر بہت سے امور کے بارے میں اس کمیشن نے متعدد اچھی تجاویز پیش کیں۔

۱۹۶۹ء میں ایر مارشل نور خان کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے ساٹھ صفحات پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ اس کی قابل تحسین تجاویز میں سے چند یہ ہیں:

(i)۔ ذریعہ تعلیم اُردو اور بنگلہ ہو۔

(ii) غیر ملکی مشنری ادارے قومیا لیے جائیں۔

(iii) تعلیم بالغاں کو خصوصی اہمیت دے کر تعلیم یافتہ معاشرہ تشکیل دیا جائے۔

(iv) تعلیمی اداروں کو نظریہ پاکستان کے تحفظ کی شرط کے ساتھ خود مختاری دی جائے۔

(v) تعلیمی اداروں کو نوکر شاہی کے تسلط سے آزاد کر کے ان کے معاملات تعلیم

سے متعلق افراد کے سپرد کیے جائیں۔

(vi) جامعات کے شعبہ معارف اسلامیہ کی تحقیقات کو سیاسیات، معاشیات اور دیگر مضامین کے نصاب میں سمویا جائے۔

(vii) دینی مدارس کی ڈگریوں کو اضافی تعلیم کے بعد موجودہ ڈگریوں کے مماثل قرار دیا جائے۔ ان سے ملازمتوں میں تفریق نہ رکھی جائے۔

۱۹۷۲ء میں وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ نے از سرِ نو غور وخوض کے بعد نئی پالیسی اختیار کی۔ اس دور کا سب سے دور رس فیصلہ تعلیمی اداروں کو قومیانے کا تھا۔ اچھے اور بُرے سب طرح کے ادارے قومیائے گئے اور سرکاری و نجی اداروں میں مسابقت کی صحت مند فضا کی بجائے سب ادارے کم معیاری کا شکار ہوئے۔

اس دور میں تعلیمی اداروں میں سیاسی اثرات کا نفوذ بڑھا اور نظم وضبط کی خراب حالت رونما ہوئی۔ تعلیمی معیار کی پستی جو پہلے بھی تھی اس دور میں واضح طور پر محسوس ہوئی۔ تعلیمی بجٹ میں اضافہ ہوا، لیکن قومیانے کی وجہ سے یہ اضافہ کوئی خوشگوار اثر نہ ڈال سکا۔

جولائی ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء کے بعد جب حکمرانوں نے انتخابات موخر کرکے اصلاحات کا آغاز کیا تو تعلیم کو بھی اہمیت دی گئی۔ جنرل ضیاء الحق نے اسلامی نظام کے قیام کو اپنی حکومت کا نصب العین قرار دیا۔ اس لحاظ سے اسلامی نظامِ تعلیم کا نفاذ بھی اس کا فرض منصبی ٹھہرا۔ درسی کتب سے اسلام اور پاکستان کے خلاف بیشتر مواد خارج کیا گیا۔ گریجویشن تک اسلامیات اور مطالعہ پاکستان لازمی کیے گئے۔ چھٹی جماعت سے عربی لازمی کی گئی۔ ان اقدامات کے ساتھ ہی ایک ہمہ گیر قومی تعلیمی پالیسی بھی تشکیل دی گئی۔ یہ پالیسی مجموعی طور پر ایک قابل تحسین پالیسی تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ اچھی پالیسی ہمیشہ کی طرح وزارت میں موجود مغرب زدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہن کے ہاتھوں بے عملی کا شکار ہو گئی۔

اس پالیسی میں تعلیم کے قومی مقاصد کو اسلامی نقطہ نظر سے بیان کیا گیا اور بڑی حد تک تجاویز اور سفارشات بھی اس کے مطابق پیش کی گئیں۔ عمرانی و سائنسی مضامین میں اسلامی نظریے کو سمونا اور اس کے مطابق نصابات کی تدوین اور نئی درسی کتب کی تیاری، خواتین کے لیے علیحدہ نصابات پر آغاز کار، پانچ سال میں تمام اساتذہ کو خصوصی تربیتی پروگرام سے گزارنا، تعلیم بالغاں کے لیے کمیشن کا قیام، پرائمری تعلیم عام کرنے کے لیے محلہ اور مسجد اسکولوں کا قیام، مخلوط تعلیم کی حوصلہ شکنی، خواتین یونیورسٹیوں کا قیام، اردو کو درجہ بدرجہ ذریعہ تعلیم اختیار کرنا، قومی تعلیمی کونسل کا قیام اور کئی سفارشات جن پر اگر صحیح اسپرٹ کے ساتھ عمل ہو جاتا تو کچھ نہ کچھ مثبت نتائج ضرور سامنے آ جاتے۔

تعلیمی اصلاح بشمول نصاب کی تبدیلی کے لئے غیر سرکاری کاوشیں:

تعلیمی اصلاح بشمول نصاب میں تبدیلی کے لیے غیر سرکاری کاوشوں کا بھی ذکر انتہائی ضروری ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر رفیع الدین اور پروفیسر حمید احمد خان نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ پاکستان میں نصاب کو اسلامی علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔

کئی اداروں کی کاوشیں بھی قابل تحسین ہیں مثلاً "تنظیم اساتذہ پاکستان"۔ "آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس" لاہور، "انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز" اسلام آباد اور "ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان" نے تعلیم میں مکمل اصلاح کے لئے آواز بلند کی۔ (بحوالہ: پروفیسر مسلم سجاد، پاکستانی نظام تعلیم، حکومتی سطح پر اصلاحی کوششیں، (مضمون)، مجلہ تعلیم: (۲) مذکورہ بالا، صفحات ۱۵۱۔۱۴۳)

تجاویز:

پاکستان میں نصاب کو بہتر بنانے کے لئے حسب ذیل تجاویز ملاحظہ ہوں:

(۱) پاکستان میں بے شمار سیاسی تبدیلیاں ہوئیں مگر نصاب کو تبدیل کرنے کی کاوشیں بہت کم ہیں۔ اس ضمن میں یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں کے نصاب کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق تبدیل کرنا ہوگا۔

(۲) پاکستان میں دینی مدرسوں کی ایک وسیع تعداد ہے۔ ان مدرسوں کے نصاب کو بھی جدید دور کے خطوط پر تبدیل کرنا ہوگا۔

(۳) بقول پروفیسر عبدالقدیر سلیم:

"تعلیم انسان سازی کے عمل کی بجائے حصول روزگار کا ذریعہ قرار پائی۔ اچھی تعلیم وہ ہے، جو بہتر معاش اور اعلیٰ تر سماجی رتبے کی طرف رہنمائی کرے۔ تعلیم کے اس محدود سے تصور کے نتیجے میں ظاہر ہے کہ انسان سازی کے عمل پر وہ توجہ نہیں دی جا رہی، جس کی یہ مستحق ہے۔"

"میرے خیال میں تربیت اطفال، یا نوجوانوں کی تربیت کے لیے زائد از نصاب کوئی نصاب مرتب کرنا خاصا دشوار کام ہوگا۔ اس کے لیے کچھ عمومی حکمت عملی ضرور مرتب کی جا سکتی ہے۔"

(بحوالہ: پروفیسر عبدالقدیر مسلم، تعلیمی اداروں میں نصاب تربیت: تجاویز (مضمون)، مجلہ تعلیم: (۱۱)، (مدیران) مسلم سجاد و سلیم منصور خالد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء، صفحات ۱۹۔۱۷)

(۴) بقول پروفیسر انیس احمد:

"اسلامی نصاب تعلیم یا اسلامی علوم کی تدریس میں فرد اور معاشرے کے فطری جسمانی، سماجی و جذباتی اور عقلی و اخلاقی پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جائے، نہ کہ زندگی کے دھارے سے کٹ کر محض روحانی پہلو پر زور ہو۔ یہ بات اسلامی علوم کے تدریس نصاب کی اسلامی تشکیل کا بنیادی تصور ہے۔"

(بحوالہ: ڈاکٹر انیس احمد، علوم اسلامیہ: چار سالہ آنرز پروگرام، (مضمون)، مذکورہ بالا، صفحہ ۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) پاکستانی نظامِ تعلیم کو سیاست سے دور رکھا جائے۔ تعلیم کے میدان میں سیاسی دخل بھی رہا جس سے حالات بہتر نہ ہوئے۔ بقول ایس اکبر زیدی:

"Moreover, political, interference only makes matters worse."

(S.Akbar Zaidi, Article (Education), Issues in Pakistan Economy, Oxford University Karachi, 2000, page 360/Press, Oxford)

(۶) نصاب کو بدلنے میں تاخیر کو ختم کیا جائے۔ افسر شاہی کی بجائے ماہرین تعلیم قوم کی امنگوں اور نظریہ پاکستان کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب ترتیب دیں تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ یہ ترقی روحانی بھی ہو، معاشی و معاشرتی بھی نیز سائنسی علوم میں بھی ہم دسترس حاصل کریں اور ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل ہوں۔

اور مغربی محقق Behrman J.R رقمطراز ہیں:

"The very poor quality of education in both the private and public sectors has been blamed upon: inappropriate curricula, poor quality of teachers and textbooks, improper teaching methods and techniques, and the absence of a link between market demand and output from the sector.

"Curriculum decisions have been very centralized; Moreover , there is an urgent need to reform the curriculum in secondary schools and to add subjects with a vocational angle."

Behrman, J.R., Pakistan : Human Resource Development and Economic Growth in the Next Century, Mimeo. 1995, pages 8-9

باب :۱۱

پاکستان میں تعلیمی مسائل

پاکستان کے نظامِ تعلیم میں حسب ذیل مسائل اور نقائص کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(۱) **قومی زبان کا مسئلہ:** اُردو ہماری قومی زبان ہے اس کی طرف مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے نظام تعلیم میں انگریزی زبان کو فوقیت دی گئی حالانکہ یہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لیے لازمی ہوتی ہے۔

بقول ڈاکٹر وحید قریشی:

"جب انگریز پنجاب پر قابض ہوئے تو۔۔۔۔سندھ اس وقت بمبئی کا حصہ تھا۔ سرحد، پنجاب سے ۱۹۰۱ء میں اور سندھ، بمبئی سے یکم اپریل ۱۹۳۶ء میں الگ ہوا۔ یہ جغرافیائی صورت حال کئی طرح سے اُردو زبان پر اثر انداز ہوئی۔ پنجاب پر سکھوں کی اجارہ داری ختم ہوئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ ذریعہ تعلیم کا مسئلہ اٹھا۔ تعلیم یافتہ افراد کا ایک گروہ پنجابی کو ابتدائی جماعتوں میں میڈیم بنانے کے لئے کوشش کر رہا تھا۔ دوسرا گروہ اُردو کے حامیوں کا تھا کامیابی اُردو ذریعہ تعلیم کو حاصل ہوئی۔ ابتدائی درجوں میں اُردو کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ اوپر کے درجوں میں انگریزی کو بطور ذریعہ تعلیم و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحان اختیار کیا گیا۔ اس طرح تقریباً سو سال ہماری آپ کی ہڈیوں میں اُردو رچی بسی رہی۔" (بحوالہ: مقالہ "پاکستان میں ذریعہ تعلیم کا مسئلہ" صفحہ ۷)

اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق انگریزی اور چینی زبان کے بعد' اردو دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان تسلیم کی گئی ہے۔ اُردو کا مطلب ہے "لشکر یا بازار"۔ یہ تُرکی زبان کا لفظ ہے۔ تحریک پاکستان میں اُردو زبان کا بڑا حصہ ہے۔ 1867ء میں بنارس میں ہندوؤں نے اُردو ہندی جھگڑا کھڑا کر دیا اور مطالبہ کیا کہ اُردو کو دیوناگری رسم الخط میں لکھا جائے۔ سرسید احمد خان نے اس خطرے کو بھانپ لیا کہ ہندو اور مسلمان علیحدہ علیحدہ زبانوں کے وارث اور امین ہیں۔ ہمارا سارا دینی لٹریچر اردو میں ہے۔ قائداعظمؒ نے بھی قیام پاکستان کے بعد اُردو کو قومی زبان قرار دیا۔ 1973ء کے آئین میں قوم سے تحریری وعدہ کیا گیا کہ 1988ء میں اُردو زبان کو سرکاری زبان بنایا جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا۔

جمیل یوسف رقمطراز ہیں:

"اسلام کے بعد پاکستان کا قیام اور استحکام کی اہم ترین بنیاد اردو ہے۔"

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: جمیل یوسف' قومی زبان اپنا حق مانگتی ہے' اُردو ڈائجسٹ' اگست ۱۹۹۸ء' صفحات ۲۱۳ تا ۲۱۰)

پاکستان اس لحاظ سے ایک منفرد ملک ہے کہ یہاں مادری زبان اور قومی زبان میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ اردو پانچویں نمبر پر ہے' جو سات اعشاریہ سات فیصد لوگوں کی مادری زبان ہے۔

1987ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں اردو اور علاقائی زبان بولنے والوں کی تعداد ملاحظہ ہو:

پنجابی:	48.17%
پشتو:	13.14%
سندھی:	11.77%
سرائیکی:	9.83%
اردو:	7.7%
بلوچی:	3.10%
ہندکو:	2.433%
براوہی:	1.29%

(بحوالہ حکومت پاکستان کی زبان کے متعلق رپورٹ: 1987ء)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سارے ملک میں مشترک رابطے کی مادری زبان اردو ہے۔ اگرچہ یہ زبان صرف 7.7% لوگوں کی مادری زبان ہے' لیکن اس زبان کے اکثر و بیشتر نامور ادیب اور شاعر وہ ہیں' جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ چترال سے لے کر تربت تک اور پشاور سے کراچی تک اردو ہی مشترک رابطے کی زبان کہی جا سکتی ہے۔

پروفیسر حافظ محمود شیرانی کی کتاب پنجاب میں اردو کے مطابق' پنجابی اردو کی ماں ہے اور اردو پنجابی ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

پروفیسر پریشان خٹک نے اٹوٹ لسانی رابطہ میں تین ہزار پانچ سو اُنہتر ایسے الفاظ اور دو سو دس مصادر کی نشاندہی کی ہے جو سندھی' پشتو' پنجابی' بلوچی اور اردو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشترک ہیں چنانچہ اردو ہی پاکستان میں ذریعہ تعلیم ہونی چاہیے۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک بچہ مادری زبان میں ہی تعلیم بہت جلدی سیکھ سکتا ہے۔

لہذا اس تمام مسئلے کا حل یہی ہے کہ تعلیم مکمل طور پر اردو میں ہو۔

پشتو' سندھی' براہوی اور بلوچی میں بے شمار الفاظ اردو کے داخل ہیں (ملاحظہ ہو: پروفیسر پریشان خٹک کی کتاب: 'اٹوٹ لسانی رابطہ' اس کے علاوہ پروفیسر حافظ محمود شیرانی کی کتاب 'پنجاب میں اردو' میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اردو میں علاقائی زبانوں کے بے شمار الفاظ شامل ہیں۔

مسائل:

اردو زبان پاکستان میں یکجہتی اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اُردو کو جائز مقام دیا جائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صوبائی زبانوں کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ صوبائی زبانیں بھی ہمارا قومی ورثہ ہیں۔ ان کی ترویج بھی لازم ہے۔

پاکستان میں اردو کی اہمیت ثانوی رہی اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) انگریزی بطور ذریعہ تعلیم رہی۔

(۲) بیوروکریسی کا رویہ بھی اردو کے حق میں بہتر نہ رہا۔

(۳) ایک مخصوص طبقہ اردو بطور ذریعہ تعلیم نہیں چاہتا تھا۔

(۴) وفاقی پبلک سروس کمیشن اور صوبائی پبلک سروس کمیشن میں اردو میں پرچے حل کرنا ممنوع ہیں (ماسوائے اسلامیات وغیرہ کے)۔

(۵) اردو کے سٹینوگرافر اور مشینیں کم ہیں۔

(۶) اردو اصطلاحات آسان نہیں ہیں۔

(۷) سائنسی و قانونی کتب اور ٹیکنیکل شعبوں میں اردو کتب کا فقدان ہے۔

تجاویز:

(۱) بیوروکریسی کے رویہ میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں بیوروکریسی کو اردو کے بارے میں ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا ہوگا۔

(۲) انگریزی کو آپشنل مضمون کیا جائے۔۔۔میڈیکل اور انجینئرنگ کے طلباء کے لئے درسی کتب اردو زبان میں ترجمہ کرکے پڑھائی جائیں۔

(۳) اردو دفاتر میں لازمی زبان قرار دی جائے۔ اردو بطور عدالتی زبان رائج کی جائے۔

(۴) مقتدرہ اردو زبان کو زیادہ فعال بنایا جائے۔

(۵) اردو کمپیوٹر عام کئے جائیں۔

(۶) مقابلے کے امتحانات وفاقی اور صوبائی سطح پر اردو زبان میں ہوں۔ تاہم انگریزی زبان میں بھی ان امتحانات کو دینے کی اجازت ہو۔

یہ بڑے مضحکے کی بات ہے کہ مقابلے کے امتحانات میں اردو زبان میں پرچے حل کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ تو اس طرح ہے کہ چین کے پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحانات ہوں اور چینی زبان میں پرچے حل کرنا ممنوع ہوں یا جاپانی پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحانات ہوں اور جاپانی زبان کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے۔ ہمیں غلامانہ ذہنیت کو ختم کرنا ہوگا اور اردو کو جائز مقام دینا ہوگا۔ مقابلے کے امتحانات میں اگر اردو میں پرچے حل کرنے کی اجازت دی جائے تو دینی مدرسوں اور دیہاتی علاقوں سے مثبت سوچ رکھنے والے باکردار طلباء پاکستان کی بطرز احسن خدمت کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں۔

مغربی کلچر کے دلدادہ بیوروکریٹس کے طبقے نے بھلا پاکستان کو کیا دیا؟ عوام سے دوری، نفرتیں اور عدم خدمت خلق۔ وہ صاحب بہادر بن گئے اور اب ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد انہیں عوام کی بطرز احسن خدمت کرنا ہوگی۔ وہ عوام جو اُردو بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔

(۲) نظامِ امتحانات: نظام امتحانات، نظام تعلیم کا ایک ایسا اہم جزو ہے، جس کے اثرات کسی بھی معاشرے کے پورے سماجی ڈھانچے پر پڑتے ہیں۔ گزشتہ دس پندرہ برسوں میں بلکہ اس سے بھی پار، ہمارے امتحانی نظام میں جو رخنے پڑتے گئے ہیں، ان سے یہ بگاڑ مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا ہے۔ اخلاقی اور سماجی ڈھانچے کی فرسودگی نیز سیاسی اور معاشی نظام کی بربادی نے تعلیمی نظام کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے اور ہمارے امتحانی نظام نے اسے بربادی کے غار میں دھکیل دیا ہے۔ امتحان میں بدعنوانی کے رواج کو رشوت خور انتظامیہ فرض ناشناس اساتذہ، بددیانت قیادت اور تاریک معاشی مستقبل نے اس سطح پر لا کھڑا کیا ہے کہ اس پر سے عموماً اعتماد اٹھ گیا ہے۔

امتحانی عمل بھی، تعلیم و تدریس کے عمل ہی کا ایک جزو ہے اور اس کے لیے ایک مکمل اور بھرپور شخصیت والے استاد کی ضرورت پر بہت زیادہ کہنے کی حاجت نہیں۔ ایک ایسا استاد، جو نہ صرف اپنے علم یا علوم پر عبور رکھتا ہو، بلکہ تدریس اور تعلیم اس کا شوق بھی ہو اور وہ اس کے سارے تقاضے پورے کرنے پر ذہنی طور پر کلیتاً آمادہ ہو۔

(بحوالہ: پاکستان میں نظام امتحانات، بحران، اسباب اور حل، (مقالہ) از پروفیسر مسلم سجاد، سلیم منصور خالد۔ صفحہ ۱۹۷

(۳) پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا مسئلہ: مقام افسوس ہے کہ ہم نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی نہ کی۔ بقول ڈاکٹر ذکاء اللہ:

"جاپان، جرمنی اور اٹلی نے دوسری جنگِ عظیم کے بعد اپنی تعمیرِ نو کی۔ پورے عزم و استقلال کے ساتھ صنعت و ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھے اور دنیا پر چھا گئے۔ سنگاپور، ہانگ کانگ، کوریا اور تائیوان جیسے چھوٹے ممالک نے بھی انتھک محنت، مؤثر منصوبہ بندی اور مسلسل جدوجہد سے اپنا ایک مقام بنایا"

(بحوالہ: پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی: (مقالہ)، صفحہ ۱۷)۔

مختلف ممالک میں ترقی کی تفصیل

ملک	HDI (World Rank)	فی کس آمدنی GDP Per Capita	حوالہ جات ☆
(1) جاپان	9	23,257 امریکن ڈالر	صفحہ 957
(2) جرمنی	14	22,619 امریکن ڈالر	صفحہ 689
(3) اٹلی	19	20,585 امریکن ڈالر	صفحہ 939
(4) سنگاپور	24	24,210 امریکن ڈالر	صفحہ 1405
(5) شمالی کوریا	---	Estimated GDP: 21.8 M امریکن ڈالر	صفحہ 1000
(6) جنوبی کوریا	31	13,478 امریکن ڈالر	صفحہ 991
(7) پاکستان	135	1715 امریکن ڈالر	صفحہ 1251

☆بحوالہ: (Barry Turner, The Statesman's YearBook, 2002)

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے پاکستان کی زبوں حالی کا اندازہ لگایا جا سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اقوامِ عالم میں ہمارا کیا مقام ہے' یہی حال ہماری تعلیمی پسماندگی کا ہے۔ اگر مندرجہ بالا ممالک نے معاشی' سائنسی اور تعلیمی میدان میں ترقی کی ہے تو وہ تعلیم کی وجہ سے ہے۔

تعلیم نسواں کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

(کلیات اقبال' صفحہ ۵۵۸)

(۴) مخلوط تعلیم کا مسئلہ: مخلوط تعلیم کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر ملاحظہ ہو: مختلف علماء کرام نے مخلوط تعلیم کے اثرات و نتائج پر پُر مغز بحث کی ہے۔ علماء کرام کی بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ بالغ یا قریب البلوغ مرد و زن جو ایک دوسرے کے لیے غیر محرم ہوں' ان کا تعلیم یا کسی دوسرے مقصد کے لیے بے پردہ ایک جگہ جمع ہونا اسلام کی رو سے ناجائز ہے۔

۲۔ مخلوط تعلیم سے دونوں جنسوں میں تعلیمی مسابقت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا' بلکہ غیر تعلیمی اور غیر اخلاقی موانست و ملاست کا جذبہ پیدا ہوتا ہے' جو علم و اخلاق کے لیے سم قاتل ہے۔

۳۔ یہ دلیل ہی غلط ہے کہ مخلوط تعلیم پر اخراجات کم اٹھتے ہیں اور بالفرض ایسا ہو تب بھی اس استدلال سے کوئی ناجائز کام جائز نہیں ہو سکتا۔

۴۔ کسی تعلیمی و تربیتی ادارے میں بھی مخلوط تعلیم جائز نہیں۔

۵۔ مسلمانوں کی تاریخ کے کسی دور میں بھی مخلوط تعلیم کو روا نہیں رکھا گیا۔

۶۔ اگر معاشرے کے تغیر کی بناء پر مخلوط تعلیم جائز ہو سکتی ہے تو پھر ہر حرام کو حلال کیا

جا سکتا ہے۔ تغیر زمانہ سے صرف ان احکام میں تبدیلی ہو سکتی ہے' جو قطعی نص سے ثابت نہ ہوں اور جن میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہو' یا جن پر عمل کرنے سے خاص حالات میں ایسی قباحت رونما ہوتی ہو' جس کا ازالہ شریعت کی نگاہ میں تعمیل حکم سے زیادہ ضروری ہو۔

۷۔ یہ بات غلط ہے کہ مسلمان خواتین نے قرن اول میں مردوں کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا ہے' کچھ عورتیں بعض اوقات ساتھ ہو جاتی تھیں اور اپنے محرم مردوں کی مرہم پٹی اور تیمار داری کرتی تھیں۔ ان میں سے بعض نے ناگزیر حالات میں حرب و ضرب میں بھی حصہ لیا ہے۔ مگر یہ سب استثنائی صورتیں ہیں اور حالات جنگ پر عام تعلیمی مشاغل کو قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۸۔ مخلوط مجالس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جہاں غیر محرم مرد اور عورت ہوں' وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

۹۔ مخلوط نظام تعلیم' عیسائی نظام تعلیم کی پیداوار ہے۔ اسلام کے کسی دور میں اس کا وجود نہیں ملتا۔

مرد و عورت بالغ ہوں یا قریب البلوغ ہوں' جنہیں فقہا کی زبان میں مراہق کہا جاتا ہے۔ ان کا آپس میں اختلاط شرعاً سخت گناہ ہے۔ بے پردہ ہو کر کسی عورت کا کسی نامحرم مرد کے سامنے آنا سخت ممنوع ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے"۔ (ترمذی شریف) نیز کسی عورت کے اس کے نامحرم کے ساتھ تنہائی میں ہونے کی بھی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے اور یہ کہ جب تک اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔" (بخاری و مسلم) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "کوئی بھی مرد کسی عورت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ تنہائی میں ہو تو وہاں تیسرا شیطان موجود ہوگا''۔ (الترمذی)

جس ادارے میں مراہق یا بالغ طلبہ و طالبات مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہوں، وہاں کسی مرد یا عورت کو کام کرنا شرعاً جائز نہیں۔ استاد ہونے کی حیثیت سے عورتوں پر نظر ڈالنا اور بے حجاب ہو کر سامنے آنا درست نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل پوچھنے کے لیے عورتیں آتی تھیں تو پردے کے پیچھے سے پوچھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پرچہ پیش کیا (رواہ النسائی) ایک اور حدیث میں ہے کہ جو عورتیں بیعت کے لئے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتی تھیں، آپؐ ان کو زبان سے بیعت فرما لیتے تھے۔ بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ (رواہ البخاری)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا ابو البرکات سید قادری رضوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا فقی ولی حسن، مولانا عون احمد، بلنہ (ت) اور مولانا محمد عاشق الٰہی کی آراء کی روشنی میں مندرجہ بالا مسئلے پر بحث ہوئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(منظور الحسن صاحب، مخلوط تعلیم اور اسلامی نقطہ نظر، قلمی مذاکرہ (مقالہ)، صفحات ۷۰۔۴۹)

(۵) دینی مدارس: پاکستان میں تعلیم کے شعبہ میں ایک بہت بڑا حصہ دینی تعلیم کے اداروں پر مشتمل ہے۔ جدید اور عام تعلیمی نظام کے مقابلے میں دینی تعلیم کا نظام بظاہر غیر منظم محسوس ہوتا ہے۔ درس نظامی کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ فارغ التحصیل علماء میں عہد حاضر میں دینی اور عصری قیادت کے تقاضے پورا کرنے کی اہلیت ہونی چاہیے۔ دینی مدارس کے نصاب کی از سرِ نو تربیت کی ضرورت ہے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نظام تعلیم نظریہ، روایت، مسائل'' از پروفیسر خورشید احمد، صفحات ۱۸۔۳۱۷)

پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے طول و عرض میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے دینی مدارس و مکاتب کا موجودہ نظام ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد پیدا ہونے والے حالات کا نتیجہ ہے۔ اس سے قبل پورے برصغیر میں درسِ نظامی کا یہی نصاب تعلیمی اداروں میں رائج تھا جو مغل بادشاہت کے دور میں اس وقت کی ضروریات اور تقاضوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا تھا اور جو اب بھی ہمارے دینی مدارس میں بدستور رائج چلا آ رہا ہے۔

فارسی اس دور میں سرکاری زبان تھی اور عدالتوں میں فقہ حنفی رائج تھی، اس لئے درسِ نظامی کا یہ نصاب اس دور کی دفتری اور عدالتی ضروریات کو پورا کرتا تھا اور دینی تقاضوں کی تکمیل بھی اس سے ہو جاتی تھی۔ اس لئے اکثر و بیشتر مدارس کا نصاب یہی تھا اور تقریباً تمام مدارس سرکار کے تعاون سے، بلکہ سرکار کی بخشی ہوئی زمینوں اور جاگیروں کے باعث تعلیمی خدمات سرانجام دیتے چلے آ رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد جب دہلی کا اقتدار ایسٹ انڈیا کمپنی سے براہ راست تاج برطانیہ کو منتقل ہوا اور باقاعدہ برطانوی حکومت قائم ہوگئی تو سرکاری زبان فارسی کی بجائے انگریزی کر دی گئی اور عدالت سے فقہ حنفی کو خارج کر کے برطانوی قوانین نافذ کر دیئے گئے، جس سے ہماری تعلیمی ضروریات دو حصوں میں منقسم ہوگئیں۔ دفتری اور عدالتی نظام میں شرکت کے لئے انگریزی تعلیم ناگزیر ہوگئی اور دینی و قومی ضروریات کے لئے درس نظامی کے سابقہ نظام کو برقرار رکھنا ضروری سمجھا گیا، جبکہ مدارس و مکاتب کا سابقہ نظام ختم کر دیا گیا۔ علماء کی ایک بڑی تعداد جنگ آزادی میں کام آ گئی، باقی ماندہ میں سے ایک کھیپ کالا پانی اور دیگر جیلوں کی نذر ہوگئی اور پیچھے رہ جانے والے لوگ شکست کے اثرات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیٹتے ہوئے مستقبل کے بارے میں سوچنے میں مصروف ہو گئے ۔ مدارس و مکاتب کے لئے مغل حکمرانوں کی عطا کردہ جاگیریں چھین لی گئیں اور اس طرح ۱۸۵۷ء سے پہلے کا تعلیمی نظام مکمل طور پر تتر بتر ہو کر رہ گیا۔

نئے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیمی ضروریات کے دو حصوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد اہل دانش نے مستقبل کی طرف توجہ دی ۔ سر سید احمد خان نے ایک محاذ سنبھال لیا اور دفتری و عدالتی نظام میں مسلمانوں کو شریک رکھنے کے لئے انگریزی تعلیم کی ترویج کو اپنا مشن بنا لیا' جبکہ دینی و قومی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے دینی تعلیم کا محاذ فطری طور پر علمائے کرام کے حصہ میں آیا اور اس سلسلہ میں سبقت اور پیش قدمی کا اعزاز مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کے رفقاء کو حاصل ہوا ۔ سر سید احمد خان اور ان کے رفقاء نے علی گڑھ میں انگریزی تعلیم کے کالجوں کا آغاز کیا اور مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدرسہ عربیہ کی بنیاد رکھی ۔ اتفاق کی بات ہے کہ سر سید احمد خان اور مولانا محمد قاسم نانوتوی دونوں ایک ہی استاذ مولانا مملوک علی نانوتوی کے شاگرد تھے اور دونوں نے مختلف سمتوں پر تعلیمی سفر کا آغاز کیا جو آگے چل کر دو مستقل تعلیمی نظاموں کی شکل اختیار کر گئے ۔ ابتداء میں سر سید احمد خان کے انگریزی کالج اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مدرسہ عربیہ دونوں کی بنیاد عوامی چندہ اور امداد باہمی کے طریق کار پر تھی' لیکن بعد میں کالج اور اسکول کے نظام کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی اور رفتہ رفتہ پورا نظام سرکار کی تحویل میں آ کر مصارف و اخراجات کے جھنجھٹ سے آزاد ہو گیا' جبکہ دینی مدارس سرکاری سرپرستی سے آزاد رہے جس کی وجہ سے انہیں اپنے اخراجات و ضروریات کے لئے ہر دور میں عوامی چندہ پر انحصار کرنا پڑا اور آج بھی یہ صورت حال بدستور قائم ہے ۔ دینی مدارس کے اس آزادانہ اور متوازی نظام کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے :۔

- ☆ قرآن و سنت' عربی اور دیگر اسلامی علوم کی حفاظت اور مسلم معاشرہ کا ان سے تعلق برقرار رکھنا۔
- ☆ مساجد و مدارس کے نظام کو قائم رکھنا اور ان کے لئے آئمہ' خطباء اور مدرسین کی فراہمی ۔
- ☆ یورپ کی نظریاتی اور تہذیبی یلغار کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی طرز معاشرت اور عقائد کی حفاظت ۔
- ☆ جدید عقلیت کے پیدا کردہ اعتقادی و نظریاتی فتنوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا۔

(بحوالہ: مولانا زاہد الراشدی و ابن مولانا سرفراز خان صفدر' دینی مدارس اور بنیاد پرستی' (مضمون)' ماہنامہ محدث جنوری 2002' لاہور)

دینی مدارس کے منتظمین نے نئے مقاصد کے حصول کے لئے کیا کیا جتن کئے؟ تاہم اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے سہولتوں کی زندگی ترک کر کے فقر و فاقہ اور تنگی و ترشی کی زندگی اختیار کی ۔ لوگوں سے صدقات و خیرات مانگ کر مدارس کو آباد رکھا ۔ بلکہ کچھ عرصہ پہلے تک تو محلہ کے ایک ایک گھر سے روٹیاں مانگنے کا سلسلہ بھی قائم رہا ۔ اس لئے یہ بات بلا جھجک کہی جا سکتی ہے کہ علماء کے اس طبقہ نے اپنی عزت نفس' تک کی قربانی دے کر معاشرہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور اسلامی عقائد و معاشرت کو برقرار رکھا ۔ صدقہ و خیرات' گھر گھر سے مانگی ہوئی روٹیوں اور عام لوگوں کے چندوں کی بنیاد پر قائم ہونے والا دینی مدارس کا یہ نظام برطانوی استعمار کی نظریاتی ' فکری اور تہذیبی یلغار کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط حصار ثابت ہوا اور اس نظام نے نہ صرف برصغیر پاک و ہند' بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے عقائد و افکار' معاشرت اور اسلامی علوم و فنون کی حفاظت کی بلکہ تحریک آزادی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح قبول کیا جا سکتا ہے اور نہ مسترد کیا جا سکتا ہے' کیونکہ جہاں تک عصری علوم کی مکمل تعلیم کا سوال ہے وہ نہ تو دینی تعلیم کے نصاب کے ساتھ پوری طرح شامل کی جا سکتی ہے اور نہ ایسا کرنا ضروری ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شامل اس لئے نہیں کی جا سکتی کہ مستند اور پختہ عالم دین کا مقام حاصل کرنے کے لئے فارسی و عربی' صرف ونحو' قرآن وحدیث' فقہ واصول فقہ' معانی وادب اور منطق وفلسفہ جیسے ضروری علوم کا ایک مکمل نصاب ہے جسے پوری طرح پڑھے بغیر کوئی شخص' عالم دین' کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتا اور یہ نصاب اس قدر بھاری بھرکم ہے کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے علم یافن کے مکمل نصاب کو شامل کرنا ممکن نہیں ہے اور اگر اس نصاب میں کمی کی جائے تو دینی علوم میں مہارت کا پہلو تشنہ رہ جاتا ہے اور ضروری اس لئے نہیں ہے کہ یہ تخصصات اور سپشلائزیشن کا دور ہے۔ اب ہر شعبہ کے لئے الگ ماہرین تیار ہوتے ہیں اور کسی ایک شعبہ کے ماہر کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دوسرے شعبہ کی مہارت بھی رکھتا ہو' مثلاً کسی انجینئر کے لئے قطعی طورر پر یہ ضروری نہیں کہ اس نے میڈیکل علم بھی حاصل کر رکھا ہو' اسی طرح کسی عالم دین کے لئے بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ میڈیکل سائنس' انجینئرنگ یا کسی اور شعبہ میں بھی مہارت رکھتا ہو۔ تاہم ایک فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ جہاں تک کسی شعبہ میں پوری مہارت اور مکمل تعلیم کا تعلق ہے' وہ تو کسی دوسرے شعبہ کے فرد کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بنیادی اور جنرل معلومات ہر شعبہ کے بارے میں حاصل ہونی چاہئیں اور اس کی اہمیت وضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی ڈاکٹر یا انجینئر کے لئے عالم دین ہونا ضروری نہیں مگر دین کی بنیادی معلومات ومسائل سے آگاہی ان کے لئے لازمی ہے تاکہ وہ اپنے شعبہ میں دینی احکام کے دائرہ کو ملحوظ رکھ سکیں' اسی طرح ایک عالم دین کے لئے ڈاکٹر یا انجینئر ہونا ضروری نہیں البتہ ان شعبوں کے بارے میں بنیادی معلومات

علماء کو ضروری طور پر حاصل ہونی چاہئیں تاکہ وہ ان شعبوں کے افراد کی دینی راہنمائی صحیح طور پر کرسکیں۔

اسی طرح انگریزی آج کی بین الاقوامی زبان ہے' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف صف آراء عالمی میڈیا کی زبان ہے اور پاکستان کی دفتری اور عدالتی زبان ہے۔ اس لئے عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان سے کماحقہ بہرہ ور ہونا علماء کے لئے آج کے دور میں ضروری ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس بنا پر ہم دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں کسی بنیادی تبدیلی یا تخفیف کی حمایت تو نہیں کریں گے البتہ اس میں انگریزی زبان اور میڈیکل سائنس' جنرل سائنس' انجینئرنگ اور دیگر عصری علوم کے بارے میں بنیادی معلومات کی حد تک نصاب کے اضافے کو ضروری سمجھتے ہیں اور دینی مدارس کو اس طرف ضرور توجہ دینی چاہئے۔

اس سلسلہ میں دینی مدارس کی مشکلات کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً مساجد ومدارس میں مشاہروں اور دیگر سہولتوں کا مروجہ معیار کسی طرح بھی اس درجہ کا نہیں ہے کہ کوئی خطیب' امام یا مدرس اطمینان کے ساتھ ایک عام آدمی جیسی زندگی بسر کر سکے۔ پھر یہاں ملازمت کا تحفظ بھی نہیں ہے' اس لئے جسے سرکاری ملازمت میں جانے کا راستہ مل جاتا ہے وہ لازماً ادھر کا رخ کرے گا اور مساجد ومدارس کے لئے رجال کار کے فقدان اور خلا کا مسئلہ پریشان کن صورت اختیار کر جائے گا۔

(۲) حدیث وفقہ کی تعلیم اور شعبہ عدلیہ:

دینی مدارس سے دوسری شکایت یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مختلف شعبوں بالخصوص عدلیہ میں مطلوبہ معیار کے رجال کار کی فراہمی کو دینی مدارس کے نظام نے اپنے مقاصد میں شامل نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر دینی مدارس اپنے نصاب تعلیم کا از سر نو جائزہ لے کر اسلام کو بطور نظام زندگی دوسرے مروجہ نظاموں کے ساتھ تقابل کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام کرتے اور اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والے حدیث وفقہ کے ابواب کو ضروری اہمیت کے ساتھ پڑھایا جاتا تو دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء کرام اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے تربیت یافتہ اور شعوری کارکن ثابت ہوتے اور اس کے ساتھ اگر تجارت' عدالت' انتظامیہ اور دیگر شعبوں کے افراد کے لئے ہلکے پھلکے کورسز تیار کر کے انہیں دینی مدارس کے تعلیمی دائرہ میں شریک کر لیا جاتا تو اسلامی نظام کے لئے رجال کار کی فراہمی کی ایک اچھی بنیاد مل سکتی تھی' لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس کے نتائج آج معاشرہ میں فکری انتشار اور اخلاقی انارکی کی صورت میں سب کے سامنے ہیں۔

(۳) مغربی لابیوں اور ورلڈ میڈیا کا منفی پراپیگنڈہ:

دینی مدارس سے تیسری شکایت اسلام کے بارے میں مغربی لابیوں اور ورلڈ میڈیا کے منفی پراپیگنڈہ کی صورت میں سامنے آنے والے چیلنج کو نظر انداز کرنے کی ہے۔ آج اقوام متحدہ کے چارٹر' جینوا انسانی حقوق کمیشن کی قراردادوں اور بنیادی حقوق کے مغربی تصورات کے حوالہ سے اسلامی احکام اور قوانین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے' جرائم کی شرعی سزاؤں کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا جا رہا ہے۔ ارتداد اور توہین رسالتؐ پر قدغن کے بارے میں اسلامی قوانین کو آزادی رائے کے بنیادی حق سے متصادم کہا جا رہا ہے اور دنیا میں کسی بھی اسلامی معاشرہ کے قیام کو قرون وسطیٰ کے ظالمانہ دور کی واپسی سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اس چیلنج کا سامنا کرنے اور آج کی زبان میں اسلام کو انسانی حقوق کے علمبردار اور محافظ نظام کے طور پر پیش کرنے کے لئے لوگوں کی نظریں دینی اداروں کی طرف اٹھتی ہیں اور عام مسلمان یہ توقع کرتا ہے کہ جس

طرح دینی مدارس کے نظام نے برطانوی استعمار کے دور میں اعتقادی اور معاشرتی فتنوں کا دلجمعی سے مقابلہ کیا تھا' آج بھی وہ مغربی فلسفہ کی نئی اور تازہ دم یلغار کے سامنے خم ٹھونک کر میدان میں آئے گا' مگر چند استثناؤں کو چھوڑ کر دینی مدارس میں اس چیلنج کے ادراک کی فضا ہی سرے سے موجود نہیں جو بلاشبہ ایک بہت بڑا المیہ ہے!!

(۴) گفتگو اور مباحثہ کے نئے اسلوب کی عدم روشناسی:

دینی مدراس سے چوتھی شکایت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اساتذہ اور طلبہ کو گفتگو اور مباحثہ کے نئے اسلوب اور ہتھیاروں سے روشناس نہیں کرایا۔ فتویٰ اور مناظرہ کی زبان قصہ پارینہ بن چکی ہے مگر دینی مدارس بلکہ ہمارے منبر ومحراب پر بھی ابھی تک اسی زبان کا سکہ چلتا ہے۔ اخبارات پڑھنے والے اور ٹی وی دیکھنے والوں کے لئے ہماری زبان اور اسلوب بیان دونوں اجنبی ہو چکے ہیں مگر وہ کوئی پروا کئے بغیر اسی ڈگر پر قائم ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر وبیشتر دینی مجالس میں تعلیم یافتہ لوگوں کا تناسب دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ آج کی زبان منطق و استدلال کی زبان ہے' مشاہدات کی زبان ہے اور انسانی حقوق کے حوالے سے گفتگو کی زبان ہے مگر دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ کی اکثریت اس زبان سے نا آشنا ہے اور ستم بالائے ستم کہ اچھا بولنے اور اچھا لکھنے والوں کا تناسب جو دینی حلقوں مین پہلے ہی بہت کم تھا' مزید کم ہوتا جا رہا ہے۔ انگلش اور عربی تو رہی ایک طرف' اردو زبان میں اپنے مافی الضمیر کو اچھی تحریر کی صورت میں پیش کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

(۵) دینی اور اخلاقی تربیت کا فقدان:

دینی مدارس سے پانچویں شکایت یہ ہے کہ دینی اور اخلاقی تربیت کا ماحول جو عرصہ پہلے ان مدارس میں قائم رہا ہے' وہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور گنتی کے چند اداروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا دینی مدارس کی اکثریت ایسی ہے جن میں طلبہ کی فکری‘ دینی اور اخلاقی تربیت کا نظام موجود نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ ہونے والے فضلاء کی اکثریت کے ذہنوں میں مشنری جذبہ کے طور پر کوئی واضح اور متعین مقصد زندگی نہیں ہوتا اور اگر کسی کے ذہن میں کوئی مقصد ہو بھی تو اس کے مطابق اس کی تربیت نہیں ہوتی اور اس کے نقصانات بھی قدم قدم پر سامنے آ رہے ہیں۔

(۶) دینی مدارس کا باہمی ربط و مشاورت کا ناقص نظام:

دینی مدارس سے چھٹی شکایت یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط و مشاورت کا نظام انتہائی کمزور ہے۔ پہلے بالکل نہیں تھا مگر کچھ عرصہ سے تمام مذہبی مکاتب فکر کے مدارس نے اپنے اپنے وفاق قائم کر لئے ہیں جو اگرچہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر ہیں لیکن اپنے اپنے مکتب فکر کی حد تک انہوں نے باہمی ربط کا ایک نظام قائم کر لیا ہے جس سے امتحانات کی صورت حال بہتر ہوئی ہے اور کچھ دیگر فوائد بھی سامنے آئے ہیں‘ لیکن معاشرہ میں دینی مدارس کی کارکردگی اور اثرات کا دائرہ جس قدر وسیع ہے‘ اس کے مطابق موجودہ ربط و نظم قطعی طور پر ناکافی ہے‘ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ مدارس کے قیام میں کوئی منصوبہ بندی اور ترجیحات نہیں ہیں۔ جہاں جس کا جی چاہتا ہے ضروریات اور تقاضوں کو ملحوظ رکھے بغیر کسی بھی معیار اور سائز کا دینی ادارہ قائم کر لیتا ہے اور چونکہ ان کی چیکنگ کا کوئی نظام موجود نہیں ہے‘ اس لئے کارکردگی اور اخراجات کا دائرہ شخص واحد یا زیادہ سے زیادہ اس کے منظور نظر اشخاص تک پھیلا ہوتا ہے جو تعلیمی اداروں کی بجائے‘ مذہبی دکانیں کہلانے کے زیادہ حقدار ہیں اور ان میں مالی بدعنوانیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔

ضیاء الحق مرحوم کے دور میں سرکاری زکوٰۃ کا ایک حصہ دینی مدارس کے لئے

مخصوص کیا گیا تو اس کے حصول کے لئے دنوں میں کئی مدرسے وجود میں آ گئے اور پھر سرکاری زکوٰۃ کی رقم حاصل کرنے کے لئے رشوت‘ سفارشات اور بدعنوانیوں کے جو دروازے کھلے‘ انہوں نے دینی اداروں کو بھی دیگر سرکاری محکموں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس سلسلہ میں دینی مدارس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ میں وہ معیاری دینی ادارے ہیں جنہوں نے سرکاری زکوٰۃ کی وصولی سے گریز کیا اور اپنی چادر کے دائرے میں پاؤں پھیلانے کے باوقار طریق کار پر گامزن رہے۔ دوسرے نمبر پر وہ دینی ادارے ہیں جو اپنی کارکردگی اور معاملات میں دیانت اور اعتماد کے معیار پر پورے اترتے ہیں اور انہوں نے سرکاری زکوٰۃ وصول کر کے اسے صحیح مصرف پر صرف کیا اور تیسرے نمبر پر وہ مدارس ہیں جنہوں نے سرکاری زکوٰۃ وصول اور خرچ کرنے میں کسی دینی اور اخلاقی معیار کی پابندی کا تکلف گوارا نہیں کیا۔ بدقسمتی سے سرکاری ریکارڈ میں تیسری قسم کے مدارس کی فہرست زیادہ لمبی ہے اور دینی مدارس کے مجموعی نظام کے بارے میں سرکاری محکموں کی رائے قائم ہونے میں یہی فہرست بنیاد بن رہی ہے۔

اہل مغرب کی نظر میں پاکستان دنیا کا سب سے بڑا بنیاد پرست مسلمان ملک ہے اور پاکستان کی بنیاد پرستی کا سرچشمہ دینی مدارس ہیں‘ اس لئے دینی مدارس کو غیر موثر بنانا اور عوام کے ساتھ ان کے اعتماد کے رشتہ کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اسی بنیاد پر علماء کرام اور دینی مدارس کی کردار کشی اور انہیں منتشر رکھنے پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اسی مہم کو لے کر آگے بڑھنا چاہتی ہے اور پاکستان کے غیر معیاری اور برائے نام دینی مدارس کو بنیاد بنا کر ایک رپورٹ دنیا کے سامنے لانے کی کوشش کر رہی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں طلبہ کو آج کے تقاضوں سے بے خبر رکھا جاتا ہے‘ انہیں مارا جاتا ہے‘ زنجیروں سے باندھا جاتا ہے‘ ان سے جبری بیگار لی جاتی ہے‘ ان کی خوراک‘ رہائش اور صفائی کا معیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقص ہے' انہیں ان مدارس میں آزادی رائے اور دیگر بنیادی حقوق حاصل نہیں ہیں' انہیں جان بوجھ کر ناقص رکھا جا رہا ہے تاکہ وہ قومی زندگی کے شعبے میں کھپ نہ سکیں۔ ان کے نام پر چندہ جمع کر کے مدارس کے منتظمین کھا پی جاتے ہیں اور طلبہ کو انتہائی تنگی کی حالت میں رکھ کر خود عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان مدارس میں طلبہ کو اسلحہ کی ٹریننگ دے کر دہشت گرد بنایا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کا حصہ ہوتا ہے جو ہر سال منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے بطور خاص ایسے غیر معیاری مدارس کو سروے کی بنیاد بنایا جا رہا ہے جہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے تاکہ رپورٹ پر غیر حقیقت پسندانہ اور خلاف واقعہ ہونے کا الزام عائد نہ کیا جا سکے۔

دینی مدارس کی اصلاح کے لیے تجاویز:

کسی بھی طبقہ کی کمزوریاں ہمیشہ اس کے خلاف دشمن کا ہتھیار بنتی ہیں اور دینی مدارس کے نظام سے نالاں قوتوں نے اس کے خلاف ان کمزوریوں کو ہتھیار بنانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس لئے دینی مدارس کو خود احتسابی کا ایک مضبوط نظام قائم کرنا ہوگا اور اپنی کمزوریوں کو خود اپنے ہاتھوں دور کرنے کا اہتمام کرنا ہوگا' ورنہ یہ کمزوریاں ان کے خلاف صرف مغربی لابیوں کی پراپیگنڈہ مہم کا ہتھیار نہیں ہوں گی بلکہ ان مدارس پر ریاستی کنٹرول مہم میں بھی معاون ثابت ہوں گی۔ دینی مدارس کی بہتری کے لیے حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

1۔ تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کے الگ الگ وفاق اپنا وجود اور نظم قائم رکھتے ہوئے ایک مشترکہ بورڈ قائم کریں اور مشترکہ معاملات کو اس بورڈ کے ذریعہ کنٹرول کیا جائے۔

2۔ درسِ نظامی کے موجودہ نصاب کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں انگریزی زبان اور

عصری علوم کو بنیادی معلومات کی حد تک ضرور شامل کیا جائے۔

3۔ گفتگو اور مباحثہ کے جدید اسلوب اور انگریزی/اردو میں صحافتی زبان سے طلبہ کو متعارف کرایا جائے۔

4۔ اسلام کو بطور نظام حیات پڑھایا جائے اور دیگر نظام ہائے حیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ کے ساتھ نظام شریعت کی اہمیت وضرورت کو ان کے ذہنوں میں اُجاگر کیا جائے۔

5۔ مدارس کی درجہ بندی کر کے ہر علاقہ میں وہاں کی ضروریات کے مطابق مدارس کے قیام کے لئے قومی سطح پر منصوبہ بندی کی جائے۔

6۔ اباحت مطلقہ (فری سوسائٹی) کے مغربی تصور اور انسانی حقوق کے مغربی فلسفہ کے پس منظر اور نتائج سے طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

7۔ دینی' اخلاقی اور روحانی تربیت کا بطور خاص اہتمام کیا جائے اور دینی مقاصد کے حصول کے لئے ان میں مشنری جذبہ اُجاگر کیا جائے۔

8۔ مالی امداد کے حصول کے لئے باوقار اور آبرومندانہ طریق کار کی پابندی اور غیر معیاری طریقوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اس سلسلہ میں وفاق کی سطح پر ضابطہ اخلاق طے کر کے مدارس سے اس کی پابندی کرائی جائے۔

9۔ اساتذہ کے مشاہروں اور طلبہ کی رہائش' خوراک اور صفائی کے معیار کو بہتر بنایا جائے اور کام کو پھیلانے کی بجائے تھوڑے اور معیاری کام کو اصول قرار دیا جائے۔

10۔ مسلم معاشرہ میں دینی مدارس کی اہمیت' خدمات اور کردار کے حوالہ سے معیاری مضامین کی انگلش اور اُردو میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ (بحوالہ: مولانا زاہد الراشدی وابن مولانا سرفراز خان صفدر' دینی مدارس اور بنیاد پرستی (مضمون)' ماہنامہ محدث' جنوری ۲۰۰۲ء' صفحات ۶۳-۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی مدارس اور جدید سائنسی علوم:

کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی اور اس کا درخشندہ مستقبل اس کے نظام تعلیم پر منحصر ہوتا ہے۔ افراد کی ذہنی نشو نما اور اداروں کا استحکام بھی نظام تعلیم سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔ نظام تعلیم کیا ہونا چاہیے؟ اگرچہ اس سوال پر بحث کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ مگر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر ملک کا نظام تعلیم اس ملک کے اساسی نظریئے معاشرتی و سماجی اقدار' تاریخی و جغرافیائی آثار اور تہذیبی روایات کا پاسدار ہوتا ہے۔ ان سے انحراف کا مطلب اس ملک کی بنیادیں کھوکھلی کرنا ہے۔

برصغیر پر قبضے کے بعد انگریز نے اس خطے میں بسنے والوں کی طرز حیات' مشاغل اور مختلف پہلوؤں کا بغور جائزہ لیا چونکہ انگریز نے اس خطے پر حکمرانی کرنی تھی۔ لہذا اس نے اپنی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر میدان میں انقلابی تبدیلیوں کو ناگزیر جانا۔ برصغیر میں انگریزوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی لہٰذا ان کے دور حکمرانی میں مسلمان ہی زیادہ تر زیر عتاب رہے وہ مسلمانوں کو ایک اپاہج اور جاہل قوم بنانا چاہتے تھے تاکہ ان میں انقلابی سوچ وفکر پروان نہ چڑھ سکے۔ اس وقت تک برصغیر کے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا کلی انحصار دینی مدارس پر تھا۔ انگریز کی آمد سے قبل بھی یہ فریضہ احسن طریق سے دینی مدارس سرانجام دے رہے تھے۔ مغل بادشاہوں کے محلات میں شاہی خاندان کی تعلیم و تربیت کے لئے اتالیق مقرر تھے جو ان ہی مدارس کے فارغ التحصیل ہوتے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی شاہ جہاں کے دور میں یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اس دور میں رام پور' بدایون' بریلی' دہلی' لکھنؤ' لاہور' ملتان' سیالکوٹ' اُچ شریف اور کئی دوسرے شہر علم و فضل کے اعتبار سے پہچانے

جاتے تھے۔ بعض نامور علمی شخصیات نے ان ہی مراکز سے فیض حاصل کیا تھا۔ ان دینی مدارس نے مسلمان قوم کی رگوں میں چلنے والے خون کو گرم اور رواں رکھا۔ مسلمان نسل کے قلوب و اذہان میں دین کی محبت اور وابستگی کا چراغ روشن رکھا اور دینی ورثے کی منتقلی کا گرانقدر کام انجام دیتے رہے۔ ان دینی اداروں نے غریب پروری کا فریضہ بھی احسن طریق سے نبھایا۔ غریب اور نچلے طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو ان مدارس میں مفت تعلیم دلوائیں' رہائش و خوراک کا انتظام بھی بذمہ مدرسہ ہوتا۔ ان کا خواب اسی حد تک ہوتا کہ ان کے بچے فارغ التحصیل ہو کر کسی مسجد میں پیش امام یا خطیب بن کر کنبے کی کفالت کر سکیں۔

تقریباً سات سو سال قبل مولانا نظام الدین نے دینی مدارس کے لئے ایک متفقہ اور جامع سلیبس مرتب کیا جو درس نظام سے موسوم ہوا۔ درس نظام کے نصاب میں تمام علوم کو یکجا کر دیا گیا۔ ان مدارس میں منطق' ہیئت' الجبراء' جیومیٹری' جیسے دیگر علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔ انگریز دانشوران مدارس کے فارغ التحصیل علماء سے گفتگو اور بحث مباحثہ کر کے حیران رہ جاتے تھے۔ ان کی گفتگو عقلی و نقلی دلائل سے مزین ہوتی۔ ان مدارس سے شاہ احمد رضا خان بریلویؒ جیسی جامع الکمالات شخصیات پیدا ہوئیں جنہیں دینی اور دنیاوی علوم پر دسترس حاصل تھی۔ انگریز بھانپ گیا کہ جب تک یہ مدارس اسی لگن اور جذبے سے علم کی روشنی پھیلاتے رہے اور قدیم و جدید علوم کا گہوارہ بنے رہے مسلمان قوم میں فکری ارتقائی تسلسل جاری رہے گا۔ انگریز اسی علمی اور فکری انقلابی سوچ کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ اس نے انتہائی مکاری اور عیاری سے محراب و منبر کے وارثوں کو ایک کمی پیشہ بنا دیا۔ درس نظامی کے سلیبس سے وہ تمام مضامین مرورِ زمانہ [illegible] ہو گئے جن سے علمی اور فکری سوچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنپ سکتی تھی جنہیں پڑھ کر انسان کائنات النفس و آفاق پر غور و فکر اور تدبر کر سکتا تھا۔ جدید دور کے مسائل کا حل دین سے ڈھونڈ سکتا تھا اور اسلام کو ایک آفاقی مذہب کے طور پر پیش کر سکتا تھا۔ حتی کہ فکری ارتقاء کی جگہ فکری جمود نے لے لی۔ آج پسماندہ دیہات کی مسجد کا پیش امام گاؤں یا علاقے کے نمبرداروں اور وڈیروں کے نزدیک دیگر کمی ذات لوگوں کی طرح ایک کمی ہی سمجھا جاتا ہے اور ان کے دانوں اور اناج پر پلتا ہے۔ اگر کبھی کوئی شرعی مسئلہ پیش آ گیا تو گاؤں کے مولوی صاحب کی رائے بڑے وڈیرے نمبردار کی منشا کے مطابق ہی ہوتی۔

برصغیر میں اس نظام تعلیم کا بانی انگریز لارڈ میکالے تھا اس نظام تعلیم کی بنیاد لارڈ میکالے نے بہت سوچ سمجھ کر رکھی تھی۔ اس کی سازشانہ دور اندیشی ملاحظہ ہو کہ تقسیم ہند کے بعد واپس جا کر اس شخص نے برملا کہا کہ میں اس خطے میں ایک ایسا نظام تعلیم وضع کر آیا ہوں کہ یہ قوم آزاد ہو کر بھی ذہنی غلامی کے چکر سے نہیں نکل سکے گی۔ مسٹر اور ملا کی تفریق کرنے والا یہی شخص تھا ایک ایسی خلیج پیدا کر دی گئی کہ نصف صدی گزرنے کے بعد بھی یہ اپنی جگہ برقرار ہے۔ تعلیم و تدریس کے دونوں طبقے اپنی اپنی انتہا پر ہیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ علم کی روشنی پھیلی لوگوں میں شعور و آگہی پیدا ہوئی۔ سائنس کی ترقی نے انسان کو کائنات کے سربستہ رازوں اور ابدی حقیقتوں سے روشناس کروایا۔ دین کا علم عربی اور فارسی زبانوں سے اُردو اور علاقائی زبانوں میں منتقل ہوا نئی نسل نے اس کائنات کو ایک نئے رنگ میں دیکھا۔ انسان کمپیوٹر دور میں داخل ہوا۔ یہ لاجک کا دور ہے۔ کالج اور یونیورسٹی کا طالب علم نوجوان مذہب کو جدید دور کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ جبکہ اس کی نگاہ کا زاویہ بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ جدید دور کو مذہب کے تناظر میں دیکھے۔

اس لمحہ فکریہ میں انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ نظام تعلیم کی دورخی کو بدلنے اور تعلیم کے ان دو دھاروں کو یکجا کرنا ناگزیر ہے۔ دونوں انتہاؤں کی برکات ایک دوسرے تک پہنچنی چاہیے۔ صدر مملکت جناب پرویز مشرف کی ۱۲ جنوری کی تقریر سے روشنی کی کرن نظر آئی ہے۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں جن انقلابی اقدامات کا فیصلہ کیا اس کے محرکات خواہ کچھ بھی ہوں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ وقت کی ضرورت تھی۔ مدارس کے نصاب میں جدید مضامین و علوم کا شامل کیا جانا ایک مستحسن قدم ہے مگر یہ ایک Raciprocal عمل ہونا چاہیے۔ دونوں انتہاؤں کے ملاپ کا عمل جامعہ نعیمیہ یا جامعہ اشرفیہ کی برکات' ایچیسن اور گورنمنٹ کالج تک پہنچیں اور ایچی سن کالج کی جدت کا رنگ ان مدارس میں نظر آئے دونوں طرف قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند ہوں اور دونوں طرف شیکسپیر برنارڈشا اور برٹینڈرسل کی فکری موشگافیوں سے استفادہ کیا جائے۔ احادیث مبارکہ کو اسناد کے حوالہ سے قرآن پاک کی آیات کو احکامات کے حوالہ سے اور فقہی مسائل کو آراء کے حوالہ سے کمپیوٹرائزڈ کیا جائے۔ مستشرقین کے تنقیدی حوالہ جات پر محققانہ نظر کے لئے مدارس اپنا موثر کردار ادا کریں۔ مساجد میں خطبوں کے دوران عقائد' اخلاقیات معاملات کے ساتھ ساتھ جدید علوم اور سائنس پر بھی وعظ ہونے چاہئیں۔

(بحوالہ: ابوعمار سید انجم شکیل گیلانی' اسلامی مدارس اور جدید اسلامی علوم' روزنامہ "نوائے وقت" لی ایڈیشن یکم مارچ ۲۰۰۱ء لاہور)

(۶) غربت: پاکستان میں غربت کی وجہ سے بچے پڑھائی چھوڑ دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار کے ذریعے جو 99-1998ء کے ہیں' پاکستان میں غربت کی وجہ سے ابتدائی اسکولوں میں طلباء کی کم تعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حکومت بجٹ میں بھی تعلیم کے لیے کم رقم مختص کرتی ہے۔

تعلیمی ادارے	طلباء کی تعداد (IN 1000)	اساتذہ کی تعداد (IN 1000)	اداروں کی تعداد
(1) پرائمری اسکول	17,298	374.5	163,746
(2) مڈل اسکول	3,984	100.8	17,007

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) سیکنڈری اسکول	1,680	162.0	10,519
(4) سیکنڈری ایجوکیشن	85	7.0	498
(5) آرٹس اور سائنس کالج	769	24.9	735
(6) پروفیشنل کالج	136	7.7	265
(7) یونیورسٹیاں	93	7.0	26

سٹیٹس مین ایر بک 2002ء کے مطابق پاکستان میں 77 فیصد بچے 5 سے 9 سال کی عمر میں اسکولوں میں داخلہ لیتے ہیں۔

ماخذ: (Barry Turner, The Statesman's YearBook,2002,p.1258)

اب مختلف ممالک میں بشمول پاکستان تعلیم اور دیگر شعبوں میں اخراجات کی تفصیل ملاحظہ ہو:

مختلف ممالک کے تعلیم، صحت اور دفاع کے شعبوں میں اخراجات کی تفصیل

نام ملک	تعلیم	صحت	دفاع	بحوالہ
(1) ڈنمارک	%7.46 GNP	%5.56 GDP	%1.96 GDP	صفحہ 306
(2) فرانس	%5.7	%7.3	%3.3	صفحہ 412
(3) جاپان	%4.7	%5.2	% 1	صفحہ 569
(4) جنوبی کوریا	%4.2	%2.7	%3.6	صفحہ 600
(5) پاکستان	%2.7	%1.8	%6.9	صفحہ 808

☆ بحوالہ: (Hutchinson's Encyclopedia, 1999 Edition)

تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل اعداد و شمار ملاحظہ ہوں:

TABLE SHOWING EXPENDITURE ON EDUCATION BY VARIOUS COUNTRIES

Sr No	Country	Expenditure on Education etc.	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No
1.	Belgium	Education:(%GNP) 5.2 (1992) Defence: % GDP (1.7 1994)	113
2.	Brazil	Education Spend:(% GNP) 4.6(1992) Defence:(% GDP 1.6 (1994)	151
3.	Canada	Education Spend:(% GNP) 7.6(1992) Health Spend:(% GDP) 7.4 (1993) Defence Spend:(% GDP) 1.7 (1994) GDP US $ 562.9 billion (1995) GDP Per capita (PPP) US $ 21,000 (1995)	180
4.	Chile	Education Spend:(% GNP) 2.9(1992)	218
5.	China	Defence Spend:% GDP 5.6 (1994) (% GNP) 2.0 (1992) Health Spend:% GDP 2.1 (1990)	220
6.	Denmark	Defence Spend:(% GDP) 1.9 1994 Education Spend:(% GNP) 7.4 1992 Health (GDP) 5.5 1993	306
7.	Egypt	Defence Spend: % GDP 5.9 (1994) Education: % GNP 5 (1992) Health: % GDP 1 (1990)	346
8.	Finland	Education Spend: % GNP 7.3 (1992) Defence Spend: % GNP 2.0 (1994) Health Spend: GDP 7.0 (1993)	394
9)	France	GDP(PPP) US $ 19,955 (1995) GDP US $ 1535.2 billion (1995) Defence Spend: % GDP 3.3 (1994) Education Spend: % GNP 5.7 (1992) Health Spend :% GDP 7.3 (1993)	412
10.	Germany	Defence Spend :% GDP 2.0 (1994) Education Spend: % GNP 5.4 (1991) Health Spend: % GDP 6.0 (1993)	443
11.	Hungary	Defence Spend: % GDP 1.6 (1994) Education Spend: % GNP 7.0 (1992) " 6.7 (1993)	521
12.	India	Defence spend :% GDP 2.8 (1994) Education Spend: % GNP 3.7 (1992) Health Spend: % GDP 6.0 (1990)	534

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13.	Ireland (Republic)	Defence Spend: % GDP 1.2 (1994) Education Spend: % GNP 6.2 (1992) Health Spend: % GDP 5.1 (1993)	553
14.	Israel	Defence Spend :% GDP 9.5 (1994) Education Spend: % GNP 5.8 (1992) % GDP 1.9 (1993)	560
15.	Italy	Defence Spend: % GDP 21.1 (1994) Education Spend: % GNP 5.4 (1992) Health Spend: % GDP 6.2 (1993)	561
16.	Japan	Defence Spend :% GDP 1.0 (1994) Education Spend: % GNP 4.7 (1992) Health Spend: % GDP 5.2 (1993)	569
17.	Korea (South)	Defence Spend: % GDP 3.6 (1994) Education Spend: % GNP 4.2 (1992) Health Spend :% GNP 2.7 (1990)	600
18.	Luxem-bourg	Defence Spend: % GDP 1.2 (1994) Education Spend :% GNP 4.1 (1992) Health Spend: %GDP 6.3 (1993)	650
19.	Malaysia	Defence Spend: % GDP 3.9 (1994) Education Spend: % GNP 5.5 (1992) Health Spend: %GDP 1.3 (1990)	664
20.	Morocco	Education Spend: % GNP 5.8 (1992)	727
21.	Netherlands	Defence Spend: % GDP 2.1 (1994) Education Spend: % GNP 5.9 (1992) Health Spend: %GDP 6.8 (1993)	758
22.	New Zealand	Defence Spend: % GDP 1.1 (1994) Education Spend: % GNP 7.1 (1992) Health Spend: %GDP 5.9 (1993)	765
23.	Norway	Defence Spend % GDP 3.1 (1994) Education Spend: % GNP 8.4 (1992) Health Spend: %GDP 7.6 (1993)	777
24.	Pakistan	Defence Spend: % GDP 6.9 (1994) Education Spend: % GNP 2.7 (1992) Health Spend: %GDP 1.8 (1990)	808
25.	Russian Federation	Defence Spend: % GDP 9.6 (1994) Education Spend:% GNP 4.0 (1992) Health Spend:%DNP 2.9 (1992)	932

26.	Saudi Arabia	Defence Spend: % GDP 11.2 (1994) Education Spend: % GNP 6.4 (1992) Health Spend: %GDP 3.1 (1990)	948
27.	Singapore	Defence Spend: % GDP 4.8 (1994) Education Spend :% GNP 4.4 (1985) Health Spend: %GDP 1.1 (1990)	976
28.	Spain	Defence Spend: % GDP 1.6 (1994) Education Spend: % GNP 4.6 (1992) Health Spend: %GDP 5.7 (1993)	998
29.	Sweden	Defence Spend: % GDP 2.5 (1994) Education Spend: % GNP 8.3 (1992) Health Spend: %GDP 6.2 (1993)	1027
30.	Switzerland	Defence Spend: % GDP 1.6 (1994) Education Spend: % GNP 5.2 (1992) Health Spend: %GDP 6.8 (1993) GDP Per Capita Income:US $ 24,432 (1995)	1030
31.	Syria	Defence Spend: % GDP 8.6 (1994) Education Spend: % GNP 4.2 (1992) Health Spend: %GDP 0.4 (1990)	1031
32.	Turkey	Defence Spend % GDP 3.2 (1994) Education Spend: % GNP 2.8 (1980) Health Spend: %GDP 1.5 (1990)	1079
33.	Ukraine	Defence Spend: % GDP 2.1 (1994) Education Spend: % GNP 7.8 (1992) Health Spend: %GDP 3.3 (1991)	1086
34.	United Kingdom	Defence Spend: % GDP 3.4 (1994) Education Spend: % GNP 5.2 (1992) Health Spend: %GDP 5.9 (1993)	1094
35.	U.S.A.	Defence Spend: % GDP 4.3 (1994) Education Spend: % GNP 5.3 (1992) Health Spend: %GDP 6.2 (1993)	1098

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) کتب خانوں کی کمی:

لائبریریوں کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ پاکستان میں لائبریریوں کا زیادہ سے زیادہ قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ۔ کھیلیں طلبہ و طالبات کی صحت کے لئے ضروری ہیں لیکن زیادہ سے زیادہ علم اور معلومات کا حصول بھی بہت ضروری ہے ۔ لائبریریوں کے قیام سے ملک میں ذہنی اور فکری انقلاب آ سکتا ہے ۔ لائبریریاں اطلاعات اور انفارمیشن کا مرکز ومحور ہوتی ہیں ۔ امریکہ میں انٹر لائبریری لون سسٹم کے تحت ایک لائبریری دیگر لائبریریوں سے مطلوبہ کتب منگواتی ہے ۔ واشنگٹن میں لائبریری آف کانگرس دنیا کی عظیم ترین کتب کا ورثہ اور خزانہ ہے ۔ اس میں دنیا میں شائع شدہ کتب جو کہیں اور نہ مل سکیں یہاں مل جاتی ہیں ۔ وہ اقوام جو اپنا تعلق علم اور تحقیق سے جوڑتی ہیں وہ بلندیوں پر فائز ہوتی ہیں لیکن وہ اقوام جو علم سے اپنا تعلق توڑتی ہیں بدحالی اور تنزلی ان کو ورثے میں ملتی ہے ۔

امریکہ کی کانگریس لائبریری ایک معجزہ سے کم نہیں ۔ اس میں تقریباً 10 کروڑ کتابیں اور نقشہ جات وغیرہ ہیں ۔ سی ڈی روم سکیم کے تحت اس لائبریری میں قریباً 5 انچ کی ڈسک میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے ڈھائی لاکھ صفحات محفوظ ہو جاتے ہیں ۔ یہ جدید ٹیکنالوجی ہے ۔ زراعت کے بارے میں 30 لاکھ مضامین اور معلومات سی ڈی روم کی تین ڈسکوں میں محفوظ کی گئی ہیں ۔ اب دنیا کے دیگر ممالک میں یہ ٹیکنالوجی روشناس کرا دی گئی ہے ۔ پاکستان میں قائداعظم لائبریری لاہور میں بھی اس ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا گیا ہے ۔ پاک بک کارپوریشن بھی اس سے استفادہ کر رہی ہے ۔ ہارورڈ یونیورسٹی، پرنسٹن یونیورسٹی کی لائبریریوں میں بھی یہ ٹیکنالوجی پہنچ گئی ہے ۔ برٹش میوزیم لائبریری نیز یورپ کی دیگر لائبریریاں کتب سے مالا مال ہیں ۔

پاکستان میں لائبریریوں کی زبوں حالی کا اندازہ اس لحاظ سے لگایا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں صرف 40 یا 50 لائبریریاں ایسی ہیں جو فعال ہیں گو اس کے علاوہ پنجاب بھر میں 250 پبلک لائبریریاں ہیں لیکن ان کی حالت اور کارکردگی تسلی بخش نہیں ۔

پبلک لائبریریوں کے علاوہ، تعلیمی اداروں کی لائبریریوں، سپیشل لائبریریوں مثلاً (نیپا لاہور یا سٹاف کالج لاہور کی لائبریریاں) اور ذاتی کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں ۔ پبلک لائبریریوں میں لیاقت میونسپل لائبریری، راولپنڈی، گورنمنٹ پبلک لائبریری، ساہیوال، جناح پبلک لائبریری گوجرانوالہ، علامہ اقبال پبلک لائبریری فیصل آباد، میونسپل پبلک لائبریری قاسم باغ ملتان، غالب میونسپل لائبریری سرگودھا اور علامہ اقبال پبلک لائبریری چکوال قابل ذکر ہیں ۔ دینی کتب خانوں کے ساتھ ساتھ ذاتی کتب خانے بھی علم دوست حضرات اور سکالرز کی کاوشوں سے قابل داد ہیں مثلاً حکیم محمد سعید کا بیت الحکمت، کراچی، ڈاکٹر وحید قریشی کا کتب خانہ، نیز ضیاء اللہ کھوکھر، حسام الدین راشدی کے کتب خانے نیز خالد اسحاق کا کتب خانہ جو کراچی میں ہے اور ڈیڑھ لاکھ کتب سے مزین ہے ۔ قابل تعریف ہے ۔ کراچی ہی میں ڈاکٹر جمیل جالبی کا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے ۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر کا کتب خانہ فقیر خانہ شیخوپورہ میں قابل داد ہے ۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر ڈائریکٹر لائبریریز پنجاب ہیں ۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اب تک قریباً ایک ہزار ذاتی کتب خانوں کو پاکستان بھر میں دیکھ چکے ہیں ۔

لاہور میں پنجاب پبلک لائبریری، قائداعظم پبلک لائبریری، دیال سنگھ پبلک لائبریری اور دارالسلام لائبریری قابل ذکر ہیں ۔ چلڈرن کمپلیکس لائبریری لاہور اور نیشنل لائبریری اسلام آباد اپنی اہمیت کی حامل ہیں ۔ لائبریریز فاؤنڈیشن پنجاب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.net

گزشتہ سالوں میں پبلک لائبریریوں کو تین کروڑ روپے کی گرانٹ دی ۔ ائرکموڈور انعام الحق سابق ڈائریکٹر جنرل لائبریریز پنجاب نے پنجاب کی لائبریریوں میں اپنی محنت شاقہ اور جذبے سے نئی روح ڈال دی تھی ۔ ایسے چند اور بزرگ ہمیں ملتے تو علم کی دنیا میں انقلاب آ جاتا ۔

کتب خانوں کی اصلاح کی تجاویز :

پاکستان میں طلبہ اور عوام کو فکری انقلاب سے ہمکنار کرانے کے لئے کتب خانوں کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں ۔ خالی ذہن جرائم اور تخریب کاریوں کو جنم دیتے ہیں ۔ اگر قوم کو فکری انقلاب سے ہمکنار کرنا ہے تو حسب ذیل طریقوں سے کتب خانوں کی اصلاح کرنا ہوگی ۔

1۔شہروں میں پبلک لائبریریوں کا قیام :

ہمارے شہر میں پبلک لائبریریاں کم ہیں ۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ ہر شہر میں ایسی لائبریریاں کثرت سے ہوں تا کہ طلبہ و طالبات اور دیگر لوگ کما حقہ ان سے استفادہ کر سکیں ۔ اس ضمن میں یہ تجویز ہے کہ یہ لائبریریاں زیادہ تر ریفرنس بکس پر مشتمل ہوں جو لوگوں کو جاری نہ کی جائیں ۔ اس طرح کتابیں ضائع بھی نہیں ہوں گی اور محفوظ رہیں گی ۔

2۔سنٹرل لائبریریاں :

پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں سنٹرل لائبریریاں ہوں ۔ مثلاً یہ شہر لائبریریوں سے مالا مال ہوں :

i۔ لاہور

ii۔ اسلام آباد

iii۔ کراچی

iv۔ پشاور

v۔ کوئٹہ

ان میں زیادہ سے زیادہ ریفرنس بکس ہوں ۔ یہ لائبریریاں مثالی ہونی چاہئیں ۔

3۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر لائبریریوں کی ضرورت :

ہر ضلعی سطح پر لائبریریاں ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ تحصیل کی سطح پر بھی لائبریریاں قائم کی جائیں ۔ اگر کسی تحصیل میں اہم قصبہ ہے تو وہاں بھی لائبریریوں کا جال بچھایا جائے ۔

4۔ پیشہ ورانہ تربیت کی ضرورت :

لائبریری کے سٹاف کو پیشہ ورانہ تربیت کی ضرورت ہے ۔ یہ تربیت اعلیٰ قسم کی ہو ۔ سنئیر سٹاف کو بیرون ملک کے کورس بھی کروائے جائیں تا کہ ان کی پیشہ ورانہ صلاحیت اور زیادہ بہتر ہو ۔ پنجاب یونیورسٹی کا لائبریری سائنس ڈیپارٹمنٹ علمی ٹریننگ تو مہیا کرتا ہے مگر زیادہ ضرورت عملی تربیت کی ہے ۔

5۔ ملازمت کے ڈھانچے میں تشکیل نو کی ضرورت :

نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان بھر میں لائبریرین حضرات کی ملازمت کے ڈھانچے میں تشکیل نو کی ضرورت ہے ۔ اس میں گریڈ 20 بلکہ گریڈ 21 تک ترقی کے مواقع ہوں ۔ گریڈ 19 اور 20 کی زیادہ اسامیاں مہیا کی جائیں تا کہ بہتر تعلیم یافتہ سٹاف اس شعبہ مین آئے ۔ موجودہ صورت حال تشویشناک ہے ۔ ترقی کے مواقع کم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ۔ اس طرح سٹاف کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے ۔ سٹاف کو بہتر مالی سہولتیں بھی دی جائیں۔

6۔مختلف انواع کے لائبریریز کی ضرورت:

انگلینڈ جیسے ملک میں مختلف انواع کے لائبریریز کام کرتے ہیں ۔ مثلاً ریسرچ لائبریریز یا ایسے حضرات جو ببلیو گرافی سے متعلقہ ہوتے ہیں۔ کمپیوٹر سائنسز کے ماہرین لائبریریز بطرز احسن اس شعبہ میں انقلاب لا سکتے ہیں ۔

7۔سکولوں کی لائبریریوں میں اضافے کی ضرورت:

مختلف منتخب سکولوں میں لائبریریوں کو قائم کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح طلبہ و طالبات اپنے سلیبس کی کتب کے علاوہ دیگر مفید امدادی کتب کا بھی مطالعہ کر سکتے ہیں ۔ سکولوں میں فنڈز کی کمی ہے ۔ فیسوں میں معمولی اضافے سے یہ کمی دور کی جا سکتی ہے ۔ اساتذہ اپنی مدد آپ کے تحت بھی یہ خدمت سرانجام دے سکتے ہیں ۔

(۸) تعلیم کے بارے میں حکومتوں کا مجرمانہ تغافل:

پاکستان ایک ایٹمی قوت اور دوسرا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے' جس کی 14 کروڑ 50 لاکھ افراد پر مشتمل آبادی میں سے 5 کروڑ افراد خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ ملک کے 5 کروڑ 30 لاکھ بالغ افراد ناخواندہ ہیں اور 75 فیصد بچیوں نے کبھی سکول کا منہ نہیں دیکھا ۔ ملک پر 35ارب ڈالر کا ہوشربا بیرونی قرض ہے ۔ وفاقی بجٹ کا 50 فیصد سے زائد دفاع اور قرضوں کے سود کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے جبکہ تعلیم کے شعبہ پر انتہائی کم یعنی اڑھائی فیصد حصہ صرف کیا جاتا ہے ۔ ایسے معاشرہ میں جہاں تعلیم کی یہ حالت زار ہو' جہالت' غربت' سماجی' ناانصافی اور کرپشن

گویا طرز زندگی بن جاتی ہے ۔

تعلیم کے معاملہ میں ہماری مجرمانہ غفلت اور بے حسی اس ہولناک صورتحال کی اصل وجہ ہے' ملک کا تعلیمی نظام دینی مدارس اور جدید طرز کے سکولوں کے نظام میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ قوم کے بچوں کی ایک بڑی تعداد بلکہ اکثریت مدرسوں اور اُردو میڈیم ''ٹاٹ سکولوں'' میں تعلیم حاصل کرتی ہے جبکہ ایک قلیل تعداد جدید سکولوں میں داخل ہو پاتی ہے ۔ ابتدائی طور پر سکولوں کا یہی انتخاب بچوں کی بقیہ زندگی میں ان کی حیثیت' مقام اور کامیابیوں پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ امیر خاندانوں سے تعلق رکھنے والے بچے عام طور پر انگلش میڈیم سکولوں میں داخلہ لیتے ہیں جہاں جدید ترین سہولتیں موجود ہوتی ہیں ۔ غریب خاندانوں کی قسمت میں حکومت کے زیر انتظام چلائے جانے والے ایسے سکول آتے ہیں جن کی اکثریت بلیک بورڈ کی باقاعدہ سہولت' کمرے' بنچ' ٹوائلٹ اور جذبہ خدمت سے سرشار اساتذہ سے محروم ہو جاتی ہے ۔

ٹاٹ کے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والا ساتویں جماعت کا ایک طالب علم پاکستان کے صوبائی دارالحکومتوں کے نام بھی نہ بتا سکتا ہے' جبکہ اسی جماعت کا ایک گرائمر سکول کا طالب علم کمپیوٹر پر مختلف کھیل' کھیل سکتا ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ کسی بھی ''ویب سائٹ'' سے معلومات حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے ۔ اس طرح ہمارا تعلیمی نظام ہمارے امراء اور غربت کی بھٹی میں جلنے والوں کے درمیان ایک حیرت ناک خلیج کا سبب بن چکا ہے ۔ اس سے بھی زیادہ بھیانک حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارا نظام تعلیم غریبوں کی حالت بہتر بنانے کی بجائے ان کی غربت کو طول دے رہا ہے اور معاشرہ میں زبردست تقسیم اور عدم مساوات کو جنم دے رہا ہے ۔ یہ ایسا نظام ہے جو ہزاروں لاکھوں عوام کو جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل رہا ہے ۔

جدہ میں شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی میں جہاں ملک کے امیر ترین لوگوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہاں ڈرائیور کے بچے نہ صرف' مفت اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں بلکہ انہیں ۸۰۰ سعودی ریال (پاکستانی ۱۵ ہزار روپے) ماہانہ کتب اور لباس وغیرہ کی خریداری کے لئے وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پالیسی بھی ایسی ہونی چاہئے تھی۔ لیکن افسوس کہ گزشتہ ۵۴' ۵۵ سال کے دوران جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ نہ تو اسلامی ہے نہ ہی اس کا قیام پاکستان کی جدوجہد کے پس پردہ عظیم مقاصد سے ہی کوئی تعلق رکھتا ہے۔

۲۱ ویں صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوام کی معاشی اور معاشرتی ترقی میں اضافہ کیا جائے اور معاشرے کے ہر بچے کے لئے بہترین تعلیم کی ضمانت دی جائے۔ حصول تعلیم ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ قوموں کی زندگی اور قوت کا انحصار ایک عمدہ تعلیم یافتہ معاشرے پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے علم اور تعلیم کو بے حد اہمیت دی ہے۔

سیاسی جاگیردارانہ اور نوکر شاہی پر مبنی ہماری دولت کی پجاری اشرافیہ نے ہمارے بچوں سے ان کا مستقبل چھین لیا ہے اور ہماری اس واحد امید ''انسانی سرمایہ'' کو جڑ سے تباہ کر دیا ہے۔ ہم تعلیم کے میدان میں اپنے خطہ کے دیگر ممالک سری لنکا' بنگلہ دیش' ایران اور بھارت سے تین دہائیاں (30 سال) پیچھے ہیں محکمہ تعلیم میں نااہلی' کرپشن اور کنبہ پروری کا کینسر جڑ پکڑ چکا ہے۔

امتحانات میں نقل (بوٹی مافیا) کی روک تھام' بھوت سکولوں' ''بھوت'' اساتذہ نیز کرپشن کے خاتمہ اور ایک غریب قوم کے قلیل مگر قیمتی وسائل کو لوٹ سے بچانا ہمارا اولین فریضہ ہے۔

قوم کے مادی اور مالیاتی وسائل کی لوٹ مار سے بھی مطمئن نہ ہونے والی ہماری اشرافیہ ذہین اور دیانتدار بچوں کی محنت پر مسلسل ڈاکہ ڈال رہی تھی۔ امتحانات

کے تقدس کو اجنبی بنا کر رکھ دیا گیا تھا۔ درحقیقت امتحانات امیر طبقہ کے والدین کے وسائل اور اثر و رسوخ کا غلام بن کر رہ گئے تھے۔ ہمارے بہترین تعلیمی اداروں سے جاری ہونے والی ڈگریوں کی قیمت اس کاغذ کے برابر بھی نہیں رہ گئی تھی جس پر یہ طبع ہوتی تھیں۔ کسی دوسرے کی جگہ امتحان دینا' دھوکہ دہی' امتحانات سے قبل امتحانی پرچوں کا آؤٹ ہونا وغیرہ تو روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ محکمہ کے اہلکاروں' افسروں' طلباء یونینوں اور بدقماش افراد نے ''بوٹی مافیا'' بنا رکھے تھے جن کے ذریعے کروڑوں روپے کمائے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ بعض سیاستدانوں' امتحانی بورڈز اور دوسرے متعلقہ اہلکاروں کی ملی بھگت سے ہو رہا تھا۔

۱۹۹۶ء میں پنجاب کی کابینہ کے ایک وزیر کا بیٹا امتحانات میں نقل کرتے ہوئے موقع پر پکڑا گیا۔ بورڈ کا عملہ جس کے ذمہ امتحانات منعقد کرنے کا پاکیزہ فرض سونپا گیا تھا عام طور پر ''بوٹی مافیا'' کا طفیلی تھا۔ تاہم نواز شریف دور میں تمام تعلیمی بورڈز کے چیئرمین کنٹرولر امتحانات اور دوسرے کلیدی عہدیداران کے پس منظر کی معروضی جانچ پڑتال کے بعد ان کی تقرری کی گئی۔ اس ضمن میں واحد کسوٹی دیانت اور امانت تھی۔ کمرہ امتحانات میں نگرانی اور امتحانی کاپیوں کی جانچ کرپٹ اور نااہل اساتذہ کے گروپوں کی عملداری بن چکی تھی۔ دیانتدار' محنتی اور ایماندار افسروں کی حوصلہ افزائی کی گئی اور دیانتدارانہ کارکردگی پر انہیں ترقیاں دی گئیں۔

امتحانات کے پورے عمل پر نظر ثانی کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کی گئی جس کے سربراہ وزیر تعلیم تھے اور اس کے اراکین میں چیف سیکریٹری تمام متعلقہ سیکرٹریز اور انسپکٹر جنرل پولیس شامل تھے۔ گورنمنٹ نے امتحانی نظام میں موجود ہر خامی کو دور کرنے کی کوشش کی' امتحانی مراکز پر زیادہ توجہ دینے کے لئے انہیں یکجا کیا گیا۔ مجسٹریٹوں کی گشتی ٹیمیں مقرر کی گئیں جنہیں غلط کام کرنے والوں کو خصوصی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوانین کے تحت موقع پر سزا دینے کا اختیار دیا گیا۔ ان گشتی ٹیموں نے غیر قانونی ذرائع بروئے کار لانے والے ۶ سو سے زائد افراد کو سزائیں سنائیں۔ پریکٹیکل اور زبانی امتحانات درحقیقت عملی مذاق بن چکے تھے۔ ممتحن ان امتحانات کے نتائج ہفتوں روکے رکھتے تھے تاکہ مالدار اور با اثر والدین اپنے بچوں کو بہتر گریڈ دلانے کے لئے رابطہ پیدا کرسکیں اور سودے بازی ہو سکے۔ اس صورت حال کے پیش نظر پریکٹیکل اور زبانی امتحانات کے نتائج چند گھنٹوں کے اندر پیش کرنا لازمی قرار دیدیا گیا۔ امتحانی کاپیوں پر فرضی رول نمبر لگائے گئے' جوابات کی کاپیوں کو جلد از جلد جمع کرنے' تعلیمی بورڈز میں کاپیوں کی جانچ اور نمبر لگانے کا باہم مرکزی انتظام (Central Marking System) اور نتائج کو کمپیوٹر کے ذریعے مرتب کرنے کے طریق کار کو مروج کیا گیا۔

خفیہ ایجنسیوں کو سیاسی مخالفوں کے پیچھے لگانے کی بجائے امتحانوں کی نگرانی جیسے بامقصد کام پر مامور کیا گیا۔ غرضیکہ امتحانی نظام پر عام شہری کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا گیا۔

حکومت کی طرف سے بھاری امداد (سبسڈی) کے ذریعے چلائے جانے والے پیشہ وارانہ کالجوں میں ناجائز دولت اور اثر و رسوخ (سفارش) کی بنیاد پر غیر مستحق بچوں کو داخلہ دلانے کے لئے امیر والدین کی غیر اخلاقی خواہش بہت پختہ ہو چکی تھی جس کی وجہ سے جعلی ڈاکٹر اور انجینئر معاشرہ کے لئے ایک حقیقی خطرہ بنتے جا رہے تھے۔ چنانچہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے ایک بھرپور ٹیسٹ کا طریقہ متعارف کرایا گیا تاکہ ذہین اور محنتی طلباء کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔ گورنمنٹ کا مقصد یہ تھا کہ ان تمام اصلاحی اقدامات کو باقاعدہ ادارہ کی شکل دی جائے۔ چنانچہ ''پنجاب ایگزامینیشن اتھارٹی'' قائم کرنے کا [illegible] یا تا [illegible] میں بھی بین الاقوامی سطح پر ایس

اے ٹی اور جی ایم اے ٹی (بین الاقوامی امتحانی نظام) جیسی با اعتماد ''امتحانی سروس'' وجود میں آسکے۔ پنجاب کی ان تعلیمی اصلاحی کوششوں کی افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے عالمی بنک نے اس مقصد کے لئے ۶۰ کروڑ روپے دینے کا وعدہ کیا۔

صوبائی حکومت کی سخت محنت اور لگن سے گورنمنٹ نے اس جہاد میں فتح حاصل کی اور بوٹی مافیا پر قابو پا لیا گیا۔ یہ گروہ بھی فرقہ پرست دہشت گردوں کی طرح ہی خطرناک تھے جو ہماری آئندہ نسلوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے۔

(بحوالہ: اقراء (مضمون) روز نامہ نوائے وقت' لاہور ایڈیشن' ۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء' صفحہ ۲)

(۹) گھوسٹ (فرضی) سکول:

پنجاب کے محکمہ تعلیم میں ۵ لاکھ سے زائد افراد ملازم اور صوبہ میں ۶۰ ہزار سکول تھے۔ یعنی پاک فوج سے بھی زیادہ وسیع محکمہ ہے۔ سکولوں کی اعداد شماری کا منصوبہ بنایا گیا لیکن مشکل یہ تھی کہ زبردست کرپشن اور انتہائی نا اہلی کی بنا پر محکمہ کا معائنہ اور دیکھ بھال کا نظام تباہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ حقائق جاننے کے لئے نواز شریف گورنمنٹ نے فوج سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔

پاک آرمی کی سینکڑوں ٹیموں نے ضلعی انتظامیہ کے اشتراک سے ہر سکول کا معائنہ کیا۔ سکولوں کے عملہ کی تنخواہوں کے کاغذات اور پرسنل فائلز کا بھی عملی طور پر جائزہ لیا گیا اور جانچ پڑتال کی گئی۔ اس سروے کا نتیجہ نہایت افسوسناک اور تکلیف دہ تھا۔ صوبہ میں ۴ ہزار گھوسٹ سکول پائے گئے۔ یہ سکول سرے سے موجود ہی نہ تھے' نہ ان کے اساتذہ کا کوئی وجود تھا' وہ گھر بیٹھے ہی' محکمہ تعلیم کے افسروں کی ملی بھگت سے تنخواہیں وصول کر رہے تھے۔ یہ انکشاف ایک ڈراؤنے خواب کی مانند تھا کہ ان میں سے کئی تو بعض ارکان پارلیمنٹ کی رہائش گاہوں میں تعمیر کئے گئے تھے اور وہ بطور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیسٹ ہاؤس استعمال ہو رہے تھے۔ اس سروے کے بعد سینکڑوں سکول جہاں کوئی طالب علم تھا ہی نہیں بند کر دیئے گئے اور جن سکولوں میں طلباء کی تعداد کم تھی انہیں دوسرے قریبی سکولوں میں ضم کر دیا گیا۔ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد کا ایک معیار مقرر کیا گیا اور اس امر کو یقینی بنایا گیا کہ ہر تیس طالب علموں کے لئے ایک استاد ضرور موجود ہو۔ اس طرح کی لوٹ مار کو روکنے کے لئے اساتذہ کی تنخواہ بینکوں کے ذریعے ادا کرنے کو لازمی قرار دیا گیا۔ قصہ مختصر اس طرح اربوں روپے کی کرپشن کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

(بحوالہ: اقراء (مضمون) روزنامہ نوائے وقت' لاہور ایڈیشن' ۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء' صفحہ ۲)

(۱۰) طبقاتی امتیاز پر مبنی نظام تعلیم:

ماضی کی حکومتوں نے ایسی پالیسیوں کو روا رکھا جن کا کوئی قانونی' اخلاقی یا آئینی جواز نہ تھا۔ یہ پالیسیاں مساوات اور برابری کے اُصولوں کے بالکل منافی تھیں۔ مخصوص مفادات کے حامل لوگوں مثلاً وزیر اعلیٰ' گورنر' ڈاکٹروں کے بچوں وغیرہ کے نام پر کوٹے مقرر کیے گئے۔ ہمارا آئین تو صرف غیر مراعات یافتہ (غریب اور بے سہارا) لوگوں کے لئے مثبت اقدامات کی اجازت دیتا ہے لیکن یہاں تو صورتحال بالکل ہی الٹ تھی۔ ان مراعات سے صرف پہلے سے مراعات یافتہ لوگ ہی استفادہ کر رہے تھے اور یہ سب کچھ غیر مراعات یافتہ اور مستحق لوگوں کی قیمت پر کیا جا رہا تھا' چنانچہ نواز شریف کے دور میں شہداء کے کوٹے کے سوا تمام کوٹے ختم کر دیئے گئے۔

(۱۱) خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹیوں کی ضرورت:

طبقاتی امتیاز پر مبنی اس نظام کو ختم کرنے کے لئے نواز شریف حکومت نے راولپنڈی میں ایوان صدر کو ملک کی پہلی خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور ایوان صدر کے مہمان خانے کو طالبات کا ہوسٹل بنا دیا گیا۔

(۱۲) معیار تعلیم میں تضادات:

سرکاری سکولوں اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے معیار تعلیم میں بڑھتا ہوا تفاوت دراصل وسائل کی کمی' کرپشن اور لاپرواہی کا براہ راست نتیجہ ہے۔ امراء تو اپنے بچوں کو ملک کے اندر یا ملک سے باہر بہترین اور مہنگی تعلیم دلا سکتے ہیں' مگر کیا ہمارے پاس غریب بچوں کے لئے سوچنے کا بھی وقت ہے؟ کیا ہم سب کے لئے یہ باعث شرم نہیں کہ غیر ملکی وسائل سے چلنے والی این جی اوز اور خیراتی تنظیمیں ہمارے بچوں کو پرائمری تعلیم فراہم کرنے میں مصروف ہیں جبکہ ہم نے اپنے بھائی بندوں کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں؟

سرکاری سکولوں میں تعلیم کی بگڑتی ہوئی حالت کو بہتر بنانے کی غرض سے نواز شریف حکومت نے پہلی بار' صوبائی سطح پر مہنگے سکولوں کی آمدنی پر ٹیکس متعارف کرایا جو کچھ مالی وسائل مہیا کرنے کے علاوہ ہمارے اس عزم کا بھی عکاس تھا کہ حکومت غریب عوام کی حالت بہتر بنانا چاہتی ہے۔

(۱۳) وسائل کا غلط استعمال:

نواز شریف حکومت نے سکولوں میں ٹاٹ سسٹم کو جو صوبہ کے غریب عوام سے عدم توجہ اور مجبوری کا نشان ہے' مٹانے کا وعدہ کیا۔ تقریباً دو ارب روپیہ جو امداد دینے والوں نے سکولوں کے لئے فرنیچر کی خریداری کے لئے دیا تھا' کئی سالوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے مصرف پڑا تھا۔ اس مجرمانہ غفلت اور کوتاہی کا کوئی سبب اس کے سوا نہیں تھا کہ یہ رقم صرف کرنے سے امیر طبقہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تھا۔ پنجاب کی حکومت نے انتہائی کم مدت میں فرنیچر خریدا' اس مقصد کے لئے صوبہ کی سطح پر خریداری کا مرکزی نظام ختم کر کے ضلعی خریداری کمیٹیوں کو جو نہایت مخلص اور انتہائی دیانتدارانہ شہرت کے حامل افراد پر مشتمل تھیں' اس کام کا اختیار سونپا گیا۔

(بحوالہ: اقراء (مضمون) روزنامہ نوائے وقت' لاہور ایڈیشن' ۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء' صفحہ ۲)

(۱۴) انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فقدان:

مغربی ممالک اور دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں پاکستان انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں بہت پیچھے ہے تاہم حکومت پاکستان اس ضمن میں کافی توجہ دے رہی ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں اب حکومت پنجاب کی کاوشیں ملاحظہ ہوں:

ہم جانتے ہیں کہ ٹیکنالوجی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ بہترین ملازمتیں اور بہترین مواقع اِنہی لوگوں کو حاصل ہونگے۔ جو نئی ٹیکنالوجی سے استفادہ کے قابل ہونگے۔ ہم یہ بھی خوب جانتے تھے کہ اگر ہم نے بروقت اقدام نہ کیا تو ان اقوام کو جنہیں یہ جدید علوم اور مہارت حاصل ہے ہم پر سبقت حاصل ہو جائیگی اور ہمارے درمیان جو جدید علوم اور ٹیکنالوجی میں کمی کا شکار ہیں' خلیج بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

حکومت پنجاب نے چند ہفتوں کے اندر ہی ملک میں پہلا انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ قائم کر دیا (ایک ایسا نمونہ جس پر بعد میں ملک کے سبھی صوبوں نے عمل

کیا) اور اس کے بعد معاملات انتہائی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ یہ بورڈ نہایت مستعد ادارہ ثابت ہوا۔ ایک نامور ماہر تعلیم ڈاکٹر جاوید غنی کو بورڈ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ جو براہ راست وزیر اعلیٰ کو جوابدہ تھے۔ اس سے بورڈ اور بیوروکریسی کے درمیان نہایت مستعد اور مثبت تعلقات قائم ہو گئے۔

حکومت پنجاب کی ان کوششوں کا ایک براہ راست نتیجہ یہ ہوا کہ سوفٹ ویئر کی دنیا کی دوسری عظیم ترین کمپنی ''اوریکل کارپوریشن'' پنجاب میں افرادی قوت کی ترقی میں ایک کروڑ 35 لاکھ ڈالر کی سرمایہ کاری پر رضا مند ہوگئی۔ پاکستان کی تاریخ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ میں افرادی قوت کی ترقی وفروغ کے لئے سب سے بڑی اور اپنی نوعیت کی یہ پہلی سرمایہ کاری تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ سوفٹ وئیر کی ایک عظیم کمپنی حکومت پنجاب کی شراکت دار ہوگئی ہے' صوبہ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی نہایت نیک شگون ثابت ہوئی۔ ہم نے اس شعبہ میں درپیش چیلنج کا جس تیزی سے جواب دیا' ہمارے بین الاقوامی حصہ دار اس پر حیران ہو گئے۔ چھ ماہ کے اندر صوبہ کے مختلف حصوں میں تقریباً ایک درجن آئی ٹی سنٹر قائم ہو گئے جو جدید ترین کمپیوٹروں سے لیس تھے۔ ایک سال کے اندر اندر اوریکل کے تصدیق شدہ پیشہ ور افراد نے ایک ہزار سے زیادہ طلبہ کو تربیت دینا تھی۔ ایک سو سے زیادہ اساتذہ کو بھی اوریکل کارپوریشن کے اشتراک سے تربیت دی گئی اوریکل کارپوریشن کے ڈائریکٹر مسٹر ڈارن روش ورتھ نے حکومت پنجاب کی مستعدی کو ''بے مثال'' قرار دیا۔

اوریکل کے ساتھ کامیاب تعاون کے فوراً بعد مائیکروسوفٹ کارپوریشن کے ساتھ معاہدہ ہوا جس کے تحت صوبہ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی افرادی قوت کی ترقی کے لئے 15 کروڑ ڈالر کی امداد ملی جو پاکستانی سات ارب روپے کے مساوی تھی۔

ہم پنجاب کے جوانوں کو دور حاضر کی ٹیکنالوجی میں تربیت اور مختصر المیعاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربہ کے بعد نہ صرف ملازمتیں دلانا چاہتے تھے بلکہ سرکاری اداروں میں آئی ٹی کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے طویل المیعاد اقدامات بھی کر رہے تھے۔ آئی ٹی کی نہایت مہنگی تعلیم جو محدود پیمانے پر دی جا رہی تھی' کو ڈیرہ غازیخاں اور بہاولپور جیسے علاقوں میں غریب ترین طلباء کے لئے بھی قابل رسائی بنا دیا گئی۔ اس بات پر خصوصی زور دیا گیا کہ خواتین آئی ٹی ورک فورس کی صفوں میں شامل ہوں۔ فاطمہ جناح خواتین یونیورسٹی میں ایک آئی ٹی سنٹر کا قیام اور ان کے اساتذہ کی تربیت اس سمت میں اولین اقدام تھا۔

حکومتی شعبوں کو بھی کمپیوٹر کے دائرہ میں لانے کی ایک بڑی جدوجہد کا بھی آغاز کیا گیا جس کے تحت حکومت پنجاب کی ویب سائٹ بھی قائم کرنا مقصود تھی جس کے ذریعے عوام کو ہر طرح کی معلومات حاصل ہو سکیں اور یوں حکومت کو زیادہ شفاف اور قابل محاسبہ بنایا جا سکتا تھا۔ 1999ء میں پنجاب آئی ٹی بورڈ نے جن کوششوں کا آغاز کیا تھا' وہ آئی ٹی انقلاب سے کم نہیں تھیں۔ جو لوگ آئی ٹی کی صنعت میں مصروف کار ہیں وہ اس امر کی تصدیق کریں گے کہ آئی ٹی پہلی بار حکومت کی یکے از اولین ترجیحات بن چکی تھی' سرکاری اور نجی شعبے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کام کر رہے تھے اور اس سے عوام میں جو جوش و جذبہ پیدا ہوا' وہ بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ پنجاب کے گلی محلوں میں' نوجوان آئی ٹی میں اپنی مہارت بڑھانے کے لئے آئی ٹی سنٹروں پر اکٹھے ہو رہے تھے اور یوں وہ 21 ویں صدی کے تقاضوں کے مطابق ورک فورس کا حصہ بننا چاہتے تھے۔

(بحوالہ: اقراء (مضمون) روزنامہ نوائے وقت لاہور ایڈیشن' ۲۲ مارچ ۲۰۰۲ء)

(۱۵) ضلعی حکومتوں کا نظام اور تعلیم کا شعبہ: (Devolution Plan)

حکومت کی طرف سے حال ہی میں متعارف کروایا جانے والا ضلعی حکومتوں کا نظام بھی مختلف حوالوں سے تعلیم کے شعبے پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے ضلعی سطح پر ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر' ڈویژن کی سطح پر ڈائریکٹر کام کرتا تھا لیکن اب ہر ضلع میں ایک ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (E.D.O) مقرر کیا گیا ہے جو اس ضلع میں موجود تمام تعلیمی اداروں کے مسائل کے حل اور اساتذہ کی ترقی اور تبادلوں کے سلسلے میں خود مختار افسر کے طور پر کام کرے گا۔ اس اقدام سے نہایت خوش آئند پہلو یہ نکلتا ہے کہ ضلع کے مسائل ضلع کی سطح پر ہی زیادہ معاملہ فہمی سے حل ہو جائیں گے اور اساتذہ و طلبہ مرحلہ در مرحلہ کی اذیتوں سے بچ جائیں گے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ضلعی سطح پر موجود اثر و رسوخ اور اقرباء پروری کا عفریت کیا اس نظام کو پوری صحت اور سہولت کے ساتھ چلنے بھی دے گا یا نہیں۔ اس بارے میں ابھی غور و خوض کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۲

موجودہ حکومت کی تعلیمی اصلاحات

موجودہ حکومت نے تعلیمی اصلاحات کا جو منصوبہ تیار کیا ہے' اب اس کا اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو:

وسیع تر تعلیمی اصلاحات کا منصوبہ:

وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال کے مطابق نئے تعلیمی نظام کے لئے گزشتہ اٹھارہ ماہ کے مشاورتی عمل کے نتیجے میں مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تعلیمی اصلاحات کا ایک وسیع تر اور جامع منصوبہ تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت اساتذہ اور جماعت نہم سے طلبہ کی پیشہ وارانہ تربیت کے لئے ایک تین سالہ ایکشن پلان بنایا گیا ہے۔ ہمارے ملک میں ایک طویل عرصہ سے تعلیمی نظام منزل کے تعین سے نا آشنا اور بے مقصدیت کا شکار ہے اور اس کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں آنے والے حکمرانوں نے تعلیم جیسے اہم ترین کام کو بھی ایڈہاک ازم کے روایتی انداز میں انجام دینے کی کوششیں کی ہیں جس کے باعث سرکاری ونجی دونوں قسم کے تعلیمی اداروں میں مستقبل کی ملکی و عالمی ضروریات کو پیش نظر رکھے بغیر محض ڈگری ہولڈر طلبہ کی فوج ظفر موج تیار کی جاتی رہی ہے۔ موجودہ حکومت نے عصر جدید کی ضروریات کو پوری طرح نگاہ میں رکھتے ہوئے ایک طرف تو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی

تعلیم کو عام کرنے کے لئے وسیع تر منصوبہ بندی کی ہے اور دوسری طرف اساتذہ وطلبہ کو پیشہ ورانہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرکے انہیں معاشرے کا کارآمد حصہ بنانے اور قومی معیشت میں ان کے کردار کو مثبت اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ توقع کی جانی چاہیے کہ وفاقی حکومت کا مجوزہ منصوبہ بھی انہی قومی مقاصد کو تیزی سے آگے بڑھانے کا موجب بنے گا۔ (بحوالہ: روزنامہ جنگ' لاہور ایڈیشن' ۳ فروری ۲۰۰۲ء)۔

دینی مدارس کے لئے نصاب اور اسلامی نظریاتی کونسل:

اب دینی مدارس کے نصاب کی تیاری کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

''اسلامی نظریاتی کونسل اور دینی مدارس بورڈ نے مشترکہ کوششوں سے رجسٹرڈ دینی مدارس کے لئے پی ایچ ڈی تک نصاب تیار کرلیا ہے جس میں جدید وقدیم علوم یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ یہ انکشاف ''این این آئی'' کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں اسلامی نظریاتی کونسل اور دینی مدارس کے نصابی بورڈ کے رکن سید ذاکر حسین شاہ نے کیا اور پیشکش کی کہ ان کا ادارہ اسی سال سے اس نصاب پر عمل کے لئے تیار ہے اور مساجد کی رجسٹریشن سے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ لیٹر پیڈ تنظیموں نے بیرونی فنڈ لے کر ملک میں اسلام کے نام پر دہشت گردی کرائی۔ صدر پرویز مشرف نے دینی مدارس کے لئے جس پالیسی کا اعلان کیا ہے' علماء کی اکثریت اس کی حمایت کرتی ہے۔ ملک میں اتنی تعداد میں مساجد بن گئی ہیں کہ آئندہ ۵۰ سال کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔ سید ذاکر حسین شاہ نے کہا کہ انگریزوں نے ایک سازش کے تحت علمائے کرام کو دنیاوی علوم سے کاٹ کر مساجد تک محدود کر دیا تھا۔ اب دینی مدارس کے تعلیم یافتہ طلبہ وطالبات اعلیٰ سرکاری ملازمتیں حاصل کرسکیں گے۔''

(بحوالہ: روزنامہ نوائے وقت' لاہور' ۱۶ جنوری ۲۰۰۲ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی کمیشن کے قیام اور تعلیمی فاؤنڈیشن کی از سرِ نو تشکیل کا فیصلہ:

وفاقی وزیرِ تعلیم و سماجی بہبود زبیدہ جلال نے کہا ہے کہ وفاقی کابینہ نے تعلیم کا معیار بلند کرنے کے لئے تین اہم سمریاں منظور کرلی ہیں ۔ صدر پرویز مشرف کی زیر صدارت کابینہ نے نیشنل ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور صوبائی ایجوکیشن فاؤنڈیشنوں کی ری سٹرکچرنگ کا فیصلہ کیا ہے ۔ ان کے سربراہ آئندہ وفاقی وزیرِ تعلیم اور صوبائی وزراء اعلیٰ کی بجائے نجی شعبے کے ماہرین تعلیم ہوا کریں گے ۔ کابینہ نے نجی اور سرکاری شعبے کی یونیورسٹیوں اور انسٹیٹیوشنوں کے لئے معیار کی منظوری بھی دی ۔ دو سو روپے ماہانہ تک فیس وصول کرنے والے سکولوں کو پلاٹ اور دوسری سہولیات ملا کریں گی ۔ نجی تعلیمی اداروں کے لئے چیک اینڈ بیلنس سسٹم نافذ کیا جائے گا ۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جگہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ حکومت نجی تعلیمی اداروں کے کنٹرولر کے فرائض چھوڑ دے گی اور ان کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کی ذمہ داری اپنائے گی ۔ خوشحال بنک کم فیس لینے والے سکولوں کو قرضے دے گا ۔ اسلام آباد کے ہر سیکٹر میں نجی تعلیمی اداروں کے لئے پلاٹ مختص کئے جائیں گے ۔ وفاقی کابینہ کے اجلاس کے بعد نیوز کانفرنس میں وزیرِ تعلیم نے کہا: یونیورسٹیوں کے لئے جو معیار مقرر کیا گیا ہے نجی اور سرکاری یونیورسٹیوں کو پانچ سال کے اندر خود کو اس کے مطابق بنانا ہو گا ۔ ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں دو سو روپے تک فیس والے نجی سکولوں کو زیادہ نمائندگی دی جائے گی ۔ کم لاگت والے ایسے سکولوں کو جن کا مقصد منافع کمانا نہیں ہو گا دیہی علاقوں میں مفت زمین دی جائے گی ۔ اسلام آباد میں نجی شعبے کے چھوٹے سکولوں اور ۱۶۰۰ روپے تک فیس لینے والے ٹیکنیکل سکولوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ۔ کم فیس لینے والے نجی سکولوں کے اساتذہ کو انکم ٹیکس میں ۵۰ فیصد رعایت دی جائے گی ۔

ایسے سکولوں سے بجلی، گیس کے بل کمرشل کی بجائے گھریلو ریٹ سے وصول کئے جائینگے ۔ خوشحال بنک ایسے سکولوں کو قرضے دے گا ۔ وزیر تعلیم نے کہا: چار یا اس سے زیادہ ڈیپارٹمنٹ کھولنے والے جن اداروں کو یونیورسٹی قرار دیا جائے گا ان کا رقبہ ۱۰ ایکڑ ہونا چاہیئے ۔ ان کو ۵۰ ملین روپے تک کی گرانٹ دی جاسکے گی ۔ چار سے کم ڈیپارٹمنٹس والے ادارے کو انسٹیٹیوٹ کہا جائے گا ۔ ان کے لئے ایک تہائی زمین کی شرط رکھی گئی ہے اور لیبارٹری کا سٹینڈرڈ بھی مقرر کیا گیا ہے ۔ یونیورسٹی کے پاس انٹرنیشنل پبلشرز کی ۱۵ سو کتب اور ۲۵۶ کلو بائیٹس کا انٹرنیٹ کنکشن ہونا چاہیے ۔ پرائیویٹ یونیورسٹیوں میں دس فیصد غریب طلبہ اس یونیورسٹی کے سکالرشپ پر پڑھیں گے ۔ وزیر تعلیم نے بتایا کہ زرعی نصاب بدل دیا گیا ہے' نیا نصاب اپریل 2002ء تک صدر کو پیش کر دیا جائے گا ۔ انہوں نے کہا ٹیکسٹ بکس نجی شعبہ شائع کرے گا ۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن نجی یونیورسٹیوں کی مانیٹرنگ شروع کردے گا ۔ نجی شعبے کے تعلیمی اداروں کے لئے چیک اینڈ بیلنس کا نظام نافذ کیا جائے گا ۔ اساتذہ کنٹریکٹ پر لئے جائیں گے' اس کی توسیع کارکردگی کی بنیاد پر ہو گی ۔ خبر ایجنسی آن لائن کے مطابق سرکاری سکولوں میں پہلی جماعت سے ہائیر سیکنڈری سطح تک قومی نصاب ہو گا' اس کی تیاری پر کام جاری ہے ۔ نجی شعبے کو بھی ٹیکسٹ بکس شائع کرنے کی اجازت ہو گی ۔

(بحوالہ: روزنامہ جنگ' لاہور' ۲۸ فروری ۲۰۰۲ء)

مارچ 2002ء میں حکومت پاکستان اسلام آباد نے وفاقی علاقے میں پرائمری تعلیم کو لازم قرار دے دیا ہے ۔ اُن والدین کو اب سزا ہو گی جو اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجیں گے ۔ یہ حکومت کا خوش آئند قدم ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب :۱۴

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیمی اُسوہ حسنہ

اور اس کی روشنی میں پاکستان میں مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل

نظام تعلیم کسی قوم کے نظریے' امنگوں اور تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس سے ملی تشخص کا پتہ چلتا ہے۔ 1947 کی پہلی تعلیمی کانفرنس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ پاکستانی نظام تعلیم مذہبی بنیادوں پر استوار ہوگا۔ شومئی قسمت ایسا نہ ہو سکا۔ ہمیں ورثے میں لارڈ میکالے کا نظام تعلیم ملا جس نے دماغوں میں غلامی کے جراثیم سموئے رکھے اور خیالات میں طوفانی انقلاب بپا کئے۔ ہمارا نظام تعلیم مغربی ثقافت وتمدن اور لادینی افکار کا عکاس نظر آتا ہے۔ ہم تعلیمی پالیسیوں کے سلسلے میں چین' روس' فرانس اور جاپان کی نقالی کرتے رہے۔ نظریہ پاکستان کا بنیادی تقاضا یہ تھا کہ ہم نصاب تعلیم مرتب کرتے وقت قرآن اور سنت سے رہنمائی حاصل کرتے لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ تعلیم تو ایک سماجی عمل ہوتا ہے جس سے فرد اور معاشرے کی فلاح مقصود ہوتی ہے لیکن ہم ایسا نہ کر پائے۔ نظامِ تعلیم کی ٹھوس منصوبہ بندی نہ کی گئی۔ ہم ملک کے نظریاتی' مذہبی' معاشی' ثقافتی اور سیاسی وسماجی مقاصد کو بھول گئے۔ پاکستان میں نظام تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیمی اُسوہِ حسنہ پر عمل کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی اپنی کتاب 'مسلمانوں کے سائنسی کارنامے' میں مشہور مؤرخین جان ڈریپر' سارٹن اور مقری کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"اسلام جب اپنی ترقی کی انتہا کو چھو رہا تھا اس زمانے میں یورپ ابھی تک قرون مظلمہ کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جس دور میں صرف قرطبہ میں ایک لاکھ تیرہ ہزار مکانات' اکیس مضافاتی بستیاں' ستر لائبریریاں کتب فروشوں کی بے شمار دوکانیں' مساجد' محلات' حمام' پختہ سایہ دار سڑکیں' گھروں میں آب رسانی کا اہتمام اور راتوں کو شہروں میں روشنی کا معقول بندوبست تھا' اس کے سات سو سال بعد تک لندن کی کسی گلی میں روشنی کا انتظام نہیں تھا اور کئی صدیاں بعد پیرس میں گلیاں ناپختہ تھیں۔ جس وقت سپین میں تقریباً ہر شخص پڑھنا لکھنا جانتا تھا یورپ میں معدودے چند افراد مذہبی کتب کی تلاوت کر سکتے تھے"

(صفحہ نمبر 291)۔

کاغذ سازی کی صنعت مسلمانوں نے 704ء میں سیکھ لی تھی اور اسی صدی کے اختتام پر مسلم علاقوں میں کاغذ سازی کے کارخانے لگنے شروع ہو گئے تھے۔ یورپ میں کاغذ بنانے کا سب سے پہلا کارخانہ مسلمانوں نے سپین اور سسلی میں قائم کیا تھا جہاں سے اٹلی کو کاغذ بھیجا جاتا تھا۔ کاغذ کے بغیر چھپائی جو پندرہویں صدی کے وسط میں جرمنی میں ہوئی ممکن ہی نہیں تھی۔

مسلمانوں نے فکری انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے طب' ریاضی' فلکیات' حساب' کیمیا' نباتات' زراعت' جغرافیہ' کاغذ سازی' طباعت' پارچہ سازی' چرم سازی' کوزہ گری' شیشہ سازی اور اسلحہ و بارود میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان مختلف علوم وفنون میں معراج تک پہنچے۔

سپین کی وادی آش میں مسلمان ماہرین زراعت نے ایسے سیب اُگائے جو گولائی میں پانچ بالشت تھے۔ مسلمانوں نے گندم کو کئی سال تک محفوظ رکھنے کے طریقے ایجاد کیے۔ مثلاً:

(i) طلیطلہ میں گندم کو دس سال تک محفوظ رکھا گیا۔

(ii) گندم کو بعض مقامات میں 50 سال تک محفوظ رکھا گیا۔

(iii) منصور نے قلعہ حصن الفرج میں گندم کو 80 سال تک محفوظ کرنے کے انتظامات کرائے۔

(iv) سرقسطہ میں گندم کو ایک سو سال تک محفوظ رکھا گیا۔

آج وہی مسلمان ذلت اور اضمحلال کا شکار ہیں۔ آج مسلم امت مجموعی طور پر فکری لحاظ سے بنجر ہے۔ اہل مغرب تعلیم اور ریسرچ کے میدان میں عروج پر ہیں۔ برائن ہنٹر مغرب کے حوالے سے چند اعداد وشمار دیتا ہے جن سے ان کے ہاں علم و ادب کی قدر اور تحقیق کے شعبہ میں دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اخبارات کی اشاعت کا اندازہ لگائیں۔ یہ اعداد وشمار 1994ء کے ہیں:

روزانہ شائع ہونے والے اخبارات کی تعداد:	1556
صبح شائع ہونے والے اخبارات:	623
شام کے وقت اخبارات کی اشاعت:	954
اتوار کے ایڈیشن:	884
اتوار کے ایڈیشن کے قارئین کی تعداد:	62,811,594

(بحوالہ: Brian Hunter, Statesman Year Book, 1995)

جرمنی میں 1991ء کے دوران میں اخبارات، رسائل اور کتب کی اشاعت کی صورت حال مندرجہ ذیل اعداد وشمار سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہاں لائبریریوں کی تعداد سے بھی فکری انقلاب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

1991ء میں جونئی کتب شائع ہوئیں:	48836
1992ء میں کتب کی اشاعت:	62,277
اخبارات کی تعداد:	389
اخبارات کی سرکولیشن:	31.3ملین
رسائل کی تعداد:	8740
رسائل کی سرکولیشن:	386.9ملین
تعلیمی و سپیشل لائبریریوں کی تعداد:	1382
پبلک لائبریریوں کی تعداد:	14020
استفادہ کرنے والوں کی تعداد:	8.94ملین

اس کے مقابلے میں مسلم ممالک میں کتابوں کی اشاعت اور اخبارات کی طباعت کا اندازہ لگائیں:

مصر میں روزانہ شائع ہونے والے اخبارات کی تعداد:	4
(سوڈان میں اخبارات کی تعداد جو 1987ء میں شائع ہوئے):	2
لیبیا (1990) اخبارات کی اشاعت:	1
لیبیا میں اخبار کی سرکولیشن:	40ہزار افراد

شام میں کل شائع ہونے والے اخبارات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1984ء کے دوران:	3
ترکی میں اخبارات کی تعداد 1991ء کے دوران:	54
ترکی میں رسائل 1992ء کے دوران:	333
ترکی میں 1992ء میں کتب کی اشاعت کی تعداد:	6151
ترکی میں لائبریریاں عوام کے لیے:	910

(بحوالہ: برائن Brian Hunter, Statesman YearBook, مضامین مصر، ترکی، سوڈان، شام)

جن اخبارات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ قومی سطح کے اخبارات ہیں۔

جب اقوام علم و تحقیق سے دوری اختیار کرتی ہیں تو وہ سائنسی لحاظ سے، تکنیکی لحاظ سے اور فکری لحاظ سے جمود کا شکار ہو جاتی ہیں۔ آج کے دور میں مسلمان ممالک غربت اور افلاس کے منحوس چکر میں گرفتار ہیں اور ترقی یافتہ اقوام کے نرغے میں ہیں۔

فکری انحطاط کو دور کرنے کے لیے تجاویز:

علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزہ فن کی ہے خون جگر سے نمود!
نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

مسلم امہ کو خون جگر سے اپنے ممالک کی آبیاری کرنا ہو گی۔ جوہری توانائی، خلائی علوم سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرنا ہو گی۔ معاشی ترقی اور اتحاد بین المسلمین کے بغیر کماحقہ ترقی ممکن نہیں۔ اس ضمن میں حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

(1) مسلم ممالک سائنس اور ٹیکنالوجی کے لیے خطیر رقوم مختص کریں۔

(2) اہل علم و فکر کی صحیح سرپرستی ہو۔

(3) مسلم امہ اپنے تمام فکری سرمائے کو یکجا کر کے ایک پول بنائے اور سائنس کے ہر شعبے میں تحقیق کی جائے۔ مسلم امہ مالی لحاظ سے اس پول کی سرپرستی کرے۔

(4) مسلم امہ اپنے اختلافات ختم کرے اور جاپان اور کوریا کی طرح معاشی و صنعتی میدان میں ترقی کرنے کا مصمم ارادہ کرے۔

(5) مسلم امہ کو خود انحصاری کی ضرورت ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ برطانیہ جیسے ممالک میں مسلمان طلباء کو نیوکلیر سائنسز میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ اس ضمن میں مسلمان ممالک اپنی بین الاقوامی یونیورسٹیاں بنا سکتے ہیں جہاں مسلمان سائنس دان اپنے طلباء کو سائنسی علوم پڑھائیں۔ دیگر اقوام کی مثالوں کو سامنے رکھ کر ہم اپنے آپ کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مثلاً چین میں چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی تعداد 8,612,100 ہے۔ سویڈن میں صنعتی یونٹوں کی تعداد 9323 ہے۔ برطانیہ میں 1993ء میں 19 ایسے زرعی فارم تیار کئے گئے جہاں بجلی ہوائی چکیوں سے تیار کی جاتی ہے۔ ایسے منصوبوں پر ہم بھی عمل پیرا ہو سکتے ہیں بشرطیکہ مسلم اقوام باہمی انتشار اور فکری جمود کی بجائے خون جگر صرف کر کے اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی فکر کریں۔

پاکستان میں بھی فکری انحطاط کو ختم کرنے کے لیے ہمیں درج بالا تجاویز پر عمل پیرا ہونا ہو گا اس ضمن میں تعلیمی منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔ ملکی سطح پر تعلیمی نصاب میں تبدیلی کرنا ہو گی اور جدید سائنسی علوم و فنون کو شامل کرنا ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۴

تجاویز

اسلامی دنیا کے فکری انحطاط اور سیاسی زوال کا بڑا سبب، تعلیم کا موجودہ نظام ہے۔ ایک ایسا نظام تعلیم جو نو آبادیاتی دور کا ورثہ ہے، آداب غلامی کی پاس داری کا نقیب ہے اور فکری غلامی کا علم بردار ہے، جب تک اس نظام کی روح کو سمجھا نہ گیا اور اس سے چھٹکارا پا کر نئے مطلوبہ نظام تعلیم کی بنیاد رکھی نہ گئی، مسلمانوں پر سے غلامی و شکست خوردگی کے بادل نہیں چھٹ سکیں گے۔

شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی، مکہ مکرمہ نے اس ضرورت و اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمان ماہرین تعلیم اور دانشوروں کو دعوت دی، اور پہلی کانفرنس ۳۱ مارچ تا ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء مکہ مکرمہ میں اور باقی تین کانفرنسیں علی الترتیب اسلام آباد (پاکستان) ڈھاکہ (بنگلہ دیش) جکارتہ (انڈونیشیا) میں منعقد ہوئیں۔

ان چار کانفرنسوں کے بالترتیب موضوع حسب ذیل تھے:

1- On Teaching Methodology : Islamic Perspective.
2- Text Book Development.

3- Islamic Concepts and Curricula.
4- Principles of Islamic Education.

اس کے علاوہ وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان نے 1993ء میں وزیراعظم پاکستان کو تعلیمی اصلاحات کے لیے تجاویز بھیجی تھیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے بھی تعلیمی اصلاحات کے لیے بے شمار تجاویز پیش کیں۔

پاکستان میں تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں ہمیں دُور رس اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں تعلیمات نبویؐ کو سامنے رکھتے ہوئے حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

1- طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کر کے نصاب کو اسلامی تعلیمات کے مطابق مرتب کیا جائے۔
2- فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی قدروں کو فروغ دیا جائے۔ مغربی افکار اور نظریات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
3- طلبہ و طالبات کو عصر حاضر کے علوم پڑھائے جائیں۔ جدید ٹیکنالوجی اور جدید سائنس بھی پڑھائی جائے۔ طلبہ و طالبات میں اسلامی طرز فکر اور اسلامی ذہنیت پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔
4- اسلامیات کے علاوہ ہر فن کو اسلامی مزاج پر ترتیب دیا جائے۔
5- مخلوط تعلیم کو ختم کر دیا جائے اس سے نوخیز نسل کے اخلاقی اور تعلیمی معیار پر تباہ کن اثرات پڑتے ہیں۔ خواتین کے لیے کالج اور یونیورسٹیاں علیحدہ ہوں۔
6- عالم اسلام میں رائج نظام تعلیم میں دُوئی پیدا ہو گئی ہے۔ ایک طرف مذہبی تعلیم ہے، جو دنیوی علوم سے بالکل عاری ہے۔ دوسری طرف دنیوی تعلیم ہے، جو دینی علوم سے بالکل بے تعلق ہے۔ اس قسم کی تفریق اسلامی تصور تعلیم کی عین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضد ہے۔

7۔ طبعی اور اطلاقی علوم کو مسلمان اہلِ علم، اسلامی قالب میں ڈھالیں تاکہ ان کا رشتہ طلبہ کے عقیدے سے اور گہرے دینی جذبے سے قائم ہو جائے۔

8۔ فنِ تعمیر اور شہری منصوبہ بندی کو بطور مضمون پڑھایا جائے۔

9۔ جن ممالک میں مخلوط نظامِ تعلیم رائج ہے۔ جہاں خواتین کو وہ نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے، جو دراصل مردوں کے لئے تشکیل دیا گیا تھا، جس میں خواتین کی مخصوص طبیعت، معاشرے میں ان کے انفرادی اور اجتماعی فرائض سے مکمل طور پر غفلت برتی گئی ہے، وہاں اب اس نظام تعلیم کے اثرات بد مثلاً اخلاقی بے راہ روی، خاندانی زندگی کا بگاڑ، نوخیز نسلوں کی تربیت کی طرف سے غفلت، نسلوں میں پراگندگی اور بدکرداری، جرائم کی طرف رجحان اور اخلاقی انحرافات کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ وہ امور ہیں، جن سے فطرت سلیمہ نفرت کرتی ہے اور اسلام جن سے سخت منع کرتا ہے۔ خواتین کی تعلیم جداگانہ ہو اور مستقل ہو۔ خواتین کی تعلیم کے لیے سائنسی اصولوں پر مبنی ایک نظام تعلیم تشکیل دیا جائے، جو آزاد اور مستقل بالذات ہو۔ جس میں نسوانی فطرت کو اور معاشرتی زندگی میں خواتین کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھا جائے، جس میں عورتوں اور مردوں کی فطرت سلیمہ کا تحفظ خاندانی زندگی کا تحفظ اور اخلاقی تقاضوں کا تحفظ ہو اور ان کو پروان چڑھایا جائے۔ ساتھ ہی خواتین میں اشاعت علم کے لیے بڑے پیمانے پر کوشش کی جائے۔ اس لیے کہ تحصیل علم کا فریضہ مردوں اور عورتوں، دونوں پر عائد ہوتا ہے۔ ہر درس گاہ میں مسجد قائم کی جائے، جہاں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔ اسلامی طرز عمل اختیار کرنے کی ہر طرح

ہمت افزائی کی جائے، تاکہ صدق، امانت، مروت، ایثار اور طہارت جیسی اعلیٰ صفات طلبہ کے اندر جڑ پکڑلیں اور اگر طلبہ یا اساتذہ میں کوئی غیر اسلامی عادت ہو تو اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

عورت کی تعلیم ایسی ہونی چاہیے، جس کے ذریعے وہ دین سے پوری طرح باخبر ہو جائے۔ بچوں کی پرورش کر سکے اور اسلامی ہدایات کی روشنی میں ان کی تربیت کر سکے۔ عورت شوہر کے گھر میں تمام کاموں کی ذمہ داری سنبھالے اور نگرانی کرے۔ معاشرے میں خواتین کے حالات سے پوری طرح باخبر ہو۔ ان میں کارفرما رجحانات سے واقف ہو۔ خواتین کے دائرہ کار سے متعلق فرائض ادا کرنے کے قابل ہو۔ مثلاً تعلیم، طب، تیمارداری اور معاشرہ کی رہنمائی۔ یونیورسٹیوں کی سطح پر طالبات ان مضامین میں تخصص حاصل کریں۔ مثلاً گھریلو اقتصادیات اور خانہ داری، علوم طبعی، فن تدریس، ادب، دینی علوم، طب اور خدمت خلق۔ معاشرے میں ایسے مدارس اور کالج ضرور موجود ہوں، جہاں تربیت پا کر خواتین، مددگار معمل (لیبارٹری) منتظمات، ناظمات کتب خانہ اور تیماردار بن کر نکل سکیں۔ مغربی ممالک میں صرف امریکہ میں ۱۰۸ غیر مخلوط کالج اور یونیورسٹیاں موجود ہیں۔ اسلام مخلوط تعلیم کو شدت سے رد کرتا ہے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ
يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ
فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10۔ اساتذہ عملی اور ظاہری زندگی میں اسلام کے پابند ہوں ۔ وہ نظریاتی طور پر اپنے دلوں میں اسلام کی محبت اور عظمت کا جذبہ اور تڑپ رکھتے ہوں ۔

7۔ پورے ملک میں یونیفارم ایک جیسا ہو تاکہ قومی تشخص اور شعور اجاگر ہو۔

8۔ طلبہ و طالبات کو عادی بنایا جائے کہ وہ اسلامی ارکان اور شعائر کا احترام کریں ۔ سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں کی عمارتوں کی حدود میں مساجد قائم ہوں ۔ اساتذہ طلبہ و طالبات کو نماز کا عادی بنانے میں نمایاں کردار ادا کریں ۔

9۔ طالبات کے لئے این سی سی ٹریننگ میں خاتون اساتذہ کا تقرر کیا جائے بصورت مجبوری ریٹائرڈ بوڑھے فوجیوں کو بھی مقرر کیا جاسکتا ہے ۔

10۔ دینی مدارس کی تنظیم نو کی جائے ۔ (یہ تنظیم نو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ 1990-91ء کے صفحات 294 تا 311 کے مطابق ہو)۔

11۔ اسلامیات کی تعلیم اور اساتذہ کی مطلوبہ قابلیت اور اہلیت کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ برائے (1990-91ء) برصفحات 9-287 پر عمل کیا جائے ۔ نیز اساتذہ اسلامی عادات اور اطوار کے حامی ہوں ۔

12۔ فنون لطیفہ کی تعلیم میں رقص وسرود اور مجسمہ سازی کو ممنوع قرار دیا جائے ۔

13۔ مسلم اقوام اپنی قومی زبانوں کی کتابت کے لیے عربی رسم الخط برقرار رکھنے کی اہمیت کو محسوس کریں تاکہ مسلمان اقوام کی قرآن کریم سے دوری پیدا نہ ہونے پائے ۔

14۔ یونیورسٹیاں اور اسلامی تحقیقی مراکز بشمول پاکستان' غیر ملکی زبانوں میں مجلے اور رسالے

جاری کریں جن میں اسلام سے متعلق اہم مضامین شائع کیے جائیں ۔

15۔ تعلیم بالغاں کے لیے مناسب انتظام کرنا چاہیے ۔

16۔ مسلم طلباء نیوکلیر ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کریں ۔ یورپ تو اپنے اداروں میں مسلم طلباء کو ان مضامین میں داخلہ دیتا ہی نہیں ۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ مسلم سائنس دان جو نیوکلیر سائنسز میں ماہر ہیں مسلم ممالک میں اس سائنس کو فروغ دیں ۔

17۔ مسلم ممالک کی یونیورسٹیاں یہ تعلیمی ذمہ داری اٹھا سکتی ہیں کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم میں ایسے قائدین کی ٹیم تیار کریں جو عمرانی اور معاشرتی میدانوں میں ایسے سائنس دانوں کو تیار کریں جن کی ملک کو ضرورت ہے ۔

18۔ تدریسی معاونات' سمعی اور بصری کو بھی ابتدائی مدارس میں استعمال کیا جائے ۔ ایک مخصوص آموزگار (ورکشاپ) قائم کی جائے جہاں یہ معاونات تیار کی جائیں ۔

19۔ ایسے مدارس کے قیام کے ذریعہ جہاں علوم کی مختلف شاخوں کی تعلیم دی جاتی ہے تخصص کا آغاز بھی اس مرحلے سے کر دینا چاہیے ۔

ا۔ فقہی علوم ۲۔ لسانی علوم ۳۔ ریاضی ۴۔ عمرانی علوم ۵۔ طبعی علوم

۶۔ فنی اور حرفتی تعلیم (صنعتی' زراعتی' تجارتی) وغیرہ۔

20۔ اسلامی نظریہ تعلیم کی تدریس ہونی چاہیے ۔ روایتی شرعی علوم کی تدریس کے ساتھ طلبہ کو اسلامی تہذیب' یورپ کی زندگی اور افکار پر اس کے اثرات کا مطالعہ کرایا جائے ۔

21۔ اساتذہ مغربی انداز پر تربیت پاتے ہیں ۔ بعد میں اسلامی انداز پر کوئی اضافی تعلیم نہیں پاتے ۔ اس کا تدارک ہو ۔

22۔ مسلم ممالک سے غیر مسلم ممالک کی جانب فرار ذہانت (Brain Drain) روکنے کے لیے ضروری ذرائع اختیار کیے جائیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ''فاتح قوم کی نقالی اور کورانہ تقلید ہی سرمایہ افتخار رہ جاتی ہے'' ۔ لہٰذا اس سے نجات حاصل کرنا ہوگی ۔ (ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت' جلد اول ۔ صفحہ الف)

23۔ اسلامی ادب کی شاہکار کتب کے غیر ملکی زبانوں میں تراجم کا اہتمام کیا جائے جیسے سید امیر علی کی کتاب Spirit of Islam۔

24۔ اسلامی ممالک بشمول پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اسلامی مخطوطات کے تحفظ اور فہرست سازی کے لیے طویل مُدت کے منصوبے بنائیں ۔ ان کی نقول حاصل کرنے میں اہل علم کے لیے سہولیات مہیا کی جائیں ۔ مختلف علمی میدانوں سے تعلق رکھنے والے مخطوطات پر تحقیق اور اشاعت کا اہتمام کیا جائے ۔

25۔ مغرب سے درآمد کردہ موسیقی سے پیدا شدہ تخریبی اثرات کا سدِ باب ضروری ہے ۔

26۔ مباحثات' تقریبات' عارضی اور مستقل نمائش گاہیں' دستکاری اور فن پاروں کے احیاء کے مراکز کو دیکھنے کے لیے ملکی اور غیر ملکی سطح پر ثقافتی دورے کیے جائیں ۔

27۔ سارے عالم اسلام میں روایتی فنی اور حرفتی اسکولوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔

28۔ بین الاقوامی اداروں مثلاً یونیسکو کی طرح ان اداروں کی حوصلہ افزائی کرنا' تعاون کرنا اور مدد کرنا چاہیے جو اسلامی فنون و حرفت اور تعمیرات کے مطالعے اور تحفظ کے لیے پروگرام جاری رکھے ہوئے ہیں ۔
اسلامی ممالک میں صاحبانِ اقتدار کو ترغیب دی جائے کہ وہ تعلیمی' رفاہی اور عمومی عمارات اسلامی فنِ تعمیر کے اُصول اور روایات کے مطابق تعمیر کریں ۔

29۔ ایسی اکادمیوں اور اداروں کی سرگرمیوں کے درمیان نظم و ربط پیدا کرنا' جو اسلامی فقہ کے احکام جمع اور تدوین کا کام کر رہی ہیں تاکہ پھر ایک مختصر مدت میں اسلامی فقہ کی دائرہ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) شائع کی جا سکے ۔

30۔ اُستاد کی عزت بحال کی جائے ۔ اُسے اعلیٰ وارفع مقام دیا جائے ۔ اُسے معاشی تفکرات سے آزاد کیا جائے ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہنری کسنجر سیاست سے فارغ ہوتا ہے تو امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں بطور اُستاد فریضہ سرانجام دیتا ہے ۔ یہ ہے مغرب میں ایک استاد کے اعلیٰ وارفع مقام کی مثال! اسلام نے بھی درخشاں روایت کی داغ بیل ڈالی مثلاً حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ ''اے امیر المومنین کیا اب بھی کوئی خواہش ہے''؟ آپؓ نے فرمایا: ''ہاں میں ایک معلم بننا چاہتا ہوں''۔

31۔ یونیورسٹی کے مرحلے میں خواتین اساتذہ کی کمی کے پیشِ نظر مرد اساتذہ Short Circuit ٹیلی ویژن کے ذریعہ طالبات کو لیکچر دیں جیسا کہ سعودی عرب کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ طریقہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے ۔ بعض مسلمان معاشروں میں یہ خطرناک رجحان پایا جاتا ہے کہ مدارس میں جنسی تعلیم بھی دی جائے ۔ یہ تجویز اسلامی احکام و آداب کے بالکل منافی ہے ۔

32۔ تعلیمی منصوبوں' نصابوں اور درسی کُتب کو مرکز تعلیم اسلامی میں اکٹھا کیا جائے جہاں مختلف مسلم ممالک کے علماء جمع ہو کر اسلام کی روشنی میں اس تعلیمی مواد کا جائزہ لیں جو عالم اسلام کے مختلف اسکولوں' کالجوں اور اداروں میں پڑھایا جاتا ہے ۔ پھر ایک اعلیٰ نمونہ کی درسی کُتب تیار کی جائیں جو قدیم کتب کی جگہ لے لیں ۔

33۔ ایک اور تجویز ملاحظہ ہو ۔ بقول پروفیسر انیس احمد :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسلامی نصاب تعلیم یا اسلامی علوم کی تدریس میں فرد اور معاشرے کے فطری، جسمانی، سماجی و جذباتی اور عقلی و اخلاقی پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جائے، نہ کہ زندگی کے دھارے سے کٹ کر محض روحانی پہلو پر زور ہو۔ یہ بات اسلامی علوم کے تدریس نصاب کی اسلامی تشکیل کا بنیادی تصور ہے" (بحوالہ: علوم اسلامیہ: چار سالہ آنرز پروگرام (مضمون)، صفحہ ۸۵)۔

34۔ پاکستان میں نظام تعلیم کو سیاست سے دور رکھا جائے۔ بقول ایس اکبر زیدی:

"Moreover political interference only makes matters worse."

(S.Akbar Zaidi,(Article), Education, Issues in Pakistan Economy p. 360)

35۔ نصاب کو بدلنے میں تاخیر کو ختم کیا جائے۔ افسر شاہی کی بجائے ماہرینِ تعلیم قوم کی اُمنگوں اور نظریہ پاکستان کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب ترتیب دیں تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ یہ ترقی روحانی بھی ہو، معاشی و معاشرتی بھی۔ نیز سائنسی علوم میں بھی ہم دسترس حاصل کریں اور ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل ہوں۔

ہمارے نصاب کے بارے میں ایک مغربی محقق Behrman J.R. رقمطراز ہیں:

"Curriculum decisions have been very centralized; Moreover, there is an urgent need to reform the curriculum in secondary schools

and to add subjects with a vocational angle."

(Behrman, J.R., Pakistan : Human Resource Development and Economic Growth in the Next Century, pp. 8-9)

36۔ دارالکتب مکہ مکرمہ میں ایک مرکز تحقیق بھی قائم کیا جائے، جس کے ساتھ محافظ خانہ (Archive) بھی قائم ہو۔ مسلم ممالک میں موجودہ نظام تعلیم کی اصلاح کے سلسلے میں جن حوالہ جات کی ضرورت لاحق ہو، وہ وہاں آسانی سے فراہم ہو سکیں۔ ان اقدام سے پاکستان بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

37۔ اسلامی نظام تعلیم کے لیے مجوزہ نصاب ملاحظہ ہو۔ ہم اس ماڈل سے استفادہ کر سکتے ہیں:

پہلا گروپ دائمی

ا۔ قرآن مجید	تلاوت و قرآت (Recitation)، حفظ (Memorization)، تفسیر (Interpretation)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔	سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
۳۔	سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
۴۔	سیرت صحابہؓ اور تابعین، اس طرح آغازِ اسلام کی تاریخ کا احاطہ ہو جاتا ہے۔	
۵۔	توحید	
۶۔	اصول فقہ اور فقہ	
۷۔	قرآنی عربی (Phonology Syntax Sematics)	
۲۔وابستہ مضامین	اسلامی فلسفہ، مابعد الطبیعات، تقابل ادیان، ثقافت اسلامی۔	

دوسرا گروپ اکتسابی: (ان علوم کی تدریس اسلامی نقطہ نظر سے ہو)

ا۔	تخلیقی علوم: آرٹ، اسلامی فنون، فن تعمیر، زبان، ادب
ب۔	علوم عقلی: عمرانی علوم (نظری)، فلسفہ، تعلیم، اقتصادیات، علم سیاسیات، تاریخ، اسلامی تہذیب، جغرافیہ، عمرانیات، لسانیات، نفسیات، بشریات
ج۔	علوم طبعی: نظری مطالعہ، فلسفہ، سائنس، ریاضی، شماریات، طبعیات، کیمیا، حیوانیات، فلکیات، علم فضا (خلا)، ارضیات۔
د۔	اطلاقی علوم: انجینئرنگ (ہندسہ)، ٹیکنالوجی، طب (ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، یونانی) زراعت، شجر کاری
ہ۔	عملی علوم: تجارت، انتظامیات (کاروباری انتظام، عوامی کاروبار)، اکاؤنٹنسی، ابلاغیات۔

38۔ تاریخ کو قصوں کی شکل میں پڑھایا جائے۔ یہ قصے اسلامی تاریخ اور قصص انبیاءؑ یعنی حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگانیوں

سے ماخوذ ہوں۔

39۔ جغرافیہ پڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو عالم اسلام کے مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے اور وہ وہاں کے اردگرد کے حالات سے اور وہاں کے رہنے والے دوسرں کے حالات سے باخبر ہو جائیں۔ نیز یہ مضمون ان کے اندر وحدتِ امت اور مؤدت انسانیت کا شعور بیدار کرے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بین الاقوامی سیمینار اسلامی نصاب اور اس کے تصورات، شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی، جدہ، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔ زیرنگرانی: وفاقی وزارت تعلیم، پاکستان، ۲۸ ربیع الثانی۔ ۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۰۔۱۵ مارچ ۱۹۸۰ء)

40۔ دفاعی اور عسکری علوم پڑھائے جائیں۔ نیز اسلحہ سازی سے متعلقہ علوم وفنون بھی پڑھائے جائیں۔

41۔ نظامِ تعلیم کی اسلامی تشکیل اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ملک کے پورے اجتماعی نظامِ سیاست، معیشت، تجارت، معاشرت، ذرائع ابلاغ وغیرہ کو اس رُخ پر ڈالا جائے اور انتظامی مشینری اسے روبہ عمل لانے میں اخلاص سے سرگرم عمل ہو۔ تبدیلی کا یہ بنیادی نصب العین نظروں کے سامنے رہنا چاہیے۔

42۔ ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، محضِ اطلاعات کے نہیں، بلکہ عمومی تعلیم کے ذرائع ہیں۔ اسلامی علوم کے فروغ میں ان ذرائع سے استفادہ کیا جائے۔

43۔ اساتذہ میں علمی سرگرمیوں کی تحریک چلنی چاہیے۔ اسلامی فکر وعمل کے حامل اساتذہ کسی نہ کسی مثبت، اجتماعی اور تعمیری کام میں حصہ لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

44۔ فرائض کی ادائیگی کا شعور بیدار کیا جائے تو ہر استاد بطور مثال اسلامی نظامِ تعلیم کا نقطہ آغاز ثابت ہو سکتا ہے۔

45۔ پاکستان میں اسلامی فکر کے حامل افراد نجی تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت سے استفادہ کرتے ہوئے مناسب مقامات پر تعلیمی ادارے قائم کریں اور انہیں مثالی طریقے پر چلائیں۔

46۔ اگر باطل نظریات کے افراد پاکستان کی تعلیمی انتظامیہ میں غالب نظر آتے ہیں تو اس پر شکوہ کرنے کے بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ اسلامی فکر کے افراد غالب کیوں نہیں ہیں؟ اگر ہر فرد اپنی حد تک مکمل کوشش کرے تو صورت حال میں واضح فرق پڑ سکتا ہے۔

47۔ ایران کا نظامِ تعلیم:

ایران کے نظامِ تعلیم کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔ ہم پاکستان میں نظامِ تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے ایرانی نظامِ تعلیم سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

ایران میں ہر گاؤں اور قصبے میں مسجدوں کے ذریعے ناخواندگی دور کرنے کے لئے اس خصوصی سکیم کا اجراء کیا گیا۔ کلاسوں کے لئے استاد کا انتخاب مساجد میں آنے والے تعلیم یافتہ افراد ہی میں سے کیا گیا۔

قابل توجہ اور قابل قدر بات یہ ہے کہ اس ضمن میں ایران کے آئین کی شق نمبر ۳ کے تحت درج ذیل تحفظات بھی دیئے گئے ہیں: تمام سطحوں پر تمام افراد کے لئے بشمول اعلیٰ تعلیم، مفت تعلیم کا اہتمام، جسمانی صحت کی دیکھ بھال کا انتظام، ملک کے تمام افراد کے لئے مڈل تک تعلیم و تربیت کے تمام وسائل کی مفت فراہمی نیز یونیورسٹیوں میں آرٹس کے طلباء کے

لئے اپنے تعلیمی نصاب کے علاوہ ناخواندہ افراد کو لکھنا پڑھنا سکھانے کی پابندی۔ (بحوالہ: پروفیسر مقصود احمد بخاری، ہمارے تعلیمی مسائل، صفحات ۶۱-۵۹)

48۔ پاکستان میں شرح خواندگی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہ اُس وقت ممکن ہے جب پاکستان اپنے نظام تعلیم کو بہتر بنائے اور اپنے اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی مسائل حل کرے۔ اب پاکستان اور چند دیگر ممالک میں شرح خواندگی کی تفصیل ملاحظہ ہو:

مختلف ممالک میں شرح خواندگی

نام ملک	شرح خواندگی	بحوالہ☆
(1) افغانستان	29%	صفحہ 12
(2) آرمینیا	99%	صفحہ 60
(3) آسٹریلیا	90%	صفحہ 81
(4) آزربائیجان	97%	صفحہ 86
(5) ایران	65%	صفحہ 549
(6) جاپان	99%	صفحہ 569
(7) قازقستان	97.5%	صفحہ 586
(8) پاکستان	47%	صفحہ 808
(9) جمہوریہ سلووک	100%	صفحہ 981
(10) زمبیا	81% (مرد)۔ 65% (عورتیں)	صفحہ 1170

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(11) انڈیا	62% (مرد)۔ 34% (خواتین)	صفحہ 534
(12) ملاوی	22%	صفحہ 663

☆(بحوالہ: صفحات مذکورہ بالا :The Hutchinson's Encyclopedia, 1999)

بقول محمد علی بشیر:

"دنیا بھر میں پھیلے ہوئے 56 اسلامی ممالک کی مجموعی اوسط شرح خواندگی 20 تا 30 فیصد ہے۔

اسلامی ممالک میں سب سے اعلیٰ درجے والا ملک برونائی ہے جس کا عالمی رینک 25واں ہے۔ اس کے علاوہ کویت، بحرین، قطر، ملائیشیا اور متحدہ عرب امارات کو اعلیٰ درجے کی فہرست میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کا عالمی مقام 139واں ہے۔"

(اسلامی دنیا: تعلیم میں بھی پیچھے (مضمون)، جنگ سنڈے میگزین، 2 دسمبر 2001ء، صفحات 6-7)

پاکستان میں اب شرح خواندگی 49% ہے۔ اب دنیا میں شرح خواندگی کی تفصیل ملاحظہ ہو جو The Hutchinson's Encyclopedia 1999 Edition سے حاصل کی گئی ہے۔ اس کے مطابق پاکستان میں مردوں کی شرح خواندگی 47% ہے اور عورتوں کی شرح خواندگی 21% ہے۔

TABLE SHOWING LITERACY RATE IN THE WORLD

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
1.	Afghanistan	29%(est.)		29%	12
2.	Albania	85%		85%	21
3.	Algeria	70%	45%		26
4.	Andorra	100%(1987)		100%	39
5.	Angola	56%	29%		41
6.	Antigua and Barbuda	96%		96%	46
7.	Argentina	96%	95%		58
8.	Armenia	99%		99%	60
9.	Australia	99%		99%	81
10.	Austria	99%		99%	82
11.	Azerbaijan	97%		97%	86
12.	Bangladesh	47%	22%		96
13.	Barbados	99%		99%	98
14.	Belarus	98%		98%	112
15.	Belgium	99%		99%	113
16.	Belize	95%		95%	114
17.	Benin	32%	16%		115
18.	Bhutan	51%	25%		122
19.	Bolivia	85%	71%		139
20.	Botswana	84%	65%		145
21.	Brazil	83%	80%		151
22.	Brunei	86%		86%	159
23.	Bulgaria	93%		93%	165
24.	Burkina Faso (Upper Volta)	28%	9%		168
25.	Burundi	61%	40%		169
26.	Cambodia	48%	52%		177
27.	Cameroon	66%	43%		178
28.	Canada	99%		99%	180
29.	Cape Verde	53%		53%	186
30.	Central African Republic	52%	25%		203
31.	Chad	62%		18%	206

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
32.	Chile	94%	93%		218
33.	China	84%	62%		220
34.	Colombia	88%	86%		244
35.	Comoros	61%		61%	250
36.	Congo (Zaire)	84%	61%		255
37.	Congo (Republic of)	70%	44%		256
38.	Costa Rica	93%	93%		268
39.	Cote D'Ivoire (Ivory Coast)	67%	40%		269
40.	Croatia	96%		96%	276
41.	Cuba	95%	93%		282
42.	Cyprus	94%			287
43.	Czech Republic	99%		99%	289
44.	Denmark	99%		99%	306
45.	Djibouti	19%		19%	322
46.	Dominica	97%		97%	326
47.	Dominican Republic	85%	82%		327
48.	Ecuador	88%	84%		342
49.	Egypt	63%	34%		346
50.	EL Salvador	76%	70%		355
51.	Equatorial Guinea	50%(1994)		50%	367
52.	Eritrea				368
53.	Estonia	99%		99%	370
54.	Ethiopia	66%		66%	372
55.	Fiji	87%		87%	393
56.	Finland	99%			394
57.	France	99%		99%	412
58.	Gabon	61%		61%	427
59.	Gambia	39%	16%		430
60.	Georgia	99%		99%	441
61.	Germany	99%		99%	443

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
62.	Ghana	70%	51%		445
63.	Greece	98%	89%		
64.	Grenada	96%		96%	467
65.	Guatemala	63%	47%		470
66.	Guinea	35%	13%		471
67.	Guinea-Bissau	50%	24%		472
68.	Guyana	98%	95%		474
69.	Haiti	59%	47%		478
70.	Honduras	76%	68%		507
71.	Hungary	99%		99%	521
72.	Iceland	99%		99%	529
73.	India	62%	34%		534
74.	Indonesia	84%	68%		539
75.	Iran	65%	43%		549
76.	Iraq	70%	67%		552
77.	Ireland (Republic of)	99%		99%	553
78.	Israel	96%		96%	560
79.	Italy	98%	96%		561
80.	Jamaica	98%	99%		566
81.	Japan	99%		99%	569
82.	Jordon	89%	70%		577
83.	Kazakhstan	97.5%		97.5%	586
84.	Kenya	80%	59%		589
85.	Kiribati	90%		90%	595
86.	Korea (North)	99%		99%	599
87.	Korea (South)	99%	94%		600
88.	Kuwait	77%	67%		603
89.	Kyrgyzstan	97%		97%	604
90.	Laos	84%		84%	612
91.	Latvia	99%		99%	616
92.	Lesotho	60%		60%	625
93.	Liberia	50%	57%		630

www.KitaboSunnat.com

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
94.	Libya	75%	50%		631
95.	Liechtenstein	99%		99%	632
96.	Lithuania	98%		98%	640
97.	Luxembourg	100%		100%	650
98.	Macedonia	90%		90%	654
99.	Madagascar	88%	73%		657
100.	Malawi	22%		22%	663
101.	Malaysia	87%	70%		664
102.	Maldives	92%		92%	665
103.	Mali	41%	24%		666
104.	Malta	84%		84%	667
105.	Marshall Islands	93%		93%	678
106.	Mauritania	47%	21%		685
107.	Mauritius	83%		83%	686
108.	Mexico	90%	85%		699
109.	Micronesia	78%		78%	701
110.	Moldova	96%		96%	716
111.	Monaco	99%		99%	719
112.	Mongolia	90%		90%	720
113.	Morocco	61%	38%		727
114.	Mozambique	45%	21%		732
115.	Myanmar	89%	72%		741
116.	Namibia	38%		38%	744
117.	Nauru	99%		99%	752
118.	Nepal	38%	13%		756
119.	Netherlands	99%		99%	758
120.	New Zealand	99%		99%	765
121.	Nicaragua	81%		81%	766
122.	Niger	40%	17%		767
123.	Nigeria	62%	40%		768
124.	Norway	99%		99%	777
125.	Oman	35%		35%	790
126.	Pakistan	47%	21%		808

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
127.	Palan				809
128.	Panama	88%	88%		812
129.	Papua New Guinea	65%	38%		814
130.	Paraguay	92%	88%		815
131.	Peru	92%	79%		833
132.	Philippines	90%	90%		838
133.	Poland	99%		99%	855
134.	Portugal	89%	82%		865
135.	Qatar	77%	73%		886
136.	Romania	96%		96%	921
137.	Russian Federation	99%		99%	932
138.	Rwanda	64%	37%		933
139.	St. Kitts & Nevis	92%		92%	937
140.	St. Lucia	93%		93%	938
141.	St. Vincent & the Grenadines	84%		84%	938
142.	Samoa	92%		92%	841
143.	San Marino	96%		96%	842
144.	Sao Tome E Principe	63%		63%	945
145.	Saudi Arabia	73%	48%		948
146.	Senegal	52%	25%		960
147.	Seychelles	89%		89%	964
148.	Sierra Leone	30%	11%		972
149.	Singapore	88%		88%	976
150.	Slovak Republic	100%		100%	981
151.	Slovenia	99%		99%	984
152.	Solomon Islands	24%		24%	990
153.	Somalia	36%	14%		991

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
154.	South Africa	70%		70%	993
155.	Spain	97%	93%		998
156.	Sri Lanka	93%	84%		1006
157.	Sudan	43%	12%		1018
158.	Surinam	95%	95%		1023
159.	Swaziland	72%		72%	1026
160.	Sweden	99%		99%	1027
161.	Switzerland	99%		99%	1030
162.	Syria	78%	51%		1031
163.	Taiwan	91%		91%	1033
164.	Tajikstan	97%		97%	1034
165.	Tanzania	65%		65%	1037
166.	Thailand	96%	90%		1049
167.	Togo	56%	31%		1060
168.	Tonga	99%		99%	1062
169.	Trinidad & Tobago	96%		96%	1072
170.	Tunisia	74%	56%		1077
171.	Turkey	90%	71%		1079
172.	Turkmenistan	98%		98%	1080
173.	Tuvalu	95%		95%	1081
174.	Uganda	48%		48%	1085
175.	Ukraine				1086
176.	United Arab Emirates	55%		55%	1092
177.	United Kingdom	99%		99%	1094
178.	U.S.A.	99%		99%	1098
179.	Uruguay	97%	96%		1102
180.	Uzbekistan	85%		85%	1103
181.	Vanuatu	67%		67%	1107
182.	Vatican City State				1109
183.	Venezuela	87%	90%		1111

Sr. No.	Country	Literacy Rate (Men)	(Women)	Total	Source: Hutchinson's Encyclopedia (1999) Page No.
184.	Vietnam	90%	84%		1118
185.	Yemen	53%	26%		1165
186.	Yugoslavia	93%		93%	1168
187.	Zambia	81%	65%		1170
188.	Zimbabwe	74%	60%		1174

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵:

حاصل کلام

بلاشبہ کسی قوم کی کردار سازی میں معلم بڑا اہم رول ادا کرسکتا ہے:

خشت اوّل چون نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے دُنیا میں کئی اور مدرسے بھی قائم ہوئے مثلاً قدیم عراقی مدرسے (۴۔۳ ہزار سال قبل از مسیح)، قدیم عبرانی مدرسے، جناب کنفیوشس کے قائم کردہ چینی مدرسے (۵۰۰ سال قبل از مسیح)، سقراط کے قائم کردہ قدیم یونانی مدرسے، افلاطون کی اکیڈمی، ارسطو کی لائشیم (Lyceum) اور خطابت کے لیے مخصوص مدرسے، رومیوں کے قدیم مدرسے (Ludus)، یونانیوں کے گرائمر اسکول، قرون وسطیٰ میں عیسائی مشنری کے قائم کردہ کیتھڈرل سکول اور ۷۰۰ء میں فرانس کے بادشاہ شارلیمان (Charlamagne) کے قائم کردہ مدرسے۔

شارلیمان کے دور میں معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درسگاہِ صُفّہ قائم کرکے دُنیا میں علم کی روشنی پھیلائی۔ صُفّہ اولین اوپن یونیورسٹی تھی۔ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے طلباء کو علم و عمل، اخوت و مساوات، حریت و معاشرت، عدل و انصاف، تقویٰ و پرہیزگاری، صبر و تحمل اور شریعتِ مطہرہ کا درس دیا۔ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کو بطور درسگاہ استعمال فرمایا۔

بقول نعیم صدیقی:

"مسجد کی اہمیت بطور معبد ہی کے نہ تھی بلکہ اسے اسلامی نظام تمدن و ریاست کا سرچشمہ و مرکز بننا تھا۔ وہ حکومت کا دربار، مشورے کا ایوان، سرکاری مہمان خانہ، جمہوری دارالعلوم اور قومی لیکچر ہال کی حیثیت سے برپا کی گئی"

(محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ ۲۲۴)۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر رقمطراز ہیں:

"بحیثیت معلم انسانی آپؐ کا دوسرا فریضہ لوگوں کا تزکیہ کرنا تھا"۔

(پیغمبر اعظم و آخر، صفحات ۳۲۸، ۳۱۸)

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فن تدریس کے رہنما خطوط کو اگر ہم سامنے رکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے درسگاہِ صُفّہ میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کی بھی تعلیم دی۔ آپؐ کے تعلیمی اُسوہِ حسنہ کی وجہ سے دنیا میں ایک فقید المثال علمی اور سائنسی انقلاب برپا ہوا۔ علماء اسلام نے دینی علوم سے شغف کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں بھی بہت دلچسپی لی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی وجہ سے دینی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم میں ترقی ہوئی۔ ہم پاکستان میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالی نظام تعلیم تشکیل دے سکتے ہیں۔ ہمیں دینی مدرسوں' انگلش میڈیم سکولز' دیہی مدرسوں اور سائنس کے مضامین پڑھانے والے مدرسوں میں INTEGRATION کی پالیسی کو اپنانا ہوگا۔ دینی مدرسوں کے طلباء کو سائنسی علوم سے کوئی واسطہ نہیں۔ انگلش میڈیم سکولز کے طلباء دینی علوم سے ناواقف ہیں' سائنس کے طلباء دینی علوم سے نابلد ہیں اور دیہی مدرسوں کے طلباء اعلیٰ تعلیمی سہولیات سے محروم ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ پاکستان میں فاتح اقوام کی نقالی اور کورانہ تقلید ہمارا سرمایہ افتخار رہ گئی ہے۔

معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم نسواں کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ تاریخ گواہ ہے کہ خواتین نے علوم وفنون کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پاکستان کی ترقی کے لیے تعلیم نسواں بہت ضروری ہے۔ پاکستان میں تعلیم نسواں کے لیے مناسب انتظامات کیے جا سکتے ہیں۔ چونکہ فوری طور پر ان کے لیے علیحدہ یونیورسٹیاں قائم کرنا مشکل ہیں لہٰذا خواتین کے لیے علیحدہ پردے کا انتظام کر کے اُنکی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا جاسکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طب نبویؐ کے ذریعے علم طب کو پھیلایا۔ حضور اکرمؐ نے زراعت کی بھی تعلیم دی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب 'عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی' حضور اکرمؐ کے تعلیمی اُسوۂ حسنہ پر ایک اہم دستاویز ہے۔ اس کتاب میں درسگاہِ صُفّہ کا تعلیمی نصاب بھی درج ہے جس سے ہم پاکستان کے نظام تعلیم کی تشکیل میں بھرپور رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں آخر قحط الرّجال کیوں ہے؟ آج ہمارے اکابرین کی روحیں وطن دشمن

منافقوں سے یہ پوچھتی ہیں کہ علم کے چراغ کس نے بُجھا دیئے ہیں؟ کوئی تو اہلِ نظر بتائے یہ رہبر ہیں کہ راہزن ہیں جو علم کی راہ میں کانٹے بچھا رہے ہیں۔

بقول علامہ اقبالؒ:

خالی ان سے ہوا دبستاں
تھی جن کی نگاہ تازیانہ!
جس گھر کا مگر چراغ ہے تو
ہے اُس کا مذاق عارفانہ!
جوہر میں ہو لا الہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ!

(ضرب کلیم' کلیات اقبال' صفحہ ۵۴۹)

'اگر حضور علیہ السلام کی صداقت کی کوئی اور دلیل نہ ہوتی تو یہی ایک چیز کافی تھی کہ جس بلندی تک حکمائے زمانہ' فلاسفہ روزگار اور قوموں کے معلم پہنچنے سے عاجز رہے' معلم امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی انسانی تعلیم کے سہارے کے بغیر وہاں تک پہنچ گئے۔"

اگرچہ یہ بات خود بھی اپنی جگہ پر بہت بڑی ہے' لیکن اس سے بھی بڑی یہ ہے کہ اس قوم کو جو تہذیب سے ناآشنا اخلاق عالیہ سے بیگانہ اور سلیقہ وشعور سے عاری تھی' آپؐ نے نہ صرف اخلاق وتمدن کے ایسے بلند حکیمانہ اصول اور نظریے سکھائے بلکہ اپنے علم وتربیت کے صیقل سے ان میں ایسی جلا پیدا کر دی کہ دنیا ان کے اخلاقی جلووں کو دیکھ کر ششدر رہ گئی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا قبول ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا یہ کہیے کہ وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو اسماعیلی نسل کے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے لیے کی گئی تھی۔ یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم . یعنی ایسا نبی جو اُن امیوں کو اللہ کے احکام اور اخلاق و حکمت سکھائے اور ان کو اپنی تعلیم و تربیت سے پاک و صاف کر کے نکھار دے" یہ نکھارنے والا آیا اور نکھار کر پر بہار بنا گیا' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ (علامہ شبلی نعمانی' سید سلیمان ندوی' سیرت النبی' جلد ششم' صفحہ: ۴۱۴)

سیّدالمرسلین' سید العالمین' نبی اُمّی لقب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں سیدنا حضرت حسّان بن ثابتؓ کے یہ اشعار حضور ﷺ کے بیکراں علم و معرفت کی عکاسی کرتے ہیں:

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلَا
أَهْدَى السُّبُلَا لِدَلَالَتِهٖ
كَنْزُ الْكَرَمِ مَوْلَى النِّعَمِ
هَادِي الْأُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ
فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا
فَالْعِزُّ لَنَا لِإِجَابَتِهٖ

"آپ ﷺ نے رسولوں پر فضیلت و بلندی میں فوقیت حاصل کی۔ اپنی راہنمائی سے راستوں کی ہدایت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کرم کے خزانہ اور نعمتوں کے مالک ہیں۔ اپنی شریعت کے ساتھ تمام راستوں کے راہنما ہیں۔ ہمارے ممدوح یعنی محمد مصطفی ﷺ ہی ہمارے سردار ہیں۔ ان ﷺ کی مقبولیت کی وجہ سے ہمارے لیے عزت ہے"۔

وہ نبی برحق' خاتم رسلؐ جن کی راتیں المزمل اور جن کے دن المدثر کے ترجمان تھے' اُنہوں نے دشمنوں کا مقابلہ' فراست' حکمت اور شجاعت سے کیا۔ آپؐ نے طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ علم سے' حلم سے اور راہِ خدا میں بازیاں لگا کر کیا۔ بقول ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی:

"اہل صُفہ کے معلم خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور حضورؐ کے علم کا سرچشمہ خود ذاتِ باری تعالیٰ تھی"۔

(ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی' نورِ مبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صفحہ ۳۰۵)

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقوام و اُمم عالم کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی باعث تکمیل انسانیت ہے جن کے قلب اطہر پر کلام اللہ کا نزول ہوا اور جو انفس و آفاق کے لیے سرچشمہ ہدایت بنے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا والوں کو کمال علم و حکمت کے اُصول عطا فرمائے۔ آپؐ سرچشمہ علم و حکمت ہیں۔

یہ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض تھا کہ مسلمانوں نے یورپ کو علم کی کرنوں سے منور کیا۔ بقول پروفیسر آر۔ اے۔ نکلسن:

"(We owe) debt to the Arabs as pioneers of learning and bringers of light to mediaeval Europe."

(Prof. R.A. Nicholson, A Literary History of the Arabs, p. 359)

کیمرج میڈی ایول ہسٹری کے فاضل مؤلف نے بھی کہا تھا:

"The Arabs bore the torch of learning from East to West. When Europe was suffering from universal

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ignorance, the Hispano-Arabs were making infinite advancements in intellectual pursuits."

(Cambridge Mediaeval History, Part III , 1922 Ed., p.433)

جوں جوں علم و عرفان کی نئی کرنیں پھیلتی جائیں گی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل محافلِ عالم میں بڑھتا ہی جائے گا۔

پاکستان کی ترقی کا راز سائنسی علوم کے حصول میں مضمر ہے۔ تعلیمات نبوی صلی علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں سائنسی علوم وفنون کی تعلیم اُمت مسلمہ کے لیے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں پاکستان میں ایک مثالی نظامِ تعلیم نافذ کرسکیں۔ آمین!

سید العالمین، مہرِ حرا، خورشیدِ حرم، خلقِ مجسّم، ابرِ کرم، پیکرِ لطف وجود وسخا، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نورِ الہدیٰ، پیغمبر آخر الزمان، سید الانبیاء والمرسلین، معلمِ اخلاق، سرچشمہ حکمت، رحمتِ دو عالم، سید البشر، افضل الرسل، شفیع المذنبین، فخرِ کائنات، محسنِ انسانیت، محمد سید الکونین، اور معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لاکھوں درود وسلام ہوں:

اللھم صل علی محمدن النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما ○

❀❀❀❀

فہرست کتب

(اس کتاب کی تیاری میں حسبِ ذیل کتب اور مضامین سے استفادہ کیا گیا)

(۱)۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا، بہ ترتیب واضافہ مطالب غلام رسول مہر، رسول رحمتؐ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

(۲)۔ آغا اشرف، محمد سید لولاکؐ، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۳)۔ ابن القیم، زاد المعاد (اُردو ترجمہ) ڈاکٹر مقتدی حسن الازہری، ادبیات، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۔۔۔۔، ھدی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، (اُردو ترجمہ) اُسوہ حسنہ، مولانا عبدالرزاق ندوی ملیح آبادی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۷۹ء۔

(۴)۔ ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ، بیروت، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۵)۔ ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن، تاریخ عمر بن الخطابؓ، مطبعة التوفيق الادبية، مصر، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶)۔ ابن جبیر، الرحلہ، لیڈن، سنہ ۱۹۰۷ء۔

(۷)۔ ابن جماعہ، تذکرۃ السامع والمتکلم، حیدرآباد، سنہ ۱۳۵۳ھ۔

(۸)۔ ابن خلدون، المقدمہ، دار الکتب اللبنانی، بیروت، ۱۹۶۱ء۔

(۹)۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، قاھرہ، سنہ ۱۲۷۵ھ۔

(۱۰)۔ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، المکتبہ العلمیہ، مدینۃ المنورہ، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۱)۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، (اُردو ترجمہ)، طبع اول، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۲)۔ ابن سحنون، آداب المعلمین، تونس، سنہ ۱۳۴۸ھ۔

(۱۳)۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۶ء۔

۔۔۔۔، سیرت ابن ہشام، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

(۱۴)۔ ابوبکر غزنوی، سید، ''عصر حاضر میں استاد اور شاگرد کا رشتہ''، ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جلد ۲۶، شمارہ ۴۔۵، اپریل مئی ۱۹۸۸ء۔

(۱۵)۔ ابوالبرکات عبدالرؤف قادری داناپوری، مولانا حکیم، اصح السیر فی ھدی خیر البشر ﷺ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

(۱۶)۔ ابوداؤد، السنن، مطبعہ السعادۃ، مصر، ۱۹۵۰ء۔

(۱۷)۔ ابویعلیٰ، الاحکام السلطانیہ، طبع قاہرہ، ۱۹۶۶ء۔

(۱۸)۔ ابوالحسن ندوی، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

(۱۹)۔ احمد امین، ڈاکٹر، ضحی الاسلام، قاہرہ، سنہ ۱۹۳۲ء۔

۔۔۔۔، فجر الاسلام، قاہرہ، سنہ ۱۹۳۲ء۔

۔۔۔۔، ظہر الاسلام، قاہرہ، سنہ ۱۹۳۲ء۔

(۲۰)۔ احمد بن حنبل، المسند، دارالمعارف، مصر، ۱۹۳۶ء۔

(۲۱)۔ احمد سجاد، ڈاکٹر، تعمیری ادبی تحریکیں: افکار و مسائل، قاضی پبلشرز و ڈسٹری بیوٹرز، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء۔

۔۔۔۔، اسلام کا روشن مستقبل، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

(۲۲)۔ احمد شبلی، ڈاکٹر، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ (مترجم: محمد حسین خان زبیری)، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۶۳ء۔

(۲۳)۔ احمد شلبی، ڈاکٹر، ''اسلامی عہد میں تعلیم نسواں''، نقوش، رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۲۴)۔ ادارہ بتول، صادقہ (مجموعہ احادیث)، ادارہ بتول، اچھرہ لاہور، ۱۹۶۸ء۔

(۲۵)۔ ادارہ تعلیمی تحقیق، تعلیمی پالیسیاں اور اصلاح کی تجاویز، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(۲۶)۔ ادارہ مطبوعات طلبہ، تعلیم کی تشکیل نو، کراچی، ۱۹۶۶ء۔

(۲۷)۔ ارشد، عبدالرشید، ڈاکٹر، پاکستان میں تعلیم کا ارتقاء، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۵ء۔

۔۔۔۔، گم گشتہ منزل کا سراغ (تعلیم کا ایک اصلاحی منصوبہ)، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۵ء۔

(۲۸)۔ رشید احمد، سید، ''عہد رسول میں نظام تعلیم''، نقوش، رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۲۹)۔ اردو اکادمی، دہلی، نئی تعلیمی پالیسی اور اردو تدریس: سیمینار میں پڑھے گئے مقالات، اردو اکادمی، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء۔

(۳۰)۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول و دوم، ترقی اردو بورڈ، کراچی، ۱۹۷۷ء۔

(۳۱)۔ اسماعیل سیٹھی، پروفیسر، ''اسلامی تعلیمات اور تربیت اساتذہ''، اخلاقیات نبوی ﷺ (مرتبہ حکیم محمد سعید)، ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی، ۱۹۸۲ء۔

(۳۲)۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۷۳ء۔

(۳۳)۔ اصلاحی، محمد یوسف، قرآنی تعلیمات (حصہ اول دوم)، مکتبہ الحسنات، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۳۴)۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۳۵)۔ اقبال خان، جدید تعلیمی فلسفہ (جون ڈیوئی سے پالو فریرے تک)، تخلیقات، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۳۶)۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۳۴۵ھ۔

(۳۷)۔ الابراشی، محمد عطیہ، فلسفہ تعلیم و تربیت (اردو ترجمہ از رئیس احمد جعفری)، بار سوم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب منزل، لاہور، ۱۹۵۶ء۔

(۳۸)۔ السیوطی، جلال الدین، علامہ، حسن المحاضرہ، قاہرہ، سنہ ۱۳۲۱ء۔

۔۔۔۔ الاتقان فی علوم القرآن (اُردو) حصہ اول، اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی۔

(۳۹)۔ الفاروقی، اسماعیل الراجی، ڈاکٹر، علوم جدید کی اسلامی تشکیل (مترجم: پروفیسر سید محمد سلیم)، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۴۰)۔ الکتانی، عبدالحئی، نظام الحکومة النبویه، احیاء التراث الاسلامی، بیروت۔

(۴۱)۔ القرآن الحکیم، وترجمہ معانیہ وتفسیرہ الی اللغة الاردیة، اُردو ترجمہ از مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیری حواشی از مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ۱۴۱۹ھ۔

(۴۲)۔ القفطی، اخبار العلماء باخبار الحکماء، لیپزگ، سنہ ۱۳۲۰ھ۔

(۴۳)۔ القلقشندی، صبح الاعشیٰ، قاہرہ، سنہ ۱۹۱۳ھ۔

(۴۴)۔ المقریزی، الخطط، قاہرہ، سنہ ۱۲۸۰ھ۔

(۴۵)۔ امام الماوردی، الاحکام السلطانیہ (اُردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۳ء۔

(۴۶)۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، بیروت، قاہرہ، ۱۹۶۷ء۔

(۴۷)۔ امام نووی محی الدین ابوزکریا، منہاج الطالبین، انگریزی ترجمہ از ہوورڈ، لندن، ۱۹۷۷ء۔

(۴۸)۔ انتظام اللہ شہابی، مفتی، اسلامی نظام تعلیم کا چودہ سو سالہ مرقع، جناح لٹریری اکیڈیمی، کراچی، جولائی ۱۹۶۱ء۔

(۴۹)۔ انجمن فاضلین، تربیت اساتذہ، ادارہ تعلیم وتحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

۔۔۔۔، ماہنامہ تعلیمات (سید مودودی اور تعلیم)، خصوصی اشاعت، ادارہ تعلیم وتحقیق،

لاہور، جلد ۴، شمارہ ۴۔۵، ستمبر اکتوبر ۱۹۸۱ء۔

۔۔۔۔، ماہنامہ تعلیمات (اقبال اور تعلیم)، خصوصی اشاعت، ادارہ تعلیم وتحقیق، لاہور، جلد ۱۲، شمارہ ۹۔۷، جولائی۔ستمبر، ۱۹۸۹ء۔

(۵۰)۔ النووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف، ریاض الصالحین، نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

(۵۱)۔ الهاشمی، السید احمد، مختار الاحادیث النبویه والحکم المحمدیه، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

(۵۲)۔ ایم۔اے۔عزیز، ڈاکٹر، تعلیم اور معاشرتی تبدیلی، کاروان ادب، ملتان صدر، ۱۹۸۲ء۔

(۵۳)۔ بخاری، مقصود الحسن، پروفیسر، ہمارے تعلیمی مسائل، فرنٹیئر پوسٹ پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۵۴)۔ بشیر، محمد علی، اسلامی دنیا: تعلیم میں بھی پیچھے (مضمون)، روزنامہ جنگ لاہور ایڈیشن، سنڈے میگزین، ص۔۶، ۲ دسمبر ۲۰۰۱ء۔

(۵۵)۔ بلگرامی، حامد حسن، ڈاکٹر، نور مبین (ﷺ) کے انوار ابتدائے آفرینش سے مقام محمود تک، تیسرا ایڈیشن، حسن اختر ایسوسی ایٹس، کراچی، ۱۹۹۳ء۔

(۵۶)۔ بیگووچ، علی عزت، اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش (مترجم: محمد ایوب منیر)، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(۵۷)۔ پاکستان ماڈل ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز فاؤنڈیشن، جدید نصاب تعلیم (پہلی تا بارہویں جماعت)، نکلسن روڈ، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۵۸)۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، نظریہ پاکستان اور نصابی کتب، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، ۱۹۷۱ء۔

(۵۹)۔ پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین، مجلہ محور (تعلیم نمبر)، مرتبہ پروفیسر سلیم منصور خالد، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۷۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶۰)۔ پھلواروی، محمد حفیظ اللہ ''عہد نبوی میں علمی ترقیاں'' نقوش، رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۔۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۶۱)۔ ترمذی، شمیم حیدر، ڈاکٹر، اسلام کا نظام تعلیم، کاروان ادب، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۶۲)۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۴ء۔

(۶۳)۔ تعلیم، اسلامی تناظر میں اسلامی ریاست میں نظام تعلیم (شمارہ ۳، اشاعت خصوصی)، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد (جنوری، جولائی) ۱۹۸۶ء۔

(۶۴)۔ توکلی، پروفیسر علامہ نور بخش، سیرت رسول عربی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶۵)۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور، نصاب تعلیم، جون ۱۹۶۷ء۔

(۶۶)۔ جامعہ ام القریٰ، توضیات (چار عالمی اسلامی تعلیمی کانفرنسوں کی سفارشات) المرکز العالمی للتعلیم الاسلامی، سعودی عرب، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۸۳ء۔

(۶۷)۔ جلیل حامدی، مولانا، ''عہد نبوی اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں''۔ نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۔۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۶۸)۔ جغرافیہ اسلامی عہد میں، نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۔۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۶۹)۔ حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، مکتبۃ الحسن، لاہور، سال اشاعت نامعلوم۔

(۷۰)۔ حامدی، خلیل احمد (مترجم)، اذکار مسنونہ (تالیف: امام ابن قیمؒ)، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۷ء۔

(۷۱)۔ حسن، ابراہیم حسن، ڈاکٹر، النظم الاسلامیۃ (اردو ترجمہ، مسلمانوں کا نظم مملکت از مولانا علیم الدین صدیقی)، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء۔

۔۔۔، تاریخ الاسلام السیاسی والدینی والثقافی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۶۴ء۔

(۷۲)۔ حکومت پاکستان، رپورٹ کمیٹی برائے نصاب، وزارت تعلیم، راولپنڈی، ۱۹۶۰ء۔

(۷۳)۔ حمود الرحمن، ''تعلیم کیوں؟'' مجلہ تعلیم کا مسئلہ، ادارہ مطبوعات جمعیت، کراچی، ۱۹۶۵ء۔

(۷۴)۔ خالد، انور محمود، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۷۵)۔ خالد، محمد ابراہیم، ڈاکٹر، تربیت اساتذہ، الائیڈ بک کمپنی، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

(۷۶)۔ خالد، سلیم منصور اور مسلم سجاد، پروفیسر، مدیران، پاکستان میں ذریعہ تعلیم کا مسئلہ (مجلہ تعلیم ۔۹) خصوصی اشاعت، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء۔

۔۔۔، پاکستان میں نظام امتحانات: بحران، اسباب اور حل (مجلہ تعلیم اسلامی تناظر میں ۔۱۰) خصوصی اشاعت، دوسرا ایڈیشن، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد ۱۹۹۵ء۔

۔۔۔، مجلہ تعلیم ۔۱۱، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء۔

(۷۷)۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، الفیصل ناشران، لاہور: ۱۹۹۷ء۔

(۷۸)۔ خان، خالد یار، تاریخ تعلیم، بار اول، اردو مرکز، لاہور، ۱۹۶۰ء۔

(۷۹)۔ خان، غلام عابد، عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم، عوامی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۸ء۔

۔۔۔، ''پیغمبر تعلیم صلی اللہ علیہ وسلم''، ماہنامہ سلسبیل، ادارہ تصوف، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

(۸۰)۔ خان، فضل محمد، پروفیسر، ثانوی مدارس کا نظم و نسق، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۵۵ء۔

(۸۱)۔ خان، ماجد علی، ڈاکٹر، سیرت خاتم النبیین ﷺ، پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۸۲)۔ خان، محمد اجمل، سیرت قرآنیہ سیدنا رسول عربی ﷺ، مکتبہ بیت الحکمت، اردو بازار، لاہور، ۱۹۵۶ء۔

(۸۳)۔ خان، محمد فاروق، ڈاکٹر، اکیسویں صدی اور پاکستان، المورد، ادارہ علم و تحقیق، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۸۴)۔ خان، محمد وصی اللہ، ڈاکٹر، ''معلم کا مقام'' مجلہ تعلیم و تحقیق، لاہور، ۱۹۶۷ء۔

۔۔۔، (مدیر) تربیت اساتذہ (سالنامہ) انجمن فاضلین، ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸۵)۔خان، وحید الدین، علم جدید کا چیلنج، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۷۷ء۔
(۸۶)۔خان، منیر احمد، پروفیسر، قومی بحران، نگارشات میاں چیمبرز، ٹیمپل روڈ، لاہور، ۱۹۹۲ء۔
(۸۷)۔خرم مراد، احیائے اسلام اور معلم، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۸۵ء۔
۔۔۔۔، سیکولر معاشرہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حکمت عملی، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۸۸ء۔
۔۔۔۔، ''اشارات''، ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۱ء۔
۔۔۔۔، (مرتب) دینی مدارس کا نظام تعلیم، ترجمان ری پرنٹس سروس، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، جولائی ۱۹۹۵ء۔
۔۔۔۔، مسائل وافکار (مرتب سلیم منصور خالد) البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء۔
(۸۸)۔خواجہ عبد المجید، جامع اللغات، اردو سائنس بورڈ، لاہور۔
(۸۹)۔خورشید احمد، پروفیسر، نظام تعلیم: نظریہ روایت اور مسائل، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء۔
۔۔۔۔، اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی، ۱۹۸۲ء۔
(۹۰)۔دانش گاہ پنجاب، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۹، (حضرت محمد ﷺ ۔ محمدہ)، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۱۹۸۶ء۔
۔۔۔۔، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۴/۱ (علم ۔ علماء)، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، ۱۹۸۰ء۔
(۹۱)۔رازی، محمد ولی، ہادی عالم، دار العلم، کراچی، ۱۹۸۲ء۔
(۹۲)۔رزاقی، شاہد حسین، مقالات حکیم، جلد اول: اسلامیات، ادارہ ثقافت اسلامی، لاہور، ۱۹۶۹ء۔
(۹۳)۔رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر (مرتبہ) خطوط اقبال، مکتبہ خیابان ادب، لاہور، ۱۹۷۶ء۔
(۹۴)۔روزنامہ جسارت، (اشاعت خصوصی: نظام تعلیم)، کراچی، ۱۷ جنوری ۱۹۸۴ء۔
(۹۵)۔روزنامہ جنگ لاہور، سنڈے اسپیشل ''اسلامی ممالک بے پناہ وسائل، خوشحال پھر

بھی نہیں''، ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء۔
۔۔۔۔، ''نئے نظام میں ایجوکیشن ۔۔۔ ضلعی حکومتیں کرائیں گے'' انٹرویو پنجاب کے وزیر تعلیم (اختر سعید)، ۲۷ اگست، ۲۰۰۱ء۔
۔۔۔۔، (تلخیص وترجمہ: رحمان ضیاء) ''انگریزی: بہت سی زبانوں کو نگل جائے گی''، سنڈے میگزین، لاہور، ص ۲۲، ۲ دسمبر ۲۰۰۱ء۔
۔۔۔۔، (جیون خان) سبق پھر پڑھ (۲) (مضمون)، لاہور ایڈیشن، ص ۸۔۲ دسمبر، ۲۰۰۱ء۔
(۹۶)۔روزنامہ نوائے وقت لاہور، اداراتی نوٹ: سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ضرورت، ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء۔
۔۔۔۔، ملی ایڈیشن، ''اسلامی مدارس اور جدید سائنسی علوم''، یکم مارچ، ۲۰۰۲ء
(۹۷)۔زبیری، محمد امین، مولوی، اسلامی ہندوستان میں مسلمان خواتین کی تعلیم، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی، طبع دوم ۱۹۶۱ء۔
(۹۸)۔سعادت فاطمہ، عالمی اسلامی تعلیمی کانفرنسوں کی سفارشات کی روشنی میں پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسی کا جائزہ، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم اے تعلیم، ادارہ تعلیم وتحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۵ء۔
(۹۹)۔سعید اختر، پروفیسر، ہمارا نظام تعلیم، اسلامک پبلی کیشنز، لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۹ء۔
(۱۰۰)۔سلطان بخش، پروفیسر، آئین مطلق، دوسرا ایڈیشن، ۵۲ راج گڑھ، لاہور، ۱۹۷۲ء۔
(۱۰۱)۔سمیم احمد، سید، ''ادب نبوی''، نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰، (جنوری)، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔
(۱۰۲)۔سلیم فارانی، ڈاکٹر، اردو زبان اور اس کی تعلیم، ادارہ مطبوعات، لاہور، ۱۹۶۶ء۔
(۱۰۳)۔سلیمان ندوی، سید، وشبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، الفصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۴)۔سلیمانی، محمد احسان الحق، رسول مبین، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۱۰۵)۔سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن صدیقی، رسول کریم ﷺ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۶ء۔

(۱۰۶)۔سید عبداللہ، ڈاکٹر، ''نصابات میں نظریہ پاکستان کسطرح سمویا جائے؟'' نظریہ پاکستان اور نصابی کتب، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، ۱۹۷۱ء۔

۔۔۔۔۔، ''اقبال کا مدرسہ تعلیم اقبال ریویو، اقبال اکادمی، کراچی، جولائی ۱۹۶۰ء۔

(۱۰۷)۔شاہ ولی اللہ الدہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ (اردو ترجمہ)، طبع غلام علی اینڈ سنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۰۸)۔شاہین رحیم بخش، ڈاکٹر، ''اقبال اور تعلیم کی تشکیل جدید، ماہنامہ تعلیمات، جلد ۱۲، شمارہ ۹، لاہور، جولائی۔ستمبر ۱۹۸۹ء۔

(۱۰۹)۔شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سال اشاعت نامعلوم۔

(۱۱۰)۔شیخ، محمد عبدالجبار، پروفیسر، سیرت مجمع کمالات ﷺ (یازدہ مقالات سیرت)، ادارہ تعلیمات سیرت، سیالکوٹ، ۱۹۸۸ء۔

(۱۱۱)۔صدیق دیندار، مولانا سید، اسلام اور عصر حاضر ۳: سورۃ الکہف کی عملی تفسیر، جمعیت خلافت مبشرہ (دیندار انجمن) لالوکھیت، کراچی۔

(۱۱۲)۔ صدیقی، اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، علم حدیث، کتب خانہ شان اسلام لاہور، ۱۹۷۷ء۔

(۱۱۳)۔صدیقی، بختیار حسین، مسلمانوں کی تعلیمی فکر کا ارتقاء، ادارہ ثقافت اسلامی، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۔۔۔۔۔، برصغیر پاک وہند میں قدیم عربی مدارس کا نظام تعلیم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

(۱۱۴)۔صدیقی، حیدر زمان، تعمیری انقلاب اور قرآنی اصول حکمت، البدر پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۱۱۵)۔صدیقی، شوکت علی، ڈاکٹر (مدیر)، تعلیم و تربیت اساتذہ، مکتبہ اشاعت ادب،

انارکلی، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

(۱۱۶)۔صدیقی عبدالحمید، پروفیسر، نظام تعلیم کا اساسی تخیل، احباب پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۱ء۔

۔۔۔۔، میکالے کا نظریہ تعلیم، روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی، ۱۹۶۵ء۔

(۱۱۷)۔صدیقی، مشتاق الرحمٰن، ڈاکٹر، تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل، پاکستان ایجوکیشنل فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء۔

(۱۱۸)۔صدیقی، محمد رضی الدین، ڈاکٹر، تعلیم کا مسئلہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، فروری ۱۹۸۷ء۔

(۱۱۹)۔صفدر علی، چوہدری، ''تعلیم کا اسلامی مفہوم'' ماہنامہ تعلیمات جلد ۱۰، شمارہ ۷، لاہور، اگست ۱۹۸۷ء۔

(۱۲۰)۔صفی الدین مبارک پوری، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

(۱۲۱)۔عابد نظامی، خواجہ، ماہنامہ درویش، لاہور، جلد ۴، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۹۲ء۔

(۱۲۲)۔عبدالحسیب احسن، پروفیسر، ''مسلمان اساتذہ کے اوصاف'' ماہنامہ تعلیمات، جلد ۱۴، شمارہ ۲، لاہور، جون ۱۹۹۱ء۔

(۱۲۳)۔عبدالحمید دہلوی، مولانا، سیرت محبوب کائنات ﷺ، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۲۴)۔عبدالمجید، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات، فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، ستمبر ۱۹۹۸ء۔

(۱۲۵)۔عبدالمقتدر فاضل فتحپوری، محمد رسول اللہ ﷺ، الفیصل ناشران، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۹ء۔

(۱۲۶)۔عبدالقیوم، ڈاکٹر، قرون وسطیٰ کا اسلامی نظام تعلیم، بساط ادب، لاہور، ۱۹۵۲ء۔

(۱۲۷)۔عرفان صدیقی، ''تعلیم کی نظریاتی اساس اور مسلم مفکرین''، مجلہ سرسیدین (تعلیم نمبر)، فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، راولپنڈی، ۱۹۸۰ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۸)۔عزام، عبدالرحمٰن، ''تاجدار دو عالم کی فصاحت و بلاغت''، نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اُردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۱۲۹)۔عزیز، جی۔ آر۔ (مترجم) نظام معاشرہ اور تعلیم (برٹرینڈ رسل)، بخش ہاؤس، مزنگ روڈ، لاہور، ۱۹۹۹ء۔

(۱۳۰)۔عقیل معین الدین، ڈاکٹر، تحریک پاکستان کا تعلیمی پس منظر، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۱۳۱)۔عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، الفصول فی سیرۃ الرسول، سیرۃ سرور انبیاء (اردو ترجمہ از غلام احمد حریری)، کتاب مرکز، فیصل آباد، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۳۲)۔عنایت الرحمان صدیقی، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ''مثالی استاد'' مجلہ تعلیم و تحقیق، ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

(۱۳۳)۔غزالہ موسیٰ، ڈاکٹر، تعلیمی کامیابی کے راز، تخلیقات، مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

(۱۳۴)۔غلام السیدین خواجہ، ''ہماری دانش گاہیں اور ان کی عمرانی ذمہ داریاں'' (مترجم: شریف حجازی) مجلہ تعلیم و تحقیق، آئی ای آر، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۷ء۔

(۱۳۵)۔غوری، شبیر احمد خان، مولانا، ''صدر اسلام میں دینی علوم کے ارتقاء کا اجمالی جائزہ'' نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اُردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۱۳۶)۔غوری، ممتاز محی الدین، پروفیسر، مسئلہ کیا ہے؟ (غیر مطبوعہ مقالہ) ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، نومبر ۱۹۹۱ء۔

(۱۳۷)۔فضل احمد، حاجی، ''سیرۃ مصطفیٰ ﷺ'' ماہنامہ سلسبیل، لاہور، جلد ۲۵، شمارہ ۱۰، ۱۱، اکتوبر۔ نومبر ۱۹۸۱ء۔

(۱۳۸)۔فیروز سنز لمیٹڈ، اُردو انسائیکلوپیڈیا، لاہور، ۱۹۶۶ء۔

(۱۳۹)۔فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، مجلہ سرسیدین (تعلیم نمبر)، سرسید کالج، راولپنڈی، ۱۹۸۰ء۔

(۱۴۰)۔کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، سیرت المصطفیٰ ﷺ، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

(۱۴۱)۔قاضی، محمد شریف، اسوہ حسنہ قرآن کی روشنی میں، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

(۱۴۲)۔قریشی، محمد اکرام، تاریخ التعلیم، عملی کتاب، لاہور، طبع اول، جنوری ۱۹۶۹ء۔

(۱۴۳)۔قریشی، محمد شریف، ثانوی مدارس میں نظریہ پاکستان کی ترویج، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء۔

۔۔۔۔۔۔ ''باوقار معلم باوقار قوم''، مجلہ معلم، تنظیم اساتذہ، لاہور، مارچ ۱۹۸۹ء۔

(۱۴۴)۔قطب شہید، سید، فی ظلال القرآن (اُردو ترجمہ از سید حامد علی)، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۱۴۵)۔قلندر علی، سید ابوالفیض، سہروردی، جمال رسول ﷺ: سیرت رسول کا...... عاشقانہ مرقع، سیرت فاؤنڈیشن، ۸۵۵۔ این، سمن آباد، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

(۱۴۶)۔گلزار حسین، ''دور نبوی میں عرب قوم'' نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اُردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۱۴۷)۔لکھنوی، مرتضیٰ حسین فاضل، سید، خطیب قرآن (نبی آخر الزمان): حضور رسالت ﷺ کے...... قرآنی اسناد کے ساتھ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۴۸)۔گوہر، ممتاز علی قاضی، سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی، پرنٹ لنک کمپیوٹر بیورو، کراچی، ۱۹۸۹ء۔

(۱۴۹)۔گوہر قلم، خورشید عالم، تاجدار رحمت ﷺ، ریاض برادرز، لاہور، ۱۹۹۶ء

(۱۵۰)۔گیلانی، محمد عبدالستار، سید، ''علوم عرب'' نقوش: رسول نمبر، جلد ۴، شمارہ ۱۳۰ (جنوری)، ادارہ فروغ اُردو، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۱۵۱)۔مجیب الرحمان قاضی، ''اسلامی تعلیم و تربیت کی خصوصیات'' مقالات مذاکرہ ملی: اخلاقیات نبوی ﷺ (مرتبہ حکیم محمد سعید)، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی، ۱۹۸۲ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۲)۔ محمد اسمعیل ' سید علامہ ' رسول عربی ؐ اور عصر جدید ' مکتبۃ القریش ' لاہور ' ۱۹۸۸ء۔

(۱۵۳)۔ محمد اسماعیل ' ظفر آبادی ' حکیم ' ہادی کونین ؐ ' ملک سنز ' فیصل آباد ' ۱۳۹۶ھ۔

(۱۵۴)۔ محمد اقبال ' ڈاکٹر ' تشکیل جدید الہیات اسلامیہ (مترجم : سید نذیر نیازی) ' بزم اقبال ' کلب روڈ ' لاہور ' ۱۹۵۸ء۔

۔۔۔ ' کلیات اقبال (فارسی) ' شیخ غلام علی اینڈ سنز ' لاہور ' ۱۹۷۳ء۔

۔۔۔ ' کلیات اقبال (اردو) ' اقبال اکادمی ' لاہور ' ۱۹۹۰ء۔

(۱۵۵)۔ محمد انور الحق ' حافظ مفتی ' تذکرہ الحبیب یعنی ...... واقعات و حالات کا ایک مختصر مجموعہ ' مہتمم مطابع ریاست بھوپال (انڈیا) ' ۱۳۳۶ھ۔

(۱۵۶)۔ محمد حمید اللہ ' ڈاکٹر '' عہد نبوی کا نظام تعلیم '' نقوش : رسول نمبر جلد ۔۴ ' شمارہ ۔۱۳۰ ' (جنوری) ' ادارہ فروغ اُردو ' لاہور ' ۱۹۸۳ء۔

۔۔۔ ' خطبات بہاولپور ' ادارہ تحقیقات اسلامی ' اسلام آباد ' ۱۹۸۵ء۔

۔۔۔ ' عہد نبوی ؐ میں نظام حکمرانی (نظر ثانی واضافہ شدہ) ' اُردو اکیڈمی ' لاہور ' ۱۹۸۱ء۔

(۱۵۷)۔ محمد رفیع الدین ' ڈاکٹر ' اسلام کا نظریہ تعلیم ' ادارہ ثقافت اسلامیہ ' لاہور ' ۱۹۵۰ء۔

(۱۵۸)۔ محمد عبد العزیز ' ہمارے تعلیمی مسائل ' گلوب پبلشرز ' اُردو بازار ' لاہور ' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۵۹)۔ محمد عبد الحق ' مولوی حکیم '' طب رسول ؐ '' نقوش : رسول ؐ نمبر ' جلد ۔۴ ' شمارہ ۔۱۳۰ ' (جنوری) ' ادارہ فروغ اُردو ' لاہور ' ۱۹۸۳ء۔

(۱۶۰)۔ محمد سعید ' حکیم '' محمد رسول اللہ ﷺ : ھادی و معلم '' ماہنامہ سلسبیل سیرت مصطفیٰ ﷺ نمبر ' ادارہ تصوف ' لاہور ' اکتوبر ' نومبر ' ۱۹۸۱ء۔

(۱۶۱)۔ محمد سلیم ' سید ' پروفیسر ' مسلمان مثالی اساتذہ اور مثالی طلبہ ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۸۳ء۔

۔۔۔ ' اسلام کا نظام تعلیم ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۹۳ء۔

۔۔۔ ' مغربی فلسفہ تعلیم کا تنقیدی مطالعہ ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۸۱ء۔

۔۔۔ ' ہندو پاکستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ' اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ' لاہور ' ۱۹۸۰ء۔

۔۔۔ ' مسلمان اور مغربی تعلیم (پاک و ہند میں) ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۸۵ء۔

۔۔۔ ' تعلیمی انحطاط کے اسباب ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۸۶ء۔

۔۔۔ ' ہمارا نظام تعلیم : تاثرات و تجاویز ' ادارہ تعلیمی تحقیق ' لاہور ' ۱۹۸۷ء۔

(۱۶۲)۔ محمد سلیمان ' حافظ '' ہمارے تربیتی اداروں کا کردار '' مجلہ تعلیم و تحقیق ' ادارہ تعلیم و تحقیق ' جامعہ پنجاب ' لاہور ' ۱۹۶۷ء۔

(۱۶۳)۔ محمد شفیع ' مولانا مفتی ' سیرت رسول اکرم ؐ ' ادارہ اسلامیات ' لاہور ' ۱۴۰۴ھ۔

۔۔۔ ' معارف القرآن ' ادارہ ترجمان القرآن ' اچھرہ ' لاہور ' ۱۹۷۹ء۔

(۱۶۴)۔ محمد صلاح الدین '' حضور اکرم ﷺ کا عطا کردہ نظام تعلیم و تربیت '' اخلاقیات نبوی ﷺ ' ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ' کراچی ' ۱۹۸۲ء۔

(۱۶۵)۔ محمد عبد العزیز ' ڈاکٹر '' اسلامی نظام تعلیم کیا ہے؟ '' سہ ماہی علم کی دستک ' جلد ۔۳ ' شمارہ ۔۲ ' جون ' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ' لاہور ' ۱۹۸۳ء۔

(۱۶۶)۔ محمد عبد الحی ' ڈاکٹر ' اُسوہ رسول اکرم ﷺ ' کتب خانہ مظہری ' کراچی ' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۶۷)۔ محمد کرم شاہ ' پیر ' ضیاء القرآن ' (جلد اول تا پنجم) ' ضیاء القرآن پبلیکیشنز ' لاہور۔

۔۔۔ ' ضیاء النبی ؐ ' ضیاء القرآن پبلی کیشنز ' لاہور ' ۱۴۱۸ھ۔

(۱۶۸)۔ محمد قطب ' اسلام کا نظام تربیت (مترجم : ساجد الرحمان صدیقی) اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ' لاہور ' ۱۹۸۰ء۔

(۱۶۹)۔ محمد مسعود '' آنحضرت ﷺ بحیثیت معلم و محرک علم '' مقالات سیرت '

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء۔

(۱۷۰)۔ محبوب عالم، مولوی، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۱۷۱)۔ مسلم سجاد، پروفیسر، پاکستان میں نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل کی حکمت عملی، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء۔

(۱۷۲)۔ مسلم، ابوالحسین بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، طبع محمد بن علی صبیح واولادہ، مصر، ۱۳۳۴ھ۔

(۱۷۳)۔ مصطفی سباعی، من روائع حضارتنا، (اردو ترجمہ: اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو، از معروف شاہ شیرازی)، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، مارچ ۱۹۹۶ء۔

(۱۷۴)۔ مظفر بیگ، (مدیر)، ہفت روزہ آئین (تعلیم نمبر)، ریلوے روڈ، لاہور، ۱۹۸۴ء۔

(۱۷۵)۔ منصور پوری، محمد سلیمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۴۶ء۔

(۱۷۶)۔ منور ابن صادق، تعلیم و تعلم، صادق پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۱۹۷۳ء۔

۔۔۔۔، ''اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی فلسفیانہ تصورات''، مجلہ تعلیم و تحقیق، ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۰ء۔

۔۔۔۔، ''پاکستان میں تعلیمی انقلاب کا لائحہ عمل''، ماہنامہ تعلیمات، لاہور، مئی ۱۹۷۸ء۔

(۱۷۷)۔ مناظر احسن، گیلانی، مولانا سید، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، (سلسلہ مطبوعات ندوۃ المصنفین ۔۲۱)، محبوب المطابع و جمال پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۴۴ء۔

(۱۷۸)۔ معراج الدین، محمد سید الکونین ﷺ، حافظ مسعود امجد اینڈ برادرز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۱۷۹)۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تعلیمات، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۳ء۔

۔۔۔۔، سیرت سرور عالم ﷺ، تیسرا ایڈیشن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۰ء۔

۔۔۔۔، تصریحات (تعلیم سے متعلق انٹرویوز کا مجموعہ)، مرتب: سلیم منصور خالد، احباب پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

۔۔۔۔، تنقیحات، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

۔۔۔۔، تفہیم القرآن (جلد اول تا ششم)، ترجمان القرآن، لاہور۔

۔۔۔۔، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۶ء۔

۔۔۔۔، سیرت سرور عالم ﷺ (جلد اول، دوم) ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۱۸۰)۔ ملک، محمد اسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرعی منصوبہ بندی، ۱۹۸۶ء۔

(۱۸۱)۔ مونس زبیری، سرکار دو عالم ﷺ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء۔

(۱۸۲)۔ مہر، محمد سعید اختر، (مدیر)، تعلیم کی نظریاتی اساس: اسلامی تناظر، انجمن فاضلین ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۱۸۳)۔ میاں، سید محمد، مولانا، سیرت مبارکہ محمد رسول اللہ: قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں، مکتبہ محمودیہ، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۱۸۴)۔ ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم و آخر، اشاعت اول، فیروز سنز، لاہور۔

(۱۸۵)۔ نجاتی، محمد عثمان، القرآن اور علم النفس، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور۔

۔۔۔۔، حدیث نبوی اور علم النفس، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور۔

۔۔۔۔، فلسفے کے بنیادی مسائل (قرآن حکیم کی روشنی میں) فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

(۱۸۶)۔ ندوی، جلیل احسن، راہ عمل (انتخاب حدیث)، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۸ء۔

(۱۸۷)۔ ندوی، شاہ معین الدین احمد، تاریخ اسلام: عہد رسالت و خلافت راشدہ ...... اور علمی تاریخ، ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۴۸ء۔

(۱۸۸)۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، نبی رحمت ﷺ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۹)۔نعیم صدیقی، تعمیر سیرت کے لوازم، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

۔۔۔۔، رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلم، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

۔۔۔۔، ''اسلام کی حکمت تعلیم وتربیت''، مجلہ تنظیم، تنظیم اساتذہ پاکستان، لاہور، جون ۱۹۸۱ء۔

۔۔۔۔، ''ادبی تحریک کے بنیادی تقاضے''، اسلامی نظریہ ادب، (مرتب اسعد گیلانی وغیرہ)، ترجمان القرآن، (پرائیویٹ)، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

۔۔۔۔، سید انسانیت ﷺ، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

۔۔۔۔، محسن انسانیت ﷺ، نہم اشاعت، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

(۱۹۰)۔نعمانی، محمد منظور، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۸۳ء۔

(۱۹۱)۔نگری، محشر رسول، فخر کونین، (حصہ دوم)، پاکستان پریس، جناح روڈ، لاہور، ۱۹۶۴ء

(۱۹۲)۔نیازی، محمد اسلم خان، پاکستان کے تعلیمی مسائل، میاں چیمبرز، ٹیمپل روڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(۱۹۳)۔نوشینہ تحسین، ''فکر غزالی کی روشنی میں تشکیل نصاب''، ماہنامہ تعلیمات، جلد۔۱۳، شمارہ۔۵، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

(۱۹۴)۔وحید قریشی، ڈاکٹر، تعلیم کے بنیادی مباحث، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء۔

۔۔۔۔، قرآن حکیم کی روشنی میں تعلیم، آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، لاہور۔

(۱۹۵)۔ہلال، سالنامہ، جلد۔۲۷، نمبر ۱۳، ۱۸ (اکتوبر ۱۹۹۰ء)، ہفت روزہ ہلال، ہلال روڈ، راولپنڈی، ۱۹۹۰ء۔

(۱۹۶)۔ہیکل، محمد حسین، حیات محمد ﷺ، طبع ششم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۱۹۷)۔ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد رپورٹ تعلیم، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی، ۱۹۸۵ء۔

(۱۹۸)۔یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، فکری تربیت کے اہم تقاضے (مترجم: سلطان احمد اصلاحی)، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

(ENGLISH)

(199). **Abdullah, S.M.,** Stray Thoughts on Education in Pakistan , Bazm-e- Iqbal, Lahore, 1989.

(200) **Abu Dawud** (Collection of Ahadith).

(201) **Afzalur Rahman, Muhammad,** Encyclopedia of Seerah, Vol.I, The Muslim Schools Trust, London, 1987.

(202). **Al-Naquibal-Atlas, Syed Muhammad,** (Ed.), Aims and Objectives of Islamic Education, Hodder and Stoughton, London, 1980.

(203) **Alexander and Halverson,** Effective Teaching in Secondary Schools, Rinehart and Company, I n c . New York, 1956.

(204). **Ali Ibn Abi-Talib,** Nahj al-Balagha:Sermons, Letters and Sayings of Ali, Ansariayah Publications, Qumm, Iran.1981.

(205). **Anderson, Elizabeth M.,** The disabled school child: a study of integration in primary schools, reprinted, Methuen, London, 1980.

(206). **Association of Muslim Social Scientists,** Proceedings: First Symposium on Islam and Psychology, American Trust Publications, Indiana. 1977.

(207). **Al-Sayed Ahmad Al-Hachimi,** Traduit en Francais par Fawzi Chaaban. Recueil des hadiths Pophetiques et des sagesses Mahometanes, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, Beyrouth, Liban, 1991

(208). **Anis Ahmad, Dr. and Muslim Sajjad,** Prof.,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Muslim Women and Higher Education: A Case for Separate Institutions....Women's University,Institute of Policy Studies, Islamabad,1982.

(209). **Arthur W. Fashay and Kathly Gay,** (Article). (Education) in The New Book of Knowledge, vol.5, Grolier Incorporated, Danbury, Connecticut, 1997.

(210). **Bennett, S.N.,** Teaching Styles and Pupil Progress, Open Book, London, 1976.

(211). **Berrigan, Somaiyah (Miss),** ed., An Enlightening Commentary into the light of the Holy Qur'an, vol.2, Amir-al-Mo'mineen Ali Library, Esfahan, (Iran), 1997.

(212). **Best, John W; & Kahn, James S,** Research in Education, Prentice-Hall International, Inc.,Englewood, Cliffs, 1970.

(213). **Best, Jon. Education,** Spirituality and the whole Child, Cassell, London, 1996.

(214). **Bukhari Sharif** (Collection of Ahadith).

(215). **Browne, E,** A Literacy History of Persia, London, 1926.

(216). **Brubacher, John S,** Modern Philosophies of Education, McGraw Hill Book Company Inc. New York, 1950.

(217). **Bruner, J.S.,** The Process of Education, Harvard University Press, Cambridge, 1966.

(218). **Bukhtiar Hussain Siddiqui,** Education: An Islamic Perspective, UGC, Islamabad, 1986.

(219). **Chaghatai, M. Ikram,** Comp., Writings of Dr. Leitner, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2002.

(220). **Combs Arthur W., and Others.,** The Professional Education of Teachers: A HumanistiApproach to Teacher Preparation, Allyn and Bacon, Inc., Boston, 1974.

(221). **Coke, Richard,** Baghdad, the City of Peace, Thornton, 1927.

(222). **Curzon, L.B.,** Teacing in further education: An outline of principles and practice, 5th ed., Cassell, London, 1997.

(223). **The Daily Dawn,** September 8, 2001, "International Literacy Day Supplement."
----- "Public Private Partnership".

(224). **Downey and Kelly,** Theory and Practice of Education: An Introduction, Harper and Row Publishers, London,1986.

(225). **Dressler, David and Donald Carns,** Sociology the Study of Human Interaction, Alfred A.Knopf Inc, New York,1973.

(226). **Dreeben, Robert,** The Nature of Teaching, Scott, Foresman and Company, N.J., 1970.

(227). **Durrrani, F.K. Khan,** Muslim educational reform

(228). **Eliode, Mircea, ed.,** The Encyclopedia of Religion, Macmillan Publishing Company, New York, 1987.

(229). **The Encyclopedia Americana,** Grolier Corporation, International Edition; Connecticut U.S.A.1983.

(230). **Entwistle, Noel,** ed. Handbook of Educational Ideas and Practices Routledge,London,1990.

(231). **Fazlul Karim, Alhaj Maulana,** Al-Hadis (Book-I): an English translation & commentary of Mishkat-ul-Masabih, Islamic Book Service, Darya

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Ganj, New Delhi, 1988.

(232). **Ghafoor A,** 1980 Financial Management of Education in Pakistan, Educ. Rep. 1(5): 112-29).

(233). **Ghulam Mustafa Waseem,** Educational Thoughts of Sir Sayyed and Their impact on the Education of Muslims, Institute of Education and Research, University of the Punjab, Lahore, unpublished Master's Thesis, June, 1963.

(234). **Ghulam-us-Sayyadain, Khawaja,** Iqbal's Educational Philosophy, Sh. Mohammad Ashraf, Lahore, 1960.

(235). **Gibb, H.A.R.,** Modern Trends in Islam, The University of Chicago Press, Chicago/IIlinois, U.S.A. 1950.

----,ed. The Encyclopaedia of Islam, New ed., vo1.1 (A-B).E.J. Brill, Leiden, 1960.

------- Studies on the Civilization on Islam Routledge & Kegan Paul Limited, London, 1962.

(236). **Good, Biddle and Brophy,** Teachers Make a Difference, Holt, Rinchart and Winston, New York, 1975.

(237). **Goodnow, J.,** Home and School: A child's eye view, Allen & Unwin, Sydney, 1985.

(238). **Government of Pakistan,** Proceedings of the Pakistan Educational Conference, Karachi, 1947.

(239). **Grunebaum, G.E.,** Islam: Essays in the Nature and Growth of a Cultural Tradition, Routledge, and Kegan Paul Ltd., London, 1955.

(240). **Guillaume, A,** The Life of Muhammad, Oxford University Press, Oxford, 1980.

----,Alfred, Islam, Penguine Books, London, 1982.

(241). **Hart, Michael,** A ranking of the most influential persons in history.

(242). **Hayes, L.D.** Educational Crisis in Pakistan, Lahore, 1987.

(243). **Hale, Monica,** Ecology in Education, Cambridge University Press, 1993.

(244). **Hail, Robert King,** et. al. editors, Year book of Education 1953, Harcourt, Brace and World Inc. New York.

(245). **Hans, Nicholas,** Comparative education: A study of educational factors and traditions, Routledge & Kegan Paul Limited, London.

(246). **Haq S,** 1965, Education and Development Strategy in Southeast Asia, East-West Center Press,Honolulu, Hawaii.

(247). **Hills, P.J.,** ed. A Dictionary of Education, Routledge & Kegan Paul, London, 1982.

(248). **Hitti, P.k.,** History of the Arabs, Macmillan, London, 1968.

(249). **Horton Paul B. and Chester L. Hunt,** Sociology, McGraw-Hill Book Company, London, 1996.

(250). **Holt, P.M.,** The Cambridge History of Islam, Cambridge University Press, Cambridge,1978.

(251). **Huddleston, Pure and Lorna Unwin,** Teaching and learning in further education: Diversity and change, Routledge, London, 1997.

(252). **Hughes, Thomas Patrick,** A Dictionary of Islam, Premier Book House, Lahore, 1964.

(253). **The Holy Qur'an,** translated by Maulana Abdul Majid Daryabadi, Vol.I, The Taj Company Limited, Lahore.

(254). **Husaini, S.A.Q.,Dr.,** Arab Administration, Sh. Muhmmad Ashraf, Lahore,1956.

(255). **Husen, Torsten,** ed. The International Encyclopedia of Education, vol.7 (P-R), Research and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Studies,Pergamon Press,New York,1985.

(256). **The Hutchinson Encyclopedia,** Helicon Publishing Ltd. Oxford, 1999.

(257). **Ibrahim Imran,** ed. Educational Guide of Pakistan (1999-2000) Ibrahim Publishers, Lahore,1999.

(258). **Khan, Mohammad Sharif,** Islamic education, Republican Books, Temple Road, Lahore, 1987.

(259). **King, Ronald,** The sociology of school organization (Contemporary sociology of the school), Methuen, London, 1983.

(260). **Lammens,** Etudes surle Regne du Calife Omaiyade Mo'awia, Paris, 1908.

(261). **Landau, Rom,** Islam and the Arabs, George Allen & Unvin Ltd., London, 1958.

(262). **Lewis, B., et. al. editors,** Encyclopaedia of Islam, E.J. Brill, Lieden, 1965.

(263). **Lynch, James,** Education and development: Tradition and innovation, 4 volumes, Cassell, London, 1997.

(264). **Mahar Abdul Haq,** Dr., Educational Philosophy of the Holy Quran, Institute of Islamic Culture, Lahore, 1990.

(265). **Marhab Qasmi,** Prof., Female education in Sindh, Al-Hamd Publication, Old Anarkali, Lahore.

(266). **Mariam Salam,** Basic education the birth right of every child, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2002.

(267). **Moehlman, Arthur Henry and Roubek, Joseph S., editors,** Comparative Education, Henry Holt and Co. Inc.New York, 1951.

(268). **Mufti, A. G.,** 1980 Human Resource Development Through Education in Pakistan, Occasional Paper, Pakistan Manpower Institute, Islamabad.

(269). **Muhammad Afzal,** Dr. "Shah Wali Allah's philosophy.....system of education" Pakistan Journal of history & Culture, vol.XXI, No.2 (Ju-Dec, 2000), National Institute of Historical and Cultural Research, Quaid-e-Azam University, Islamabad, 2000.

(270). **Muhammad Al-Buraey,** Administrative Development : an Islamic Perspective. Routledge and Kegan Paul Inc., London, 1985.

(271). **Muhammad Amjad Kashmiri,** Prospectus: Jamia Ashrafia Lahore and Allied Institutions, Department of Public Relations, The Jamia, Lahore, n.d.

(272). **Muhammad Hamidullah,Dr.,** Introduction to Islam, Sh. Muhamad Ashraf, Lahore,1974.
----,Muslim Conduct of State, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1977.

(273). **Muhammad Rafiuddin,** First Principles of education: An analysis of the natural...... imperfect development, Iqbal Academy Pakistan, Lahore.

(274). **Muhammad Saleem,** Dr., Education for all a Charished Goal (Article) in the Daily Dawn, Sep.8, 2001.Advertisement Supplement., P-1, Lahore,

(275). **Munawar Ibne Sadiq and Inayat Ali Dogar,** Role of Student organization in Secondary School Organization, Unpublished Master's Thesis, Institute of Education and Research, University of the Punjab, Lahore, 1965.

(276). **M. Mahmood,** The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Pakistan Times Publications, Lahore, 1974.

(277). **Muslim Sharif** (Collection of Ahadith).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

(278). **National College of Arts,** Prospectus 2002, The author, Lahore, 2002.

(279). **The New Book of Knowledge,** Grolier Incorporated, Danbury, Connectiant, 1997.

(280). **The New Encyclopaedia Britannica,** University of Chicago, Chicago, U.S.A. 1989.

(281). **Noorullah S. Naik J. P.,**1951 A History of Education in India,Time of India Press, Bombay.

(282). **Norton, Donna E.,** The effective teaching of language arts, Merrill Publishing Company, London, 1989.

(283). **Pakistan, Government of,** The Education Policy, 1972-80, Ministry of Education, Islamabad, 1972.

------ Government of 1974 Pakistan Education--A Sector Assessment, Ministry of Education, Islamabad.

------ Government of 1977 Pakistan Year Book 1977. Statistics Division, Ministry of Finance, Islamabad.

------ Government of 1978 Fifth Five Year Plan 1978-83. Planning Commission, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1979a National Education Policy 1979. Ministry of Education, Islamabad.

------- Government of 1979b Pakistan Education Statistics 1947-79. Ministry of Education, Islamabad.

------- Government of 1981a Pakistan Basic Facts 1980-81. Economic Advisor's Wing, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1981b Pakistan Economic Survey, 1980-81. Economic Advisor's Wing, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1981c Newsletter, Statistics

Division, Ministry of Finance, Islamabad 28(8).

(284). **Polland, Andrew,** Readings for reflective teaching in the Primary School, Cassell, London, 1996.

(285). **Poulton, G.A. and Jerry James,** Pre-School learning in the community, Rautledge of Kegan Paul, London, 1975.

(286). **Qureshi, I.H.,** 1975 Education in Pakistan: An Inquiry into Objectives and Achievements, Ma'arif, Karachi.

(287). **Ramsden, Paul,** Learning to lead in higher education, Routledge, London, 1998.

(288). **Redfern, H.B.,** Questions in Aesthetic education, Allen & Unwin, London, 1986.

(289). **Report** of the Commission on National Education, Ministry of Education, Government of Pakistan, Karachi, 1961.

(290). **Report** of the Commission on Student Problems and welfare, Government of Pakistan. Ministry of Education, Karachi, 1966.

(291). **Report** of the Curriculam Committee for Secondary Education, Government of Pakistan. Ministry of Education, Karachi, 1961.

(292). **Report** of the Education Commission 1964-66, Ministry of Education, Government of India, Delhi, first Edition, 1966.

(293). **Romine, Stephen A.,** Building the High School Curriculum, The Ronald Press company, New York, 1954.

(294). **Rowntree, Derek,** ed. A Dictionary of Education, Harper & Row, Publishers, London, 1981.

(295). **Sardar, Ziauddin,** The Future of Muslim Civilization, London, n.d.

(296). **Savory, R.M.,** Introduction to Islamic Civilization,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(278). **National College of Arts,** Prospectus 2002, The author, Lahore, 2002.

(279). **The New Book of Knowledge,** Grolier Incorporated, Danbury, Connectiant, 1997.

(280). **The New Encyclopaedia Britannica,** University of Chicago, Chicago, U.S.A. 1989.

(281). **Noorullah S. Naik J. P.,**1951 A History of Education in India,Time of India Press, Bombay.

(282). **Norton, Donna E.,** The effective teaching of language arts, Merrill Publishing Company, London, 1989.

(283). **Pakistan, Government of,** The Education Policy, 1972-80, Ministry of Education, Islamabad, 1972.

------ Government of 1974 Pakistan Education--A Sector Assessment, Ministry of Education, Islamabad.

------ Government of 1977 Pakistan Year Book 1977. Statistics Division, Ministry of Finance, Islamabad.

------ Government of 1978 Fifth Five Year Plan 1978-83. Planning Commission, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1979a National Education Policy 1979. Ministry of Education, Islamabad.

------- Government of 1979b Pakistan Education Statistics 1947-79. Ministry of Education, Islamabad.

------- Government of 1981a Pakistan Basic Facts 1980-81. Economic Advisor's Wing, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1981b Pakistan Economic Survey, 1980-81. Economic Advisor's Wing, Ministry of Finance, Islamabad.

------- Government of 1981c Newsletter, Statistics

Division, Ministry of Finance, Islamabad 28(8).

(284). **Polland, Andrew,** Readings for reflective teaching in the Primary School, Cassell, London, 1996.

(285). **Poulton, G.A. and Jerry James,** Pre-School learning in the community, Rautledge of Kegan Paul, London, 1975.

(286). **Qureshi, I.H.,** 1975 Education in Pakistan: An Inquiry into Objectives and Achievements, Ma'arif, Karachi.

(287). **Ramsden, Paul,** Learning to lead in higher education, Routledge, London, 1998.

(288). **Redfern, H.B.,** Questions in Aesthetic education, Allen & Unwin, London, 1986.

(289). **Report** of the Commission on National Education, Ministry of Education, Government of Pakistan, Karachi, 1961.

(290). **Report** of the Commission on Student Problems and welfare, Government of Pakistan. Ministry of Education, Karachi, 1966.

(291). **Report** of the Curriculam Committee for Secondary Education, Government of Pakistan. Ministry of Education, Karachi, 1961.

(292). **Report** of the Education Commission 1964-66, Ministry of Education, Government of India, Delhi, first Edition, 1966.

(293). **Romine, Stephen A.,** Building the High School Curriculum, The Ronald Press company, New York, 1954.

(294). **Rowntree, Derek,** ed. A Dictionary of Education, Harper & Row, Publishers, London, 1981.

(295). **Sardar, Ziauddin,** The Future of Muslim Civilization, London, n.d.

(296). **Savory, R.M.,** Introduction to Islamic Civilization,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Cambridge University Press, Cambridge,1980.

(297). **Siddiqui, Abdul Hamid,** The Life of Muhammad (PBUH), Islamic Publications Ltd., Lahore,1981.

(298). **Smith, B.Othanel, Stanley, William O., and Shores,** J. Harlan, Fundamentals of Curriculum Development, Harcourt, Brace and World Inc. New York, c.1957.

(299). **Stubbs, Michael,** Language, schools and classrooms (contemporary sociology of the school), 2nd ed., Routledge, London, 1990.

(300). **Spears, Harold,** Curriculum Planning through In-service Programs, Prentice Hall Inc. Englewood Cliffs N.J., 1957.

(301). **Sultan Mohiyyuddin,** M., School Organization and Management, West Pak. Publishing Co. Ltd. Lahore., 1963.

(302). **Tirmidhi Sharif** (Collection of Ahadith).

(303). **Turner, Barry,** ed. The Statesman's Yearbook (2002), The Politics, Cultures and Economics of the World, Palgrave, NewYork, 2001.

(304). **Watson, Keith,** Educational dilemmas: Debate and diversity, 4 volumes, Cassell, London, 1997.

(305). **West Pakistan,** Bureau of Education, Educational expenditure in West Pakistan since integration, The West Pakistan, Lahore, 1964.

(306). **Zaki, W.M.,** Dr., Educational development in Pakistan: A study of educational resource availability, Mahmud Printing Press, Lahore, 1968.

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بہترین کتابیں

- اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ (آغاز سے 2000 تک) — ڈاکٹر سلیم اختر
- آبِ حیات — مولوی محمد حسین آزاد مرحوم
- البدیع — سیّد عابد علی عابد
- اسلوب — سیّد عابد علی عابد
- البیان — سیّد عابد علی عابد
- اُصول انتقادِ ادبیات — سیّد عابد علی عابد
- ہمارا ادب — آل احمد سرور
- سرمایہ اُردو — حافظ محمود شیرانی
- جدید دور کے مسائل اور اُنکا حل (قرآن اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں) — ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

- History of Indigenous Education in the Punjab — Dr. G.W. Leitner
- Basic Education The Birth Right of Every Child — Mariam Salam
- Science and Education in Pakistan — Abdus Salam

Rs. 225.00

www.sang-e-meel.com

ISBN 969-35-1338-X

9789693513387